فتوحاتِ مصر و فارس



حضرت مولانا فضل محمد یوسف زئی صاحب دامت برکاتہم العالیہ
استاذ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن

فتوحاتِ مصر و فارس

مؤلف

مولانا فضل محمد یوسف زئی صاحب مدظلہم العالی

اُستاذ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

ناشر

دار الناشر

یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور

0333-8335011

نام کتاب: ---------- فتوحات مصر و فارس

مصنف: ---------- مولانا فضل محمد یوسف زئی صاحب مدظلہم العالی

تعداد: ---------- گیارہ سو

طبع: ---------- ششم

باہتمام: ---------- طارق محمود

سنِ اشاعت: ---------- محرم الحرام ۱۴۳۴ھ بمطابق دسمبر ۲۰۱۲ء

ناشر: ---------- دار الناشر، اُردو بازار، لاہور۔

0333-8335011

ملنے کا پتہ

الفلاح پبلشر

یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور

0333-4380927

261- 173- 182 ۲۔ اشعار صحابیہ

* کسریٰ یزدجرد کی بیٹی حسین رضؓ
کو دی گئی 158

* سرغون کا اسلام اور حلیہ 83
800 75C Kreftis [illegible]

* طارلون 80 شتر طارلون 89

* ارطالوس کا ذکر 70

* باصرک کا اسلام 47

* بیٹی کے ساتھ شرائط 93

کے بیٹے
33 28
* ارطانوس / سویشان کا قبول اسلام
(مسقنوس شاہ مصر کا بھائی)

* سرغون طارلون کی شادی 95
Cousins
Good
* پانچ کے بدلے تاوان Will 111

* لوقتا کا قتل 112

ارطالوس / ارسطالیس

* اردن 11 * بحر روم 11 * بحر عرب 13 * سوڈان 20 * اسلام 34
* اسکندریہ 27 * بحیرہ 35 * حلب 61 * آرمینیہ 108 صوابی 128
* خراسان، صادر، الجبل 124 * دیبل 152 * سوڈان افریقہ 196
* ہمدان 190 * حبشی (Ethiopia) 193

* اسلام جہاد سے پھیلا ہے اور علماء کے واسطے ہم تک پہنچا ہے " "

اشاعت صحابہ 173-182 261

فہرست









الله

بسم الله الرحمن الرحيم



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عرضِ مؤلف

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْوَاحِدِ الصَّمَدِ الَّذِیْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ○ اَلْقَادِرِ الْقَهَّارِ السَّتَّارِ الْجَبَّارِ الْحَنَّانِ الْمَلِكِ الدَّيَّانِ هَازِمِ الْاَحْزَابِ وَمُنْزِلِ الْفُرْقَانِ۔ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ الْاَتَمَّانِ الْاَكْمَلَانِ عَلٰى سَيِّدِ الْاِنْسِ وَالْجَآنِ۔ اَفْصَحِ بَنِیْ عَدْنَانِ وَاَبْلَغِ بَنِیْ قَحْطَانِ، صَاحِبِ الْجَمَلِ الْاَحْمَرِ وَالسَّيْفِ الْمَشْهَرِ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ وَرَسُوْلِ الْمَلَاحِمِ، رَاعَتْ قُلُوْبَ الْعِدَا اَنْبَاءُ بِعْثَتِهٖ۔ كَنَبْأَةٍ اَجْفَلَتْ غُفْلًا مِّنَ الْغَنَمِ، فَمَنْ كَانَ اَوْ مَنْ قَدْ يَكُوْنُ كَاَحْمَدَ نِظَامٌ لِّحَقٍّ اَوْ نَكَالٌ لِّمُلْحِدٍ۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ هُمْ هُدَاةُ الطَّرِيْقِ وَحُمَاةُ الْاِسْلَامِ الَّذِيْنَ رَفَعُوْا لِوَاءَ الْاِسْلَامِ عَلٰى سَائِرِ الْاَدْيَانِ فَفَتَحُوا الْبُلْدَانَ مُتَقَلِّدِیْ السُّيُوْفِ وَحَامِلِی الْقُرْاٰنِ، اَبَرُّهَا قُلُوْبًا وَاَعْمَقُهَا عِلْمًا وَاَقَلُّهَا تَكَلُّفًا اَخْتَارَهُمُ اللّٰهُ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهٖ وَلِاِقَامَةِ دِيْنِهٖ۔

كَاَنَّمَا الدِّيْنُ ضَيْفٌ حَلَّ سَاحَتَهُمْ — بِكُلِّ قَرْمٍ اِلٰى لَحْمِ الْعِدَا قَرِمِ
فَسَلْ حُنَيْنًا وَسَلْ بَدْرًا وَسَلْ اُحُدًا — فُصُوْلَ حَتْفٍ لَّهُمْ اَدْهٰى مِنَ الْوَخَمِ

"مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ۔"
(سورۃ فتح آیت ۲۹)

"يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ۚ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم۔"

تمام عالم اسلام کو جو تڑپائے — میں سازِ دل میں وہ نغمہ تلاش کرتا ہوں
تمام عالم اسلام جس میں شامل ہو — میں ایسی جنگ کا نقشہ تلاش کرتا ہوں
کہاں ہیں مفتی دینِ متین و شرعِ مبین — جہادِ دین کا فتویٰ تلاش کرتا ہوں

محترم قارئین!

اس سے قبل بندہ نے سرزمین شام کے متعلق صحابہ کرامؓ کے عظیم الشان معرکے اور شاندار

فتوحات کا تذکرہ اپنی کتاب ''فتوحات شام'' میں اختصار کے ساتھ کیا تھا جب کتاب چھپ کر احباب کے ہاتھوں میں آئی تو حقیقت یہ ہے کہ قارئین کرام نے میری توقعات سے بڑھ کر اسے قبول کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے کتاب کا پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا۔ مجھے پہلے سے تردد تھا کہ اگر احباب نے مجھ ناچیز کی کتاب کو لائق التفات نہ سمجھا تو میں اس کا دوسرا حصہ تذکرہ کئے بغیر موقوف کر دوں گا اور اگر احباب نے قبول کیا تو پھر میں صحابہ کرامؓ کے جہادی کارناموں اور ان کے عظیم معرکوں کا دوسرا حصہ بھی پیش کر دوں گا جس کا تعلق فتوحات مصر و فتوحات فارس سے ہے۔ الحمدللہ، احباب نے اس کے پہلے حصے کو لائق التفات سمجھا جس سے میری انتہائی ہمت افزائی ہوئی اور میں نے فوراً اس کے دوسرے حصے پر کام شروع کیا۔

یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ مسلم نوجوان جہاد کے لفظ کو شوق سے سننے اور سمجھنے لگے ہیں اس طرح لکھنے والوں کو صحابہ کرامؓ کی یہ امانت جہاد عوام کے سامنے پیش کرنے کا ایک نادر موقع مل گیا ہے۔ میرے خیال میں صحابہ کرامؓ کے جو معرکے شام کے میدانوں میں ہوئے ہیں اس سے بڑھ کر معرکے سرزمین فارس پر واقع ہوئے ہیں، ان ایمان افروز واقعات سے ایک طرف تو جہاد کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور دوسری طرف صحابہ کرامؓ کے ساتھ والہانہ محبت وعقیدت پیدا ہوتی ہے کہ وہ کس طرح اپنے دین کی حفاظت اور اس کی ترویج واشاعت کے لئے جانوں کے نذرانے پیش کیا کرتے تھے۔ ان واقعات، معرکوں اور جہادی مہمات کو پڑھ سن کر مجھے تو اب ڈر لگتا ہے کہ آیا ہم جو یہ دعویٰ کرتے رہیں کہ ہم صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر گامزن ہیں یہ کس حد تک صحیح ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ بھی انسان تھے ان کو بھی بھوک وپیاس ستاتی تھی اور جسمانی تکلیف پہنچتی تھی ان کے جسم فولادی بھی نہیں تھے کہ ان پر فنا نہیں تھی یا خدانخواستہ وہ اپنی زندگیوں سے تنگ آچکے تھے اور میدان جنگ میں کود پڑے تھے کہ جلد زندگی کا خاتمہ ہو جائے یا ان کی جانیں عیاذاً باللہ کوئی بے قیمت تھیں نہیں بھائی ایسی کوئی بات نہیں تھی لیکن وہ قرآن کریم

سمجھتے تھے، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر مکمل عمل کرتے تھے اپنے پیارے پیغمبر ﷺ کی تعلیمات پر دل و جان سے عمل کرنے والے تھے انہوں نے جہاد کو قرآن میں پڑھا حضور اکرم ﷺ کی عملی زندگی میں مدینہ منورہ میں دس سال تک خود دیکھا اور آزمایا تو وہ جہاد میں مگن ہو گئے ان کو یہ عمل سب سے اونچا نظر آیا تب وہ میدان میں نکلے سب تکالیف برداشت کیں شہادت تک نوبت پہنچی لیکن وہ سب کچھ کے باوجود فرماتے تھے: "فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ" رب کعبہ کی قسم! ہم کامیاب ہو گئے، وہ دیوانہ وار اسلام کی سربلندی کے لئے لڑے ہیں انہوں نے لاکھوں کفار کو واصل جہنم کیا اور ہزاروں نے جام شہادت نوش کیا، بیشتر صحابہ کرامؓ شہید ہو گئے ہیں دنیا کا وہ کون سا خطہ ہے وہ کون سا ملک یا بڑا شہر ہے جس میں صحابہ کرامؓ کا مقدس خون نہ گرا ہو؟ ان کے اسی میدانی کارناموں کے پیش نظر سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا:

"اگر ہم صحابہ کرامؓ کو دیکھ لیں تو کہیں گے کہ یہ دیوانے مجنون ہیں اور اگر وہ ہم کو دیکھ لیں تو کہیں گے کہ یہ منافق اور کافر ہیں۔"

بہر حال میں آپ کے سامنے پہلے مصر کے معرکے رکھتا ہوں اور پھر فارس کے ہولناک معرکوں کا کچھ تذکرہ کروں گا جس سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ یہ دین اور اس کی سربلندی اور مشرق و مغرب پر آب و تاب کے ساتھ اس کا جھنڈا بلند ہونا مفت میں نہیں تھا بلکہ یہ بڑی بڑی قربانیوں کا نتیجہ تھا۔ ہمیں چونکہ اسلام میراث میں ملا ہے ہماری چھنگلی بھی اس دین کی حفاظت میں زخمی نہیں ہوئی، اسی لئے ہمیں نہ خود اس دین کی قدر ہے اور نہ قربانی دینے والوں کی قدردانی ہے، آپ کے سامنے جس حقیقت کو میں رکھنا چاہتا ہوں یہ مختلف تاریخوں کا مجموعہ ہے لیکن میں بنیادی طور پر علامہ واقدیؒ کی فتوح مصر اور فتوح العجم کے مندرجات کو زیادہ تر سامنے لاؤں گا گویا یہ مجموعہ فتوح العجم کا اردو زبان میں اختصار اور خلاصہ ہے۔

علمی کم مائیگی اور لسانی اجنبیت کا تقاضا تو یہ تھا کہ میں کبھی یہ جرأت نہ کرتا، لیکن احباب کی شرافت اور عفو و درگزر کو جب دیکھتا ہوں تو کچھ ہمت ہو جاتی ہے۔

سب سے پہلے میں علامہ واقدی کے متعلق کچھ بحث کروں گا اس کے بعد حضور اکرم ﷺ کے کچھ خطوط اور پھر عمر و فاروق رضی اللہ عنہ کا ایک خط اور پھر مصر کی طرف حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی پیش قدمی اور پھر وہاں کے معرکوں کا ایسا نقشہ ہوگا کہ گویا آپ ان معرکوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ انشاء اللہ

امام المغازی محمد بن عمر واقدی رحمۃ اللہ علیہ

یہ بات یاد رہے کہ علامہ واقدیؒ پر فن حدیث میں اگرچہ کلام ہے لیکن وہ فن تاریخ کے امام ہیں اور مستند عندالانام ہیں۔ ابن کثیر رحمہ اللہ البدایہ والنھایہ اور دیگر اہل تاریخ اپنی اپنی تاریخوں میں مسلسل واقدیؒ سے حوالے نقل کرتے رہتے ہیں۔

خطیب بغدادی تاریخ بغداد میں لکھتے ہیں کہ:

"واقدی کے سامنے جب کوئی واقعہ بیان کیا جاتا تھا تو وہ خود وہاں جا کر تحقیق اور معائنہ کر کے لکھتے تھے"۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنی کتاب "الصارم المسلول" ص ۸۲ پر لکھتے ہیں:

"مَعَ اَنَّهٗ لَایَخْتَلِفُ اِثْنَانِ اَنَّ الْوَاقِدِیْ مِنْ اَعْلَمِ النَّاسِ بِتَفَاصِیْلِ اُمُوْرِ الْمَغَازِیْ وَاَخْبَرِهِمْ بِاَحْوَالِهَا وَقَدْ کَانَ الشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ وَغَیْرُهُمَا یَسْتَفِیْدُوْنَ عِلْمَ ذٰلِکَ مِنْ کُتُبِهٖ۔"

یعنی اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ واقدیؒ امور مغازی کی تفصیلات میں سب سے بڑھ کر عالم تھے اور مغازی و تاریخ کے حالات میں سب سے زیادہ باخبر تھے امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ اور ان کے علاوہ وہ دوسرے لوگ بھی واقدیؒ کی کتابوں سے اس فن میں استفادہ کرتے چلے آئے ہیں۔

فتوح الشام ص ۲۲۱ پر علامہ واقدیؒ رقمطراز ہیں:

اللہ تعالیٰ زیادتی اور نقصان سے بچائے کیونکہ صدق دراصل ایک امانت ہے اور کذب

خیانت ہے، اس ذات وحدہ لاشریک لہٗ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور جو حاضر و غائب کا جاننے والا ہے کہ میں نے اپنی کتاب میں سوائے صدق کے اور کسی چیز پر اعتماد نہیں کیا اور قاعدہ حق کے سوا کسی حدیث اور کسی بات کو اس کے اندر بیان نہیں کیا' تاکہ میں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم کی فضیلتیں ان کی بزرگی اور ان کا جہاد ثابت کر کے اہل رفض' جو اہل سنت سے خارج ہیں' ان کی آبرو خاک میں ملا دوں کیونکہ اگر مشیت ایزدی ان کے شامل حال نہ ہوتی تو نہ شام کے شہر مسلمانوں کے ہاتھ میں آتے اور نہ اس دین کا جھنڈا ان کے قلعوں کی چوٹیوں پر لہراتا ہوا دکھائی دیتا، صحابہ کرامؓ کی یہ تمام کوششیں محض اللہ کی رضا کے لئے تھیں یقیناً انہوں نے جہاد کا حق ادا کر دیا۔"

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

"میں کہتا ہوں کہ اللہ جل جلالہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور کھلی چھپی ہر چیز کا جاننے والا ہے میں نے ان فتوحات میں معتبر ثقات اور اصدق الرواۃ اشخاص کو سوا کسی دوسرے کی خبر پر اعتماد نہیں کیا بلکہ مجھے جو کچھ سچ سچ پہنچا اسے بلاکم وکاست نقل کیا ہے تاکہ اصحاب رسول اللہ ﷺ کے جہاد فی سبیل اللہ کو ثابت کر کے میں اہل رفض پر حجت قائم کر دوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کی مشیت ان کے شامل حال نہ ہوتی تو یہ ممالک مسلمانوں کی فتوحات میں ہرگز نہ آتے اور نہ اس دین کا پرچم اس طرح لہراتا ہوا دکھائی دیتا' انہوں نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کر کے جہاد کا حق ادا کر دیا۔ اپنے دین کی نصرت و مدد کی، دشمنوں کے مقابلہ میں ثابت قدم رہے حتیٰ کہ کفر کی ٹانگ پکڑ کر اسے اس کے تخت سے نیچے اتار پھینکا۔"

انہیں شہبازوں اور انہیں جانبازوں کے معرکے اور ان کے احوال واقوال سرزمین مصر اور پھر فارس میں اس کتاب کے ذریعہ سے ملاحظہ فرمائیں۔ ہر معرکہ میں چند نامور جیالوں کا تذکرہ سرفہرست ہوگا ذوق وشوق تازہ رکھنے کے لئے گاہ بگاہ رجزیہ اشعار کا گلدستہ پیش کیا جائے گا مد مقابل دشمن کے دلچسپ مکالمے بھی ہدیہ ناظرین کئے جائیں گے اور اگر اس دوران مدینہ منورہ سے

امیر المومنین کا کوئی خط آیا ہو یا ان کو مورچہ سے لکھا گیا ہو یا معسکر اور قرار گاہ کا میدان کارزار سے کوئی رابطہ ہوا ہو تو ناظرین کی دلچسپی اور عاملین کی رہنمائی کے لئے وہ بھی انشاء اللہ پیش کیا جائے گا تا کہ اس تہہ میں ہم کم از کم اس حقیقت کو پا سکیں کہ ہمارے بڑے کون اور کیسے تھے اور آج ہم کیا اور کیسے ہیں اور آج کل کے حالات میں اور مستقبل قریب میں ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ اور ساتھ ساتھ میں ہر بڑے معرکے کے ساتھ ہجری تاریخ لکھنے کی بھی کوشش کروں گا۔ تو لیجئے سب سے پہلے حضرت پاک ﷺ کے وہ دو خطوط جو آپ ﷺ نے شاہ مصر کو لکھے تھے۔

حضور ﷺ کا خط شاہ مصر مقوقس کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من محمد رسول اللہ ﷺ الی المقوقس عظیم القبط سلام علی من اتبع الھدی۔

أما بعد! فإني أدعوك بدعاية الاسلام، أسلم تسلم۔

یعنی اسلام کی کھلی دعوت ہے قبول کر لو بچ جاؤ گے (ورنہ بچنا مشکل ہے)

آنحضرت ﷺ کا مقوقس کے نام دوسرا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من محمد رسول اللہ ﷺ الی صاحب مصر

امابعد! فان اللہ ارسلنی رسولا وانزل علیّ کتابا قرآنا مبینا وامرنی بالانذار والاعذار ومقاتلة الکفار حتی یدینوا بدینی ویدخل الناس فیه وقد دعوتک الی الاقرار بوحدانیة اللہ تعالیٰ فان انت فعلت سعدت وان انت ابیت شقیت۔ والسلام۔

(فتوح مصر، ص: ۲۵)

ترجمہ: یہ خط محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے شاہ مصر و اسکندریہ کے نام ہے۔ حمد و ثنا کے بعد یہ سن لو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے رسول بنا کر بھیجا ہے اور ایک روشن کتاب قرآن مجھ

پر اتارا ہے اور مجھے کفار کو ڈرانے اور ان سے لڑنے کا حکم دیا ہے یہاں تک کہ وہ سب اسلام میں داخل ہو جائیں اور میں تجھے اللہ تعالیٰ کی توحید کی طرف بلاتا ہوں اگر تو نے اقرار کیا تو یہ تیری سعادت مندی ہوگی اور اگر تو نے انکار کیا تو یہ تیری بد قسمتی ہوگی۔

والسلام

اس خط کو حاطب بن ابی بلتعہؓ لے کر مصر روانہ ہوئے خط کی کتابت حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کی اور لے جانے کی سعادت حاطبؓ کو حاصل ہوئی آپ کو راستے میں کچھ دشواریاں بھی پیش آئیں تھیں آخر کار آپؓ بعافیت مقوقس کے دربار میں پہنچ گئے۔ مقوقس نے خط پڑھا آنکھوں پر رکھا بوسہ دیا اور پھر جواب لکھا اور کافی تحفے تحائف حضور اکرم ﷺ کے نام روانہ کئے۔ حضرت ابراہیمؓ بن محمد ﷺ کی والدہ ماریہ قبطیہ انہیں تحائف میں شامل تھیں۔

فتوحاتِ مصر ۲۰ ہجری ۶۴۱ء

جنگ کا پہلا مرحلہ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جب شام کی ساری زمین اس کے شہر اور دیہات اور ملحقہ علاقہ جات، سمندر اور دیگر اطراف مسلمانوں کے ہاتھ آئے تو وہاں متعین کمانڈروں نے ابوعبیدۃ بن الجراحؓ کو فتح کی خوشخبری دی اور نئی کارروائی کا مشورہ مانگا اس سلسلہ میں عمرو بن العاصؓ کے خط کا متن کچھ اس طرح ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عمرو بن العاص کی طرف سے امین الامۃ کے نام۔ اما بعد!

"میں اس پروردگار کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کے نبی محمد ﷺ پر درود بھیجتا ہوں عرض یہ ہے کہ ساحل سمندر اور قیساریہ کے جو اطراف رہ گئے تھے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے ہاتھ فتح کرا دیئے ہرقل کا بیٹا قسطنطین بھاگ

گیا ہے اور اب ہم آپ کے نئے احکامات کے منتظر ہیں۔" والسلام

اسی طرح کے خطوط دوسرے صحابہ کرامؓ نے ابھی ابوعبیدہؓ کے نام لکھے اور مشورہ مانگا۔

حضرت ابوعبیدہؓ کو جب فتوحات کے یہ خطوط پہنچے تو آپ نے فوراً حضرت عمرؓ کو تمام صورت حال سے آگاہ کیا' فتوحات کا تذکرہ کیا اور بالخصوص یوقنا کی کارکردگی کی اطلاع کردی، حضرت عرفجہؓ یہ خط لے کر مدینہ منورہ پہنچے تو مدینہ منورہ میں خوشی کی ایک اور لہر دوڑ گئی اور عمر فاروقؓ نے سجدہ شکر سے فارغ ہو کر ابوعبیدہؓ کے نام خط لکھنا شروع کیا۔

حضرت عمر فاروقؓ کا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من عبداللہ عمربن الخطاب الی ابی عبیدۃ عامربن الجراح رضی اللہ عنہ

امابعد! فانی احمداللہ الذین لاالہ الاھو واصلی علی نبیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وقد فرحت بمافتح اللہ علی المسلمین وماوعدنابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنوز قیصر وسیفتح علینامن کنوز کسری والحمدللہ علیٰ ذٰلک کثیراالی ان قال واذاقرأت کتابی ھذافأمر عمرو بن العاص ان یتوجہ الی مصر بعسکرہ۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یعنی ابوعبیدہؓ بن الجراحؓ کے نام عمر بن الخطابؓ کا یہ خط ہے:

امابعد! میں اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں جو واحد لاشریک ہے اور اس کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر فتوحات کی جو عنایتیں کیں ہیں اس پر میں بہت خوش ہوا اور ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر کے خزانوں کا جو وعدہ کیا تھا اس کو دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی اور عنقریب کسریٰ کے خزانے بھی ہمارے ہاتھ آجائیں گے۔ والحمدللہ کثیراً۔ اور جب آپ میرے اس خط کو پڑھ لیں گے تو آپ عمرو بن العاص کو حکم دے دیں کہ وہ اپنے لشکروں کے ساتھ مصر کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ والسلام

(اس خط میں نیک اعمال کی ترغیب اور ترک نماز پر سزا وغیرہ کا بھی ذکر ہے)

حضرت ابوعبیدہ کے پاس عرفجہؓ یہ خط اس وقت لائے جب آپؓ اردن میں مقیم تھے آپ نے یہ خط پڑھا اور پھر مسلمانوں کو جمع کر کے سب کے سامنے خط کا مضمون سنایا۔ اسی دوران حضرت خالدؓ بھی طرابلس واپس آگئے تھے ابوعبیدہؓ نے خط ان کو بھی سنایا اور پھر یہ خط عمرو بن العاص کی طرف روانہ کیا آپ نے قاصد کو جلدی پہنچنے کی تاکید کی جب عمرو بن العاصؓ نے خط پڑھا تو فوراً مصر جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ آپ کے ساتھ شیر اسلام یزید بن ابی سفیانؓ بھی چل پڑے۔ حضرت عامر بن ربیعہؓ بھی ساتھ ہو گئے اور حضرت یوقنا نے بھی اپنی چار ہزار خاص فوج کو چلنے کا اشارہ کیا۔ صحابہ کرامؓ کی یہ عظیم جماعت مجاہدین اور یوقنا کے سپاہی دشت و بیابان کو طے کرتے ہوئے قبطیوں کے بعض گرجوں اور عبادت خانوں تک پہنچ گئے اس وقت مصر پر ایک ہوشیار معتدل مزاج انصاف پسند شخص حاکم تھا جس کا نام مقوقس بن راعیل تھا اس شخص کا اسلام کے بارے میں اچھا خیال تھا اور حضور ﷺ کے خطوط سے بھی متاثر ہو چکا تھا اس نے مصر کو خوب آباد کر رکھا تھا اور ہر دلعزیز بادشاہ تھا۔

محمدی کچھار کے شیران ژیان جب مقام رفح پہنچے تو یوقنا نے عمرو بن العاصؓ سے عرض کیا کہ حضرت! آپ کو معلوم ہے کہ میں نے اسلام کو دل و جان سے قبول کیا ہے اور میں اپنے سابقہ گناہوں اور سیاہ کاریوں کو جہاد کے ذریعہ سے دھونا چاہتا ہوں اگر آپ مجھے اجازت دے دیں تو میں حیلہ کی غرض سے آپ حضرات سے پہلے مصر چلا جاؤں شاید کسی حیلہ وتدبیر سے یہ فتح آسان ہو جائے حضرت عمروؓ نے فرمایا بہت اچھا اللہ آپ کی مدد و حفاظت فرمائے۔

راوی کا بیان ہے کہ یوقنا اپنے لشکر کے ساتھ رفح سے رات کو نکل کھڑے ہوئے اور چلتے چلتے فرما مقام پر پہنچے یوقنا نے وہاں دیکھا کہ خوب چہل پہل ہے اور رنگ برنگے خیمے نصب ہیں فرما کا یہ شہر بحر روم کے کنارے پر واقع تھا اور جالینوس کی قبر یہیں پر ہے اس علاقے میں ایک مشہور مقام عریش بھی ہے۔ اس خط پر مقوقس کی طرف سے ایک حاکم مقرر تھا جس کا نام

''دندبان'' تھا اس علاقے کے لوگ ہر وقت چوکنا رہتے تھے کہ کہیں اچانک عرب ان پر چڑھائی نہ کردیں ان کا خوف اس وقت زیادہ بڑھ گیا جب ان کو معلوم ہوا کہ سواحل سمندر اور قیساریہ کے اطراف سب فتح ہوچکے ہیں انہوں نے حضرت یوقنا کو جب دیکھا تو چیخ اٹھے۔

بلبیس میں یوقنا رحمۃ اللہ علیہ کی تدبیر
جنگ کا دوسرا مرحلہ

شاہ مصر مقوقس نے اپنی بیٹی ارمانوسہ کو ہرقل کے بیٹے قسطنطین کے نکاح میں دیا تھا ابھی رخصتی ہورہی تھی کہ قسطنطین کے تمام علاقوں پر مسلمانوں نے چڑھائی کرلی اور وہ خود بھاگ گیا۔ ارمانوسہ بجائے شوہر تک پہنچنے کے بلبیس مقام کی طرف چلی گئی وہاں سرکاری افواج نے ان کی حفاظت کی اور وہاں سے بطور حفاظت کچھ فوجیں فراہم بھی پہنچ گئیں اب ارمانوسہ کی یہی کوشش تھی کہ وہ حفاظت کے ساتھ اپنے باپ تک واپس پہنچ جائے۔ ایک قبطی سے یوقنا نے معلوم کیا کہ مصر کے لوگوں کا کیا حال ہے اس نے بتایا کہ مصر کے بادشاہ مقوقس کو پتہ چلا ہے کہ مسلمان عمرو بن العاصؓ کی معیت میں مصر کی طرف بڑھ رہے ہیں اس لئے مقوقس نے مصر کے تمام اطراف کی ناکہ بندی کررکھی ہے کوئی شخص باہر سے اندر داخل نہیں ہوسکتا چاہے وہ عربی ہو یا عیسائی ہو اور اس کی بیٹی بلبیس میں ہے اور باپ کی فوجوں کے انتظار میں ہے کہ اس کو بحفاظت واپس لے جائے۔

یوقنا نے فرمایا کل مجھے قسطنطین نے بطور قاصد بھیجا ہے تاکہ مقوقس کی بیٹی قسطنطین تک پہنچاؤں لوگوں نے کہا وہ تو بلبیس میں ہے یہ بات سن کر یوقنا اپنے ساتھیوں کے ساتھ رومی لباس میں ملبوس ہوکر بلبیس پہنچ گئے اور دربان کو کہلا بھیجا کہ ملکہ ارمانوسہ سے ملاقات کرنی ہے جب یوقنا کی ملاقات ارمانوسہ سے ہوئی تو اس نے عربوں کے تمام احوال یوقنا سے معلوم کئے۔

ارمانوسہ: آپ کو قسطنطین سے جدا ہوئے کتنا عرصہ ہوا ہے؟

یوقنا: تقریباً ایک ماہ کا عرصہ ہوگیا ہے۔

ارمانوسہ: اس وقت بادشاہ قسطنطین کشتیوں میں سوار ہو کر بھاگ نکلے تھے یا نہیں؟

یوقنا: اس وقت تک تو وہ بھاگا نہیں تھا البتہ اس نے شکست کھائی تھی اور جب میں غزہ میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ وہ کشتی میں بیٹھ کر بھاگ نکلا ہے اور اس نے مجھے تنہائی میں یہ بتا دیا تھا کہ عربوں کے ساتھ مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتا کیونکہ میرے باپ ہرقل نے پوری نصرانیت اور اس کی قوت ادھر ادھر سے جمع کر کے مسلمانوں کے مقابلہ میں یرموک کے میدان میں جھونک دی تھی لیکن کچھ نہ ہوا اور شکست فاش کھا کر بھاگا اب میں بھی اسی طرح کا ارادہ رکھتا ہوں کہ قیمتی اموال لے کر کسی محفوظ مقام کی طرف چلا جاؤں۔

ارمانوسہ: آپ کا میرے پاس آنے کا خاص مقصد کیا ہے؟

یوقنا: چونکہ مجھے اس نے بھیجا ہے تاکہ آپ کو ان تک پہنچاؤں لہذا آپ کو میرے ساتھ چلنا چاہئے۔

ارمانوسہ نے دیر تک سر جھکائے رکھا پھر بولی کہ میں اپنے باپ شاہ مصر سے مشورہ و اجازت لے کر فیصلہ کر دوں گی۔

اس کے بعد ارمانوسہ نے یوقنا کو واپس جانے کا حکم دیا اور مہمان خانے میں تمام مسلمانوں کے لئے اعلیٰ انتظام کیا گیا یوقنا اور اس کے ساتھی چونکہ خود رومی تھے اور لباس بھی رومیوں کا تھا اس وجہ سے ان کو کوئی نہ پہچان سکا۔

جب یوقنا اور اس کے ساتھی سو گئے تو کچھ جاسوسوں نے جا کر ارمانوسہ کو سارے منصوبے کی اطلاع کر دی اور کہا کہ اے ملکہ! کیا تجھے معلوم نہیں کہ یہ لوگ مسلمان ہو چکے ہیں اور یہی شخص ہے جس نے طرابلس، صور، جبلہ اور دیگر مقامات کو مکر و تدبیر کر کے فتح کیا ہے اور ادھر سے عمرو بن العاصؓ اس طرف متوجہ ہو چکے ہیں۔

ارمانوسہ نے جب یہ سب سنا تو مرعوب ہو گئی اور اس کو اس تفصیل سے یقین آ گیا کہ یہ شخص حیلہ اور تدبیر کرنے والا ہے چنانچہ اس نے آدھی رات کو اپنا قاصد بھیجا کہ یوقنا کو بلا لائیں،

قاصد نے یوقنا کو بلایا تو آپؒ نے فرمایا کہ میں آرہا ہوں۔ جب قاصد واپس لوٹ گیا تو یوقنا نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ملکہ ارمانوسہ کو ہماری تدبیر اور حیلہ کا انداز ہو گیا ہے اب انہوں نے مکمل طور پر ہمارے قتل کا ارادہ کر لیا ہے، اگر خدانخواستہ انہوں نے ہمیں قتل کیا تو آنے والی نسلیں ہمارا مذاق اڑائیں گی اس لئے اگر مرنا ہے تو عزت کی موت مرو اور اپنے دین کو خوب مدد کر کے شہید ہو اور اس وقت جہاد فی سبیل اللہ کا حق ادا کرو۔ راوی کہتا ہے کہ سب نے تیاری کی اور خوب جوش و جذبہ کے ساتھ وقت کا انتظار کیا۔

ادھر سے ارمانوسہ نے دوبارہ قاصد بھیجا کہ جلدی آجاؤ یوقنا نے قاصد سے کہا کہ بادشاہوں کی عادت ایسی نہیں ہوتی کہ مہمانوں کو اس طرح اصرار کر کے بلائیں ابھی ابھی تو ہم ان کے ہاں سے آئے ہیں اب آدھی رات ملکہ کو جو اتنی جلدی ہے تو یہ کوئی نیا حادثہ معلوم ہو رہا ہے، قاصد جب واپس گیا تو ارمانوسہ اٹھ کھڑی ہوئی اور ساری فوج کو مسلح کر کے یوقنا اور ان کے ساتھیوں کے گرد گھیرا ڈال دیا، صبح تک کوئی لڑائی نہیں ہوئی پھر ارمانوسہ نے یوقنا سے کہا تم لوگوں نے اپنے دین مسیح کو چھوڑ کر غداری کی ہے اور حیلہ سازی سے علاقوں کو فتح کر رہے ہو معلوم ہوتا ہے کہ مسیحؑ تم سے ناراض ہو گیا ہے۔

اب یوقنا نے حضرت عیسیٰ کے متعلق شرعی نقطہ نظر نہایت صاف انداز سے واضح کیا اور پھر فرمایا کہ لیجئے ہم حاضر ہیں ہم تو جہاد کے لئے آئے ہیں اور تم سے یہ مطالبہ ہے کہ اسلام قبول کر لو یا جزیہ کے لئے تیار ہو جاؤ اور یا پھر لڑائی کے لئے میدان میں آؤ۔ چنانچہ دوسرے دن دونوں طرف سے گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی مسلمان نہایت استقامت کے ساتھ لڑ رہے تھے اور یوقنا اس بلائے ناگہانی کو صبر جمیل کے ساتھ برداشت کر رہا تھا، ارمانوسہ نے ایک خط اپنے والد مقوقس کے نام بھیجا تھا اور مسلمانوں کے اس حیلہ و تدبیر سے اس کو آگاہ کیا تھا اور مزید فوج کی درخواست بھی کی تھی مقوقس نے اپنے خاص ارکان سے مشورہ کیا تو اہل شوریٰ نے یہ مشورہ دیا کہ اردگرد کی تمام افواج کو جمع کر کے مسلمانوں پر ڈال دیا جائے۔ مقوقس نے ایک پر مغز خطبہ

دیااور اسلام کے محاسن اور مسلمانوں کے ساتھ اللہ کی مدد اور ہرقل کی شکست کا تذکرہ کیا، ارکان دولت یہ سن کرجل بھن گئے لیکن مقوقس نے اپنی حفاظت کے لئے پہلے سے ایک ہزار غلاموں کو تیار کرر کھا تھا اس لئے اس پر کوئی حملہ آور نہ ہوسکا، پھر مقوقس کے وزیر نے ارمانوسہ کے نام خط لکھا کہ بادشاہ سلامت تجھے مسلمانوں سے لڑنے کی اجازت نہیں دیتا، خط موصول ہونے پر ارمانوسہ نے مسلمانوں کا محاصرہ اٹھالیا اگر چہ قبطی لوگ اس سے راضی نہ تھے، ارمانوسہ نے اس خط سے یوقنا کو بھی آگاہ کیا، یوقنا نے مسلمانوں کو خوشخبری دے دی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس مشکل سے نکال دیا ہے، یوقنا رات کو نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک ایک شخص ان کے قریب آ کھڑا ہوا، یوقنا نے جب دیکھا تو وہ عمرو بن امیہ ضمریؓ تھے جو عمرو بن العاصؓ کی طرف سے بطور قاصد آئے تھے تا کہ مسلمانوں کی خیریت معلوم کریں، عمرو بن امیہ کے آنے پر یوقنا بہت خوش ہوئے، قاصد نے کہا کہ عمرو بن العاصؓ آپ کے قریب ہی پہنچ چکے ہیں اب آپ کا کیا حکم ہے۔

یوقنا نے فرمایا کہ آپ انتہائی سرعت کے ساتھ جاؤ اور عمرو بن العاصؓ کو فوراً ہماری مدد کے لئے متوجہ کرو تا کہ ہم ان قبطیوں کا کام تمام کریں۔ چنانچہ قاصد نہایت سرعت سے جا پہنچا اور عمرو بن العاصؓ کو تمام تفصیل سے آگاہ کیا، آپ نے افواج اسلامیہ کو ہلہ بولنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ یہ زائد سامان یہیں پر چھوڑ دو اور ہلکے پھلکے ہتھیار لے کر دوڑو، چنانچہ اسلام کے ان شہبازوں نے کفر کے ان کوؤں پر شدید حملہ کیا باہر سے جب نعرہ تکبیر بلند ہوا تو اندر سے بھی مسلمانوں نے تسبیح وتہلیل اور تکبیروں سے جواب دیا، دونوں طرف سے مسلمانوں نے اور گلشن محمدی کے پہلوانوں نے قبطیوں کو کاٹنا شروع کیا۔ آفتاب عالمتاب ابھی طلوع نہیں ہوا تھا کہ قبطیوں کے ایک ہزار آدمی مارے جا چکے تھے اور ایک بڑی مخلوق قید ہو چکی تھی اور باقی بھاگ چکے تھے ملکہ ارمانوسہ کو گرفتار کرلیا گیا اور راقم الحروف نے تلذذاً کہا:

مِنْ عَهْدِ عَادٍ كَانَ مَعْرُوْفاً لَنَا أَسْرُ الْمُلُوْكِ وَقَتْلُهَا وَقِتَالُهَا

یعنی بادشاہوں سے لڑنا نہیں قید اور قتل کرنا، زمانہ قدیم سے ہمارے جانے پہچانے کارنامے ہیں۔

پھر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مقوقس کے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احسانات کا تذکرہ کیا ہدایا کا ذکر کیا اور فرمایا کہ اس احسان کا بدلہ یہ ہے کہ مقوقس کی بیٹی ارمانوسہ کو بحفاظت ان تک واپس کیا جائے کیونکہ حضور ﷺ کی سنت یہ ہے کہ:

"اِرْحَمُوْا عَزِیْزَ قَوْمٍ ذَلَّ"

مسلمانوں نے اور ان کے بڑے جرنیلوں نے اس راستے کو پسند کیا اور ارمانوسہ کو احترام کے ساتھ واپس کیا۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا مصر میں داخل ہونا

جنگ کا تیسرا مرحلہ

بلبیس سے جب قبطی بھاگ کر مصر چلے گئے اور شاہ مصر مقوقس کو تمام صورت سے آگاہ کیا تو بادشاہ کا سینہ تنگ ہو گیا ادھر وہ مسلمانوں سے لڑنا بھی نہیں چاہتے تھے ادھر اس کی قوم ان کو مجبور کر رہی تھی اتنے میں اس کی بیٹی ارمانوسہ حضرت قیس رضی اللہ عنہ بن سعد کی معیت میں احترام کے پہنچ گئی بادشاہ بہت خوش ہوا اور قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے اسلام کے بارے میں سوالات کئے تاکہ ان کے لوگ سن کر کچھ نرم پڑ جائیں حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے نہایت مدلل انداز سے اسلام کی خوبیاں بیان کیں لیکن بادشاہ کے ارکان نے تکبر کا مظاہرہ کیا بادشاہ نے خود ان کو سمجھایا لیکن وہ نہ مانے، حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے واپسی میں فرمایا کہ تین باتیں ہیں:

① اسلام ② جزیہ ③ جنگ

یہ کہہ کر واپس ہو گئے، شاہ مصر نے اپنے بیٹے ارسطولیس کو اپنا ولی عہد نامزد کیا تھا، یہ شخص انتہائی متکبر سرکش، اسلام اور مسلمانوں کا سخت دشمن تھا، اس کے باپ کی عادت تھی کہ رمضان میں پورا مہینہ تنہائی اور عبادت میں گزارتے تھے، ارسطولیس نے دیکھا کہ اس کا باپ اسلام قبول کرنے والا ہے یا قبول کر چکا ہے اور وہ مسلمانوں سے لڑنا نہیں چاہتا بلکہ ملک مصر ان کے

حوالے کرنا چاہتا ہے تو اس نے اپنے باپ کے خاص خادم کو ایک ہزار دینار اور دوسرے وعدے کر کے اس پر آمادہ کیا کہ میرے باپ کے کھانے پینے میں زہر ملادو چنانچہ اس نے پانی میں مقوقس کو زہر پلایا جس سے مقوقس مر گیا، بیٹے نے اس کو دفنا کر واپس آ کر مسند اقتدار پر قبضہ کرلیا۔ مقوقس کو اس نے اس حال میں دفنایا کہ صرف اس خادم کو معلوم تھا باقی سب لوگوں کو یہ بتادیا کہ میرا باپ تنہائی میں عبادت کر رہا ہے اور میں اس کا نائب ہوں اس کے واپس آنے تک حکومت میں چلاؤں گا جیسا کہ پہلے بھی ایسا ہوتا رہا۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مسلمانوں کو لے کر بلبیس سے قلیوب پہنچے اور ادھر ادھر کے صحراء نشینوں سے معاہدہ کرلیا تاکہ مسلمانوں کو ان صحراؤں سے لکڑی اور گھاس لانے میں تکلیف نہ ہو۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور ارسطولیس کے مذاکرات

قلیوب سے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اپنے لشکروں کے ساتھ بحر الحصا مقام پر پہنچے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آنے سے شہر میں چیخ و پکار اور ایک غل غپاڑہ شروع ہوگیا لوگوں نے اپنے گھر و مکان اور دیگر محلات کے دروازے بند کر لئے اور اپنے گھروں، عورتوں اور بچوں کی حفاظت کے لئے ہتھیار اٹھالئے کچھ لوگ دور دراز دروں میں چلے گئے اور مسلح ہو کر جنگ کے انتظار میں بیٹھ گئے بحر الحصا کا یہ شہر مصر کے شہروں میں شمار کیا جاتا تھا اور مصر کے اندر کا علاقہ تھا، حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے افواج اسلامیہ کو حکم دیا کہ اس شہر کی مکمل ناکہ بندی کرلو۔ ناکہ بندی کے بعد عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک غلام وردان کو بطور قاصد شاہ مصر کی طرف روانہ کرنا چاہا، یہ شخص قبطی زبان بھی جانتا تھا۔ یہ تیاری ہو رہی تھی کہ اچانک ارسیطولیس کا قاصد آگیا اور کہنے لگا اے عربو! بادشاہ کے ولی عہد نے مجھے بھیجا ہے تاکہ تم میں سے کوئی شخص مذاکرات کے لئے ان کے پاس جائے ہوسکتا ہے کہ بغیر لڑائی معاملہ طے ہوجائے، عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ اور دیگر اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ مجھے بادشاہوں کے ساتھ مذاکرات کا تجربہ ہے میں چاہتا ہوں کہ خود اس مہم پر جاؤں، شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس رائے کو پسند کرلیا اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ

نے نیا لباس زیب تن کیا اور اپنے غلام وردان کے ساتھ اپنے عمدہ گھوڑے پر سوار ہو کر ارسطولیس کی طرف روانہ ہوئے، راستے میں ٹھاٹھ باٹھ کے محلات اور قسم قسم کے چاق و چوبند فوجی دستوں سے گزر کر گلشن محمدی کا یہ بلبل قصر شاہی الشمع پہنچ گیا۔

ارسطولیس کو اطلاع دی گئی کہ قاصد کے ساتھ ایک اعرابی مذاکرات کے لئے آ گیا ہے اور ایک ان کا غلام بھی ہے چنانچہ آپؓ کو اندر جانے کی اجازت دی گئی لیکن یہ شرط لگائی کہ تلوار باہر رکھیں اور گھوڑے سے اتریں حضرت عمروؓ نے فرمایا میں نہ تو اپنے گھوڑے سے اتروں گا اور نہ تلوار رکھوں گا یہ ہماری عزت ہے اگر مجھے اسی طرح اجازت دیں تو میں داخل ہوتا ہوں ورنہ واپس جاؤں گا پھر جنگ ہوگی۔ آپ نے مجھے بلایا ہے میں از خود نہیں آیا ہوں۔ بہرحال بادشاہ نے اجازت دے دی آپؓ گھوڑے پر اسی طرح سوار اور تلوار سونتے ہوئے بادشاہ کے خیمے کے بالکل قریب اترے بادشاہ کے خیمے اور وہاں کے زیب و زینت پر آپ مسلسل دنیا کی بے ثباتی اور فنا کے متعلق آیتیں پڑھتے رہے۔

قصر شاہی میں داخل ہوتے وقت وہاں کا بڑا تمثال اور ہیکل خود بخود سرنگوں ہو گیا جس پر ارکان دولت کو یقین ہو گیا کہ اب زوال کے سوا کچھ نہیں ملے گا حضرت عمرو بن العاصؓ مجلس کے آخری کونے میں اس طرح بیٹھ گئے کہ دائیں ہاتھ میں گھوڑے کی لگام پکڑ رکھی ہے اور بائیں ہاتھ اپنی تلوار کے دستے پر مضبوطی سے رکھے ہوئے ہیں اسی حالت میں آپ نے ایک فصیح و بلیغ تقریر کے ذریعہ دنیا کی فنا کا ایک مکمل نقشہ پیش کیا۔ بادشاہ کے مصاحبوں نے کہا کہ یہ شخص قوم کا بڑا معلوم ہوتا ہے اس کو اگر قید کیا جائے تو باقی قوم بھاگ جائے گی بادشاہ نے کہا یہ شخص چونکہ سفیر بن کر آیا ہے پھر ہم نے خود بلایا ہے اس طرح قتل کرنا مناسب نہیں ہے پھر اس طرح گفتگو ہوئی:

بادشاہ: اے عربی بھائی! آپ ہم سے کیا چاہتے ہیں؟

عمرو بن العاصؓ: تین باتوں میں سے ایک قبول کر لو: ① اسلام ② جزیہ ③ جنگ

بادشاہ: ہم سے جس نے ٹکر لی ہے پاش پاش ہو گیا ہے ہم نے نوبہ، بجادہ سے لشکر کثیر بھی منگوایا ہے۔

عمرو بن العاص ؓ: ہم کثرت لشکر سے نہیں ڈرا کرتے ، ہمارے ساتھ اللہ کی مدد ہے اور ہم سے زمین کی وراثت کا وعدہ ہے۔

بادشاہ: کیا مسلمانوں میں آپ سے بڑھ کر فصیح اور زیادہ بہادر بھی کوئی ہے؟

عمرو بن العاص ؓ: میں تو اپنے ساتھیوں کے سامنے گونگا ہوں اور آپ اگر ان کو دیکھ لیں گے تو مجھے بھول جائیں گے۔

بادشاہ: یہ تو محال ہے کہ آپ سے بڑھ کر کوئی فصیح و بلیغ ہو۔

عمرو بن العاص ؓ: اگر بادشاہ چاہے تو میں ان میں سے دس کو بلا لاؤں؟

بادشاہ: بہت اچھا آپ ان کو لے آئیں پھر ہم سب کو عطایا سے نوازیں گے۔

وہاں سے عمرو بن العاص ؓ اپنے غلام کے ساتھ واپس آ گئے اور بادشاہ نے کہا کہ جب یہ دس آدمیوں کو لے کر آئے گا تو ہم ان سب کو پکڑ کر قتل کر دیں گے۔ وردان نے یہ تمام گفتگو سن کر سمجھ لی اور اپنے آقا کو اس سے آگاہ کر دیا صحابہ کرام ؓ نے جب دیکھا عمرو بن العاص ؓ واپس آ گئے ہیں تو بہت خوش ہوئے حضرت عمرو بن العاص ؓ جب قسم اٹھاتے تھے تو فرماتے تھے: "لَا وَالَّذِیْ نَجَّانِیْ مِنَ الْقَبطِ" اس رب کی قسم! جس نے مجھے قبطیوں سے بچایا۔

فجر کی نماز ہوئی ، حضرت عمرو جنگ کے لئے صحابہ کرام ؓ کو تیار کر ہی رہے تھے کہ اتنے میں ارسطولیس کا قاصد پھر آ گیا اور کہا کہ وہ دس آدمی مذاکرات کے لئے کیوں نہیں آئے۔ حضرت عمرو ؓ نے اس کو کہا کہ اے غدار! تم ہم سے دھوکہ کرنا چاہتے ہو۔ ادھر سے مذاکرات کے بہانے لے جا کر وہاں قتل کرنا چاہتے ہو ہم نے تمہاری گفتگو سن لی ہے اگر قاصدوں کو اس طرح قتل کرنا ہوتا تو ابھی تمہیں کون بچا سکتا ہے جاؤ اور بادشاہ سے کہو کہ اب صرف لڑائی ہو گی۔

قاصد نے جا کر ارسطولیس کو سارا قصہ سنا دیا اس نے کہا کہ اس حیلہ سے تو یہ لوگ بچ گئے

اب ایک اور حیلہ کرتا ہوں اور وہ اس طرح کہ مجھے معلوم ہے کہ یہ لوگ جمعہ کے دن نماز اکھٹی پڑھتے ہیں یہ لوگ نماز میں مشغول ہوں گے اور ہم اچانک ان پر حملہ کر دیں گے۔ اب قصہ اس طرح ہوا کہ حضرت عمروؓ نے یوقنا کو اطراف کے علاقوں میں ان کے لشکر کے ساتھ گھاس اور لکڑی لانے کے لئے بھیجا یوقنا کے ساتھ کافی لشکر تھا یہ لوگ چلتے چلتے دور مقام جرف تک جا نکلے۔ بادشاہ کو پتہ چلا تو فوراً چار ہزار لشکر کو اپنے چچازاد بھائی ماسیوس کی سرکردگی میں دے کر حکم دیا کہ اس لشکر کو لے کر صحراؤں اور غاروں میں چھپ جاؤ اور جب یہ لوگ جمعہ کی نماز میں کھڑے ہو جائیں تو ان پر حملہ آور ہو جاؤ لیکن خیال کرو راز فاش نہ ہو جائے۔ ماسیوس یہ لشکر لے کر راتوں رات سوڈان کے صحراؤں سے گزر کر مسلمانوں کے قریب چھپ کر بیٹھ گیا اور وہاں کی کمین گاہ کو اپنا قرار گاہ بنا لیا۔

جب حضرت عمروؓ نے جمعہ کا خطبہ پڑھا اور جماعت کھڑی ہو گئی تو آس پاس کہیں بھی دشمن کا پتہ نہیں چل رہا تھا مسلمان مطمئن تھے کیونکہ اس دوران ارسطولیس نے دھوکہ دہی کے طور مذاکرات کے لئے پھر قاصد بھیجا تھا جب مسلمان ایک رکعت پڑھ کر سجدہ میں چلے گئے تو ایک دم کمین گاہ سے قبطیوں نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا اور آخری صفوں کو تلوار سے کاٹنا شروع کیا۔ ایک صحابی فرماتے ہیں کہ دھوکہ دہی میں ہمیں سرزمین شام میں اتنا بڑا نقصان کبھی نہیں ہوا تھا جو نقصان یہاں ہوا ہم میں سے ایک شخص نے بھی نماز نہیں توڑی اور وہ ہمیں کاٹتے رہے ہم نے خیال کیا کہ پس ہم سب یہاں ختم ہو گئے کہ اتنے میں یوقنا لشکر کے ساتھ واپس پہنچ گئے انہوں نے دیکھا کہ نماز کی حالت میں مسلمانوں کو کافر مار رہے ہیں تو یوقنا نے فرمایا خدا کی قسم! اگر ایک کافر بھی تمہارے ہاتھوں سے بچ نکلا تو قیامت میں اللہ کے سامنے جواب دینا ہوگا حملہ کر و انہوں نے سب کفار کو گھیرے میں لے لیا اور ادھر سے محمدی کچھار کے غضبان شیر پلٹ گئے اور قبطیوں کو اپنے نرغے میں لے لیا اور ان سب کو روند ڈالا۔ جابر بن اوسؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے مصر کے راستوں کی ناکہ بندی کر دی خدا کی قسم! ان میں ایک بھی زندہ نہیں لوٹا بلکہ وہ اس طرح

ہمارے قبضے میں آچکے تھے جیسے شکاری پرندوں پر جال پھینک کر قابو میں کر لیتا ہے پھر صحابہ کرامؓ نے یوقنا اوران کے ساتھیوں کا شکریہ ادا کیا، آپس میں علیک سلیک ہوئی اور اپنے شہداء کو دفنانے کا کام شروع کیا اس واقعہ میں چار سو چھتیس (۴۳۶) صحابہ کرامؓ شہید ہوئے۔

ادھر جب ارسطولیس کو معلوم ہوا کہ ماسیوس سمیت سارا لشکر تباہ ہو چکا ہے تو اس نے یقین کر لیا کہ اب حکومت مصر قائم نہیں رہ سکتی وہ ہمت ہار گئے لیکن ان کے بعض جرنیلوں نے ان کی ہمت افزائی کی اور کہا کہ دیکھو داؤنوس کو اسکندر رومی نے ستر بار شکست دی تھی لیکن وہ ہمت نہیں ہارے تھے آپ ہمت کریں اور عرب قوم کا مقابلہ کریں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔

حضرت عمروؓ جب شہداء کے دفنانے سے فارغ ہوئے تو پوری تفصیل حضرت عمر و فاروقؓ کو بھیجی اور مزید کمک کی درخواست کی اور فرمایا کہ ہم افواج مصر کے ایسے سمندر میں ہیں جس کی موجیں ٹھاٹیں مار رہی ہیں حضرت عمر فاروقؓ نے دو خط بھیج دیئے ایک خط حضرت ابوعبیدہؓ کے نام تھا جس میں لکھا تھا کہ فوراً عمرو بن العاصؓ کی مدد کے لئے ایک لشکر کثیر روانہ کر دو۔ دوسرا خط حضرت عمرو بن العاصؓ کے نام تھا جس میں ان کو تسلی بھی دی کہ یہ اللہ کا طے شدہ فیصلہ تھا اور ان کو تنبیہ بھی کی آپ کو احتیاط کرنا چاہیے تھا آپ تو صاحب رائے شخص تھے صلوٰۃ خوف اور دیگر تدبیری امور کو اختیار کرنا چاہیے تھا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا مصر پہنچنا

جنگ کا چوتھا مرحلہ

ارسطولیس کو جب معلوم ہوا کہ ان کا چچا زاد بھائی مارا گیا ہے تو وہ بہت پریشان ہوا اور ارکان دولت کو جمع کر کے ایک دردناک انداز سے تقریر کی اور پھر رائے مانگی سب نے کہا کہ جناب ہم تو غلام تابعدار ہیں اور بالکل تیار ہیں آپ جو چاہیں کریں آپ کو سب اختیار ہے۔ بادشاہ بہت خوش ہوا اور نئے سرے سے شہر کے کناروں پر مورچہ بندی شروع کی ادھر صحابہ کرامؓ اپنے مقام

پر بیدار اور بالکل تیار تھے حضرت عمروؓ رات کے پہلے حصے میں خود چوکیداری کرتے تھے۔ دوسرے حصے میں حضرت معاذ بن جبلؓ پہرہ دیتے تھے۔ اور آخری حصے میں یزید بن ابی سفیانؓ پہرہ دیتے تھے۔

نوٹ: الحمد للہ آج کل مجاہدین کے ہاں یہی طریقہ رائج ہے بندہ نے خود شہید رب نواز کے ساتھ باڑی میں یہ منظر دیکھا ہے کہ صحابہ کرامؓ یا دوسرے مجاہدین کی ادائیں بالکل اسی طرح آج کل دیکھی جاسکتی ہیں۔ (مؤلف)

الغرض عمر فاروقؓ کا خط جب ابوعبیدہؓ کو پہنچا تو اس میں لکھا تھا کہ مصر کی طرف فوراً مزید کمک روانہ کرو۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے حضرت خالدؓ کو بلایا اور پریشانی کے عالم میں فرمایا کہ امیر المومنین نے مصر کے لئے مزید فوج بھیجنے کا حکم دیا ہے لیکن راستہ بہت دور ہے اتنی زیادہ فوج کیسے جائے گی؟ حضرت خالدؓ نے پوچھا کہ آپ کتنی فوج بھیجنا چاہتے ہیں؟ ابوعبیدہؓ نے فرمایا کہ چار ہزار کا ارادہ ہے حضرت خالدؓ نے فرمایا بس انشاء اللہ چار آدمی کافی ہو جائیں گے۔ ابوعبیدہؓ نے پوچھا وہ کون کون ہوں گے حضرت خالدؓ نے فرمایا ایک میں، دوسرا مقداد بن اسودؓ، تیسرا عمار بن یاسرؓ اور چوتھا مالک بن الحارث۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے فرمایا کہ آپ ترتیب بنالیں۔ حضرت خالدؓ نے ان تینوں کو بلایا انہوں نے فرمایا ٹھیک ہے۔ مغرب کی نماز ابوعبیدہؓ نے پڑھائی اور پھر ایک رہبر لے کر یہ چاروں جرنیل رات کے وقت ضروری سامان لے کر وادی موسیٰ علیہ السلام کو طے کرتے ہوئے تیز تیز جا رہے تھے کہ ایلہ گھاٹی پر ان کو ایک ہزار اشخاص پر مشتمل ایک لشکر نظر آیا معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ عمر فاروقؓ نے مدینہ منورہ سے رفاعہ بن قیسؓ کی سرکردگی میں یہ لشکر مصر کی طرف روانہ کیا ہے۔ گلشن محمدی کے ان جیالوں نے جب ایک دوسرے کو دیکھا تو نعرۂ تکبیر بلند ہوا اور تسبیح و تہلیل سے پہاڑ گونج اٹھے یہ سب حضرات سفر جاری رکھے ہوئے اکھٹے آگے بڑھ گئے۔

صاحب فتوح العجم علامہ واقدیؒ فرماتے ہیں کہ لشکر اسلام جب مصر کے قریب پہنچا اور مصر

میں داخل ہونے کے لئے جب صرف دو دن کی مسافت باقی رہ گئی تھی انتہائی تاریک رات تھی کہ انہوں نے کچھ شور سنا اور فوج کی کچھ آہٹ محسوس کی حضرت خالدؓ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ کون ہے جو اس شور وغل کی اطلاع ہمیں لا کر دے، فوج میں سے نصر بن ثابتؓ نے آگے بڑھ کر فرمایا کہ میں اس کام کے لئے تیار ہوں۔ وہ فرماتے ہیں چنانچہ میں دوڑ کر ان کی طرف چلا اور اپنی آہٹ کو خفیہ رکھا، میں نے دیکھا کہ تین ہزار سے زائد شہسوار اپنی آب وتاب کے ساتھ محوِ سفر ہیں اور سب کے سب نصرانی عرب ہیں، میں ان کے پیچھے ہولیا وہ کہہ رہے تھے کہ بھائی مدین سے یہاں تک سفر کرتے کرتے تھک گئے ہیں کچھ آرام تو کرنا چاہئے اب تو مصر قریب ہے ہم اپنے دشمنوں سے خوب بدلہ لیں گے کیونکہ انہوں نے صلیب کو ذلیل کر کے رکھ دیا ہے۔ چنانچہ وہ لوگ ایک مقام پر پڑاؤ کرنے کے لئے اتر گئے جس کا نام غدیر تھا۔

نصرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کو چھوڑا اور فوراً حضرت خالدؓ کے پاس آ کر پورا قصہ سنا دیا حضرت خالدؓ اور دیگر مسلمان جرنیل بہت خوش ہو گئے کہ یہ تو راستے میں شکار مل گیا اور یہ لوگ مصر جا کر ہمارے بھائیوں کے ساتھ لڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں ان کا کام تو ادھر ہی تمام کرنا چاہئے یہ تو شاہ مصر کے فرمان پر آنے والے لوگ ہیں۔

چنانچہ اسلامی لشکر نے اسلحہ زیب تن کیا اور گھوڑوں اونٹوں پر سوار ہو کر چل پڑے جب ان کے بالکل قریب ہو گئے تو کمانڈر نے حکم دیا کہ صبر کرو تاکہ یہ لوگ سو جائیں، جب سارے سو گئے تو حضرت خالدؓ نے فرمایا کہ ان کے اردگرد گھیرا ڈال دو چنانچہ صحابہ کرامؓ نے ان کو ایسے گھیرے میں لے لیا جس طرح آنکھ کی سفیدی سیاہی کو گھیر لیتی ہے، ان کی آگ جب تک جل رہی تھی مسلمانوں نے حملہ نہیں کیا۔ جب آگ بجھ گئی اور آوازیں ختم ہوئیں اور وہ لوگ پوری غفلت کی نیند سو گئے تب مسلمانوں نے شاہینوں کی طرح ان پر ایک دم حملہ کیا اور تلواروں سے ان کو کاٹنا شروع کیا وہ لوگ بدحواسی میں نیند سے اٹھے تو ایک دوسرے کو مارنا شروع کر دیا۔ نصرؓ بن حارث فرماتے ہیں کہ ہم نے جب لاشوں کو دیکھا تو ایک ہزار مارے جا چکے تھے اور ایک

ہزار کو ہم نے زندہ گرفتار کر لیا تھا ان گرفتار شدگان کو حضرت خالدؓ کے سامنے پیش کیا گیا آپؓ نے پوچھا کہ بتاؤ تم کہاں سے آئے تھے اور کہاں جانے کا ارادہ تھا، وہ کہنے لگے کہ ہم شام سے بھاگ کر مدین چلے گئے اور اب مصر کے بادشاہ نے ہمیں جوڑے جامے ارسال کر کے مصر بلایا تا کہ ہم مسلمانوں کا مقابلہ کریں لیکن راستہ میں ہمارے ساتھ وہ کچھ ہوا جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں۔ حضرت خالدؓ نے فرمایا: "مَنْ حَفَرَ لِمُسْلِمٍ قَلِيْبًا اَوْقَعَهُ اللهُ فِيْهَا قَرِيْبًا" جو مسلمان کے لئے گھڑا کھودتا ہے خود اس میں گرتا ہے۔ پھر حضرت خالدؓ نے ان پر اسلام پیش کیا سب نے انکار کیا تو آپؓ نے ان کے قتل کا حکم دیا چنانچہ کفر کے سارے سرغنے اول سے آخر تک مارے گئے اور راقم الحروف نے پھر کہا:

مِنْ عَهْدِ عَادٍ كَانَ مَعْرُوْفًا لَّنَا　　　أَسْرُ الْمُلُوْكِ وَقَتْلُهَا وَقِتَالُهَا

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی تدبیر

جنگ کا پانچواں مرحلہ

حضرت خالدؓ نے مال غنیمت تقسیم کیا اور عرب متنصرہ کا خاص لباس اور جوڑے جو شاہ مصر نے بھیجے تھے مسلمانوں پر تقسیم کئے اور آگے بڑھنے لگے۔ جب السامی لشکر جبل مقطم کے قریب پہنچا تو انہوں نے مسلمانوں کا ایک اور لشکر دیکھا۔ حضرت خالدؓ نے نصر بن ثابتؓ کو اس وقت شاہ مصر کی طرف بھیجا اور ان سے کہا کہ جا کر بادشاہ مصر سے کہہ دو کہ آپ نے جن نصرانی عربوں کو اپنی مدد کے لئے بلایا تھا وہ آچکے ہیں۔

نصر بن ثابتؓ اس مہم پر چلے گئے یہاں تک کہ قبطی لشکر سے ملاقات ہوئی وہاں چوکیدار نے آپ کو پکڑ لیا آپ نے فرمایا میں تو عرب متنصرہ کی آمد کی خوشخبری دینے بادشاہ کے پاس آیا ہوں کہ وہ لوگ مدد کے لئے آرہے ہیں چوکیدار نے آپ کو بادشاہ تک پہنچا دیا اور کہا کہ بادشاہ کو سجدہ کرو، نصرؓ بن ثابت فرماتے ہیں کہ میں نے بادشاہ کے سامنے سجدہ تو کیا لیکن سجدہ اللہ کے

لئے تھا اور میں نے صرف اللہ کی نیت کی تھی تا کہ میرا منصوبہ ناکام نہ ہو جائے اور راز فاش نہ ہو جائے۔ جب میں نے سجدہ سے سر اٹھایا تو بادشاہ کے وزیر نے کہا اے عربی بھائی! جاؤ اور اپنے ساتھیوں کو لے آؤ میں نے کہا جی ہاں وہ تو پاس ہی جبل مقطم میں قیام پذیر ہیں۔ بادشاہ نے استقبال کے لئے خاص لوگوں کو بھیجا اور میں بھی واپس آ گیا۔

نعیم بن مرہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت خالدؓ مجھ سے بہت محبت رکھتے تھے آپؓ نے جب دیکھا کہ بادشاہ کے لوگ استقبال کے لئے آ رہے ہیں تو آپؓ نے مجھ سے کہا کہ اے ابن مرہ! میں ایک وصیت کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ یہ لوگ آ گئے ہیں اب ہم ان کے ساتھ جائیں گے تو ظاہر ہے کہ عمرو بن العاصؓ گھبرا جائیں گے کہ یہ نئی فوج آ گئی ہے لہٰذا آپ کسی نہ کسی طریقہ سے عمروؓ کو مطمئن کر دیں کہ ہم مسلم لشکر نصرانی لباس میں کارروائی کے لئے آ رہے ہیں آپ ان کو میرا اسلام بھی کہہ دیں اور ان سے عرض کریں کہ ہر وقت تیار رہیں اور جب ہماری تکبیریں سن لیں تو فوراً کارروائی شروع کر دیں، میں اس مہم پر جا کر ایک مناسب مقام میں چھپ کر بیٹھ گیا۔

اب خالدؓ نے نصرانی لباس لشکر والوں کو پہنایا اور عرب متنصرہ سے چھینا ہوا سامان اور صلیب وغیرہ اٹھالی، ارسطولیس کے بھیجے ہوئے سارے جوڑے پہن لئے، رفاعہ بن قیسؓ چونکہ مقدمۃ الجیش میں ہوتا تھا اس لئے سب سے بہتر جوڑا ان کو عطا کیا گیا بہر حال اپنی شکلوں کو مکمل تبدیل کر کے اسلامی لشکر آگے بڑھا۔ حضرت خالدؓ نے فرمایا کہ قسم مسیح کے نام یا مریم کے نام کھاؤ اور کہیں محمد ﷺ کے بارے میں ایسی بات نہ ہو جائے کہ کفار ہمیں پہچان لیں اور ہمارا یہ جہادی منصوبہ ناکام ہو جائے۔ چنانچہ قبطی جرنیلوں کے سامنے اسلامی جرنیلوں نے جھک کر سلام کیا اور یہاں سے یہ سب لوگ دیر مرقص پہنچے یہ علاقہ پادریوں سے بھرا ہوا تھا ان لوگوں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اسلامی لشکر نے کہا ہم عرب متنصرہ ہیں اور شاہ مصر کی مدد کے لئے آئے ہیں اور بادشاہ نے ہم کو بلایا ہے وہ لوگ بہت خوش ہوئے اور اس لشکر کا بڑا اکرام کیا لیکن اس مقام پر جو سب سے بڑا پادری تھا اس کا نام نونلس تھا وہ شام سے بھاگ کر یہاں آیا تھا اس

نے جب دیکھا کہ یہ لوگ تو وہی ہیں جو شام میں لڑا کرتے تھے تو چیخ اٹھا کہنے لگا کہ میں جانتا ہوں کہ یہ شخص خالد ہے جس نے ملک شام کو تباہ و برباد کیا ہے وہ فلاں شخص ہے اور وہ فلاں جرنیل ہے اور میں ابھی ابھی ارسطولیس کو اطلاع بھیجتا ہوں کہ یہ لوگ دھوکہ کرنے والے ہیں ان کو قید کر کے قتل کرو۔ اسلامی لشکر نے جواب دیا بھائی تجھے ویسے شبہ ہو گیا ہے ہم میں وہ فقراء اور بے یار و مددگار لوگ ہیں جن کو مسلمانوں نے سرزمین شام سے دربدر کر کے نکال دیا ہے، وہ ملعون قہقہہ لگا کر ہنسا اور کہنے لگا کہ میں جانتا ہوں کہ تم غسانی نصرانی عرب نہیں ہو وہ لوگ اکثر رومی زبان سمجھتے ہیں تم مسلمان ہو۔ اسلامی لشکر نے جواب دیا کہ کم بخت اگر ہم اسلامی لشکر ہوتے تو اس طرح دن میں کیسے آتے؟ ہم تو پھر رات کو آ جاتے تم تو خود عیسائیت کا مذاق اڑانے والے ہو وہاں کے دوسرے پادریوں نے بھی کوشش کی کہ جناب یہ مسلمان لشکر نہیں ہے ہمارے لوگ ہیں۔ وہ معلون پھر بولا میں نے غور غور کر تاڑ لیا ہے کہ یہ لوگ مسلمان ہیں۔

پادریوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اگر یہ لوگ مسلمان ہیں تو ان سے اپنے لئے امان حاصل کرنا چاہئے لیکن ان کے راستے میں نونلس رکاوٹ بنا ہوا تھا چنانچہ سب پادریوں نے مل کر نونلس کو گرفتار کیا اور پھر گرجے کا دروازہ کھولا اور نونلس کو حضرت خالدؓ کے حوالہ کیا حضرت خالدؓ نے فرمایا اللہ کے دشمن تو نے کچھ اور ارادہ کیا تھا لیکن اللہ نے کچھ اور ارادہ کیا اب تم مسلمان ہو جاؤ اس ملعون نے کہا اسلام کی وجہ سے تو میں شام سے بھاگ کر یہاں آیا ہوں لیکن مسیح نے یہاں تمہارے ہاتھوں قید کرایا معلوم ہوتا ہے کہ مسیح بھی مسلمان بن گیا ہے اب جو چاہو کر لو مسلمانوں نے اس کی گردن اڑا دی۔

وہاں کے پادریوں نے مسلمانوں کو بہت صلیبیں دیں تا کہ اس سے ان کا حیلہ اور مضبوط ہو جائے بہر حال بادشاہ کے لوگ اور اسلامی لشکر قصر شمع جو شاہی محل تھا کی طرف بڑھنے لگا آگے آگے صلیب کو بلند کیا اور نصرانی لباس میں ملبوس ارسطولیس کے خیمے کے قریب پہنچ گئے۔ خالد بن ولید باہر کھڑے ہو گئے اور حضرت رفاعہؓ اور حضرت بشار اندر گئے اور بادشاہ کے سامنے اللہ

کے لئے سجدہ کیا اور پھر خوشخبری سنائی کہ مدد کے لئے لشکر آپہنچا ہے۔ بادشاہ نے پرتپاک استقبال کیا اور شاہانہ ضیافت میں ان کو رکھا اور احترام کیا۔

ادھر سے عمرو بن العاصؓ نے دیکھا کہ نئی فوج آگئی ہے تو معاذ بن جبلؓ نے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ یہ مسلمان ہیں حضرت شرحبیل بن حسنہؓ نے فرمایا کہ میں نے تو حضرت خالدؓ کو بھی پہچان لیا ہے یہ لوگ مسلمان ہیں مالک نخعیؒ نے فرمایا کہ یہ مسلمان ہی ہیں یہ حضرات اسی گفتگو میں تھے کہ اتنے میں نعیم بن مرہ پہنچ گیا اور سارا قصہ سنادیا تب مسلمان سب کے سب تیار ہو گئے اور خوشی سے پھولے نہ سمائے۔

ادھر ارسطولیس نے اس نئی کمک کو دیکھ کر فیصلہ کرلیا کل زبردست حملہ ہوگا اور اس نے پورا اسلحہ لشکر میں تقسیم کردیا بندہ کچھ سوچتا ہے اور اللہ تعالیٰ کچھ اور کرتا ہے۔ ہوا یوں کہ مقوقس کا بھائی جانوس جو ارسطولیس کا چچا تھا اس کو یقین آگیا کہ میرے بھائی کو ارسطولیس نے قتل کیا ہے اور لوگوں کو دھوکہ دے رہا ہے کہ وہ خلوت میں عبادت کررہا ہے ارجانوس نے مصر کے ان لوگوں کو جمع کیا جن کو ارسطولیس نے شہر کی حفاظت پر مامور کیا تھا اور پھر اپنے خاص لوگوں کو اکٹھا کیا اور کہا کہ مقوقس کو اس کے بیٹے نے قتل کیا ہے اب یہ شخص عربوں سے لڑنے کے لئے شہر سے باہر فوجوں کو لے کر نکلا ہے اگر یہ مغلوب ہوجاتا ہے تو یاد رکھو ہماری بیوی بچوں اور جان و مال کی خیر نہیں ہے اور تم جانتے ہو کہ ہرقل مسلمانوں کے سامنے نہیں ٹھہر سکا تو ارسطولیس کیا چیز ہے؟ لہذا عقل کا تقاضا یہ ہے کہ ہم ان عربوں سے صلح کرلیں تاکہ مال و جان محفوظ ہو جائیں۔

ادھر ارسطولیس کو آدھی رات کو پتہ چلا کہ قصر شمع میں کیا بغاوت ہوئی ہے اور دوسری طرف سیف اللہ خالد بن ولیدؓ نے زور سے اللہ اکبر کا نعرہ مستانہ لگایا اور ارسطولیس کی فوجوں کو کاٹنا شروع کیا ادھر حضرت عمرو بن العاصؓ کے ساتھیوں نے جب نعرہ تکبیر سنا تو انہوں نے وہاں سے کارروائی شروع کی اس طرح قبطی لوگوں کا بھاگنا بھی مشکل ہو گیا اور کچھ بدحواسی میں بھاگ کر دریا میں ڈوب گئے اور کچھ اسکندریہ کی طرف بھاگ نکلے ارسطولیس شہر مریوط سے ہوتے ہوئے اسکندریہ بھاگ

گیا اس طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مصر پر فتح عطا کی۔ پانچ ہزار قبطی مارے گئے اور وافر مقدار میں مال غنیمت حاصل ہوا، اللہ کا کلمہ بلند ہوا اور کفر کا کلمہ خاک میں مل گیا۔

صبح کو حضرت خالدؓ اور عمرو بن العاصؓ اور دیگر مسلمانوں کی ملاقات ہوئی ایک دوسرے کو سلام کیا مبارک بادیں دیں اور مصر کے تمام علاقوں کو فتح کر کے قصر شاہی کا محاصرہ کر لیا وہاں سے مقوقس کے بھائی ارجانوس نے جھانک کر کہا اے عربی جوانو! جان لو اللہ نے تمہاری مدد کی ہے اور میں نے تمہارے لئے ایک اہم کارنامہ انجام دیا ہے اب تم ایسا کرو کہ جو مسلمان ہونا چاہتا ہے وہ مسلمان ہو جائے اور جو اپنے دین پر رہے اس کو تم امان دے دو وہ تم کو جزیہ ادا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں اپنی رحمت کو بسایا ہے اب تم بھی رحم کرو۔ حضرت عمروؓ نے مشورہ مانگا تو صحابہ کرام میں سے شرحبیل بن حسنہؓ نے فرمایا کہ آپ ان میں عادلانہ فیصلہ کریں۔ حضرت عمروؓ نے فرمایا اے اہل مصر! ہم تم کو امان دیتے ہیں اور اس سال تم سے جزیہ معاف کرتے ہیں اور آئندہ سے ہر بالغ پر سالانہ چار دینار جزیہ ہوگا اور جو مسلمان ہو گیا وہ ہمارا بھائی ہے۔ ارجانوس نے کہا اے عربی بھائی! تم نے انصاف سنایا اب میرا فیصلہ یہ ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں اور جو مال میرا ہے یا میرے بھائی کا ہے وہ جہاد کے لئے وقف ہے۔

جب اہل مصر نے دیکھا کہ ارجانوس نے اسلام قبول کر لیا تو یکے بعد دیگرے اسلام میں داخل ہو گئے اور اکثر مصر والے مسلمان ہو گئے حضرت عمرو بن العاصؓ نے قصر شمع کی جگہ ایک عظیم الشان جامع مسجد تعمیر کرائی جو آج تک جامع عمرو بن العاص کے نام سے مشہور ہے **الحمدللہ علیٰ ذٰلک** سچ ہے:

خَلَقَ اللّٰهُ لِلْحُرُوْبِ رِجَالاً ۔۔۔ وَرِجَالاً لِقَصْعَةٍ وَّثَرِيْدِ

کانما الدین ضیف حل ساحتهم ۔۔۔ بکل قرم الی لحم العدی قرم

گویا کہ دین مہمان بن کر صحابہ کے گھروں میں اترا اور ان سے دشمن کا گوشت مہمان نوازی میں طلب کیا۔

ھم لجبال فسلھم عن مصادمھم ماذا رأی منھم فی کل مصطدم

وہ تو پہاڑوں کی مانند تھے ذرا ان کفار سے معلوم کرو کہ ان کا ٹکراؤ کیسا تھا۔

اس کے بعد وہ مشہور واقعہ سب قارئین کرام کو معلوم ہی ہے کہ دریائے نیل کی ایک بری عادت تھی اس کے خاتمے کے لئے حضرت عمر فاروقؓ نے خط لکھا اور وہ عادت ہمیشہ کے لئے ختم ہوگئی۔ واقعہ سب کو معلوم ہے میں صرف اس خط کے الفاظ نقل کرتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مِنْ عَبْدِاللہِ عُمَرَبْنِ الْخَطَابِ اَمِیْرِ الْمومِنِیْنَ اِلٰی نِیْلِ مِصْرَ۔ اَمَّا بَعْدُ!

فَاِنْ کُنْتَ مَخْلُوْقًا تَمْلِکُ ضَرًّا اَوْ نَفْعًا وَاَنْتَ تَجْرِیْ مِنْ قِبَلِ نفسِکَ وَبِأَمْرِکَ فَانْقَطِعْ وَلَا حَاجَۃَ لَنَا بِکَ وَان کنت تجری بحَوْلِ اللہِ و قُوَّتِہٖ فَاجْرِ کَمَا کُنْتَ۔

والسلام

یعنی اے دریائے نیل! اگر تو ایسی مخلوق ہے جو نفع نقصان کی مالک ہے اور تو خود سے اپنی مرضی پر چلتا ہے تو پانی روک لو ہم تیرے محتاج نہیں ہیں اور اگر تو اللہ تعالیٰ کی قدرت پر چلتا ہے تو پھر اسی طرح پانی جاری رکھو جیسے پہلے تھا۔ والسلام

باعث عبرت بات

حضرت عمروؓ کا ایک خیمہ تھا فتح مصر کے بعد آپ وہیں پر اس خیمہ میں قیام پذیر تھے جب آپ اسکندریہ روانہ ہوئے اور خیمہ اکھڑنے کی نوبت آئی تو عمرو بن العاصؓ کی نظر خیمہ میں کبوتر کے گھونسلے پر پڑی جو کبوتر نے خیمہ میں تان لیا تھا آپؓ نے فرمایا کہ خیمہ مت اکھیڑو، کبوتر ہمارا مہمان ہے خیمہ رہنے دو چنانچہ آپ اسکندریہ گئے اور پھر واپسی پر اسی جگہ شہر آباد کیا جس کا نام آج تک فسطاط ہے جو مصر قدیم کہلاتا ہے خیمہ کو عربی میں فسطاط کہتے ہیں۔

فتح مریوط یوقنا کی گرفتاری اور سیف اللہ خالدؓ کا عجیب کارنامہ

فتح مصر کے بعد وہاں کے بادشاہ ارسطولیس اپنے اہم ساتھیوں کے ساتھ بھاگ نکلا گویا اب مصر کی حکومت اسکندریہ منتقل ہو چکی تھی اور وہاں سے وہ بچے کھچے علاقوں کی فرمانروائی کر رہا تھا۔ انہی علاقوں میں ایک اہم شہر مریوط تھا اس شہر کا اس وقت انتظام سنبھالنے والا بادشاہ کا ایک معتمد خاص تھا جس کو اہل تاریخ موبذان اور مردبان کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ حضرت خالدؓ اور اسلامی لشکر دریا عبور کر کے مریوط کی طرف بڑھے حضرت خالدؓ نے یوقنا کو موبذان کی طرف بھیجا کہ ان سے شہر کے بارے میں بات کریں تاکہ صلح کی صورت پیدا ہو جائے۔ حضرت یوقنا موبذان کے دربار میں پہنچ گئے موبذان کے پاس شہر میں تین ہزار سے زیادہ فوج تھی۔ اس نے یوقنا سے کہا۔

موبذان: تم یہاں ہمارے پاس کیوں آئے ہو؟

یوقنا: مجھے مسلمانوں نے بھیجا ہے کہ آپ اس شہر کو ہمارے حوالے کر دو پھر آپ کو اختیار ہے کہ جہاں جانا چاہتے ہو چلے جاؤ یا ہمارے ماتحت رہنا چاہتے ہو تو رہو اور یا اسلام قبول کرنا چاہتے ہو تو قبول کر لو۔

موبذان: قہقہہ لگا کر بولا اپنے دین کی قسم! تم بڑے مکار لوگ ہو دھوکہ دہی اور غداری تمہارا شیوہ ہے اور جس نے اسلام قبول کیا وہ تو ناکام ہو گیا میں اسکندریہ کے بادشاہ سے کبھی بے وفائی اور غداری نہیں کر سکتا ہم ایک دوسرے کے قریب رہتے ہیں اور میں ابھی ابھی تم کو ان کے حوالہ کرتا ہوں تاکہ تم سب کو وہ قتل کر دے تم دین مسیح چھوڑ کر ان ننگے بھوکے عربوں کے پیچھے لگ گئے ہو جو تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔

اس کے بعد اس شیطان نے یوقنا اور ان کے ساتھ ان کے بیس ساتھیوں کو قید کر کے تنگ و تاریک مکان میں ڈال دیا۔ حضرت یوقنا کی باقی فوج پیچھے تھی وہ صرف بیس آدمیوں کے ہمراہ موبذان کے پاس گئے تھے، موبذان نے چاہا کہ مناسب وقت پر ان کو اسکندریہ بھیجا جائے گا

اس لئے اس نے اپنی لونڈی رینا کو حکم دیا کہ یہ چابی تم اپنے پاس رکھو اور ان قیدیوں کی ضروری دیکھ بھال کرلیا کرو، یہ کہہ کر موبذان واپس آیا اور کھانے میں مشغول ہوگیا خوب شراب پی اور غلاموں کو بھی پلادی چنانچہ سب مست ہو گئے۔

رینا نے جب دیکھا کہ سب بے ہوش پڑے ہیں تو فوراً جا کر تالا کھولا اور یوقنا سے کہا کہ مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں تمہاری محبت ڈال دی ہے اور میں ماریہ قبطیہ کی بہن ہوں میری بہن تمہارے نبی کی خادمہ تھی میں تم سے صرف یہ چاہتی ہوں کہ مجھے میری بہن ماریہ تک پہنچادو، یوقناؓ نے فرمایا مبارک ہو یہ کام ہوجائے گا لیکن مجھے خطرہ ہے کہ موبذان تجھے نقصان پہنچادے گا رینا نے کہا نہیں وہ شراب میں مست پڑا ہے۔ عبداللہ یوقنا نے کہا کہ ہمیں کوئی راستہ بتادو کہ ہم اپنی فوجوں تک واپس جاسکیں بظاہر تو سب دروازے بند ہیں عقلمند کو ہر وقت احتیاط سے رہنا چاہئے۔ رینا نے کہا کہ آپ لوگ جہاں قیدی ہیں یہ جگہ دارالامارہ ہے اسی جگہ سے ایک زمین دوز راستہ نکلتا ہے جو باہر شہر کو جاتا ہے اس سرنگ کا دروازہ قبر کی طرح ہے لیکن اندر کھلا راستہ ہے یوقنا نے فرمایا کہ پھر آپ جلدی کریں، رینا جب دروازہ کے قریب پہنچی تو اس طرف سے کچھ آہٹ محسوس کیا گویا کہ دروازے کے اس طرف سرنگ میں کچھ لوگ ہیں وہ ڈر گئی اور وہیں پر کھڑی ہوگئی۔

حضرت اوس بن ماجد جو اس فتح میں شریک تھے فرماتے ہیں کہ حضرت خالدؓ اپنی فوجوں کے ساتھ مریوط پہنچے آپؓ نے وہاں یوقنا کے لشکر سے پوچھا کہ یوقنا کہاں ہے انہوں نے بتایا کہ وہ اندر گئے ہوئے ہیں اور ہم باہر انتظار میں کھڑے ہیں جب سے وہ دارالامارہ میں گئے ہیں واپس نہیں آئے، حضرت خالدؓ بہت غمگین ہوئے اور آپ نے اندازہ لگایا کہ یوقنا گرفتار ہوچکے ہیں رات بھر آپؓ کو نیند نہیں آئی اور یہ خالدؓ کی عادت تھی کہ مسلمانوں کی پریشانی میں سو نہیں سکتے تھے حضرت خالدؓ کے پاس ہر علاقے کے مختلف صلاحیتوں والے جاسوس ہوا کرتے تھے حضرت خالدؓ اسی غم اور پریشانی میں تھے کہ اچانک ایک شخص نے آکر آپؓ کو بتایا کہ

موبذان کا بیٹا اسکندریہ سے آرہا ہے اور ان کے ساتھ پانچ سو شہسوار ہیں لیکن جب ان کو پتہ چلا کہ شہر مریوط محاصرہ میں ہے تو اس نے لشکر چھوڑ کر صرف دو خادموں کو ساتھ لیا ہے اور اس طرف آرہا ہے ارسطولیس نے ان کو بھیجا ہے تاکہ اپنے باپ موبذان کو نکال سکے۔

حضرت خالدؓ نے اپنے چار قابل اعتماد ساتھیوں کو لیا اور اسکندریہ سے آنے والے راستے میں ایک ٹیلہ پر بیٹھ گئے جب موبذان کا لڑکا وہاں پہنچا تو حضرت خالدؓ نے ان کو گرفتار کرلیا دو خادم بھی ساتھ تھے۔لڑکے پر کپکپی طاری تھی اور سخت ڈرا ہوا تھا۔

خالدؓ: اگر سچ بولا تو بچ جاؤ گے ورنہ موت ہے۔

لڑکا: میں سچ بولوں گا۔

خالدؓ: تم کون ہو؟

لڑکا: موبذان کا بیٹا ہوں حاکم اسکندریہ کی طرف سے یہاں آیا ہوں۔

خالدؓ: تمہارے ساتھ کوئی لشکر بھی ہے؟

لڑکا: پانچ سو کا لشکر پیچھے بٹھا کر آیا ہوں۔

خالدؓ: اس شہر میں تمہارے آنے کا اصل مقصد کیا ہے؟

لڑکا: حقیقت یہ ہے کہ میں اپنے باپ کے لئے امان لینے آیا ہوں پھر خالدؓ کے ہاتھوں کو چوما۔

خالدؓ: تجھے اور تیرے باپ کو میں امان دیتا ہوں البتہ تم ہمیں دارالامارہ تک جانے کا راستہ بتا دو۔

لڑکا: یہ قبروں کی طرح جو قبے بنے ہوئے ہیں اسی کے نیچے سے ایک سرنگ اندر کو جاتی ہے۔

حضرت خالدؓ نے جب یہ سنا تو انتہائی خوش ہوئے اور اپنے ساتھیوں کو ترتیب دے کر سرنگ میں چلنا شروع کیا آگے آگے موبذان کا لڑکا ہے اور پیچھے اصحاب محمد رسول اللہ ﷺ **اشداء علی الکفار** حضرت خالدؓ کے زیر نگرانی میں بے خوف و خطر جا رہے ہیں جب دروازہ تک پہنچے تو اندر رینا نے آہٹ سنی، حضرت خالد خاموش ہوئے اور موبذان کے لڑکے نے آواز دی، دروازہ کھول دو، رینا نے دروازہ کھولا تو گلشن محمدی کے پہلوانوں نے جھپٹ کر رینا کو گرفتار کرلیا، رینا کہنے لگی

کہ اے مسلمانو! مجھے چھوڑ دو میں تو خود تمہارے ساتھیوں کو نکالنے کے لئے اس دروازہ پر آئی تھی میں ماریہ قبطیہ تمہارے پیغمبر کی خادمہ محترمہ کی بہن ہوں حضرت خالدؓ نے جب یہ سنا تو خوش ہوئے اور پوچھا ہمارے ساتھی کہاں ہیں؟

رینا مسلمانوں کو یوقنا کے پاس لے آئی خالدؓ اور ان کے ساتھیوں نے یوقنا اور ان کے ساتھیوں کی مشکیں کھول دیں، بیڑیاں کاٹ ڈالیں اور پھر موبذان کی طرف لپک کر گئے دیکھا تو وہ اب تک بے ہوش تھا اس پر نگران مقرر کر کے اردگرد کی دیواروں پر چوکیداروں کو قید کر کے اپنا پہرہ بٹھا دیا یہ سب کچھ ایک ہی رات میں ہوا۔

صبح جب موبذان ہوش میں آیا تو اس نے دیکھا کہ محمدی کچھار کے شیروں نے ان کا احاطہ کیا ہوا ہے اور مریوط شہر کے عام لوگ بھی قید ہو چکے ہیں حضرت خالدؓ نے موبذان سے کہا کہ تیرے بیٹے نے امان حاصل کی ہے ورنہ ہم ابھی تجھے قتل کر دیتے اب تم اپنے اہل وعیال کو لے کر یہاں سے بھاگ جاؤ موبذان جب نکلنے لگا تو اس کے بیٹے نے حضرت خالدؓ سے کہا اے آقا! اگر میں اپنے باپ کے ساتھ گیا تو یہ مجھے قتل کر دے گا اب میں کہیں نہیں جاؤں گا۔ ''اشھدان لاالہ الااللہ واشھدان محمدًا رسول اللہ'' میں اسلام قبول کرتا ہوں حضرت خالدؓ نے فرمایا کہ پس یہ تیرے باپ کا محل اور اس میں سارا سامان میں تجھے عطیہ کرتا ہوں اس کے بعد مریوط والوں پر اسلام پیش کیا گیا اکثر مسلمان ہو گئے اور کچھ ذمی رہے حضرت خالدؓ نے عبداللہ یوقنا کا شکریہ ادا کیا اور عمرو بن العاصؓ کو خط لکھا فتح کی خوشخبری سنائی اور فرمایا کہ اب ہم اسکندریہ کی طرف جانے والے ہیں۔ سچ ہے۔

خَلَقَ اللّٰہُ لِلْحُرُوْبِ رِجَالاً وَرِجَالاً لِقَصْعَۃٍ وَّ ثَرِیْدٖ

اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو جہاد کے لئے پیدا کرتا ہے اور بعض کو ثرید اور قورمے کھانے کے لئے پیدا کرتا ہے۔

فتح اسکندریہ ۲۱ سنہ ھ

جنگ کا پہلا مرحلہ ۶۴۱ سنہ ء - ۶۴۲ سنہ ء

فتح مصر کے بعد مصر کے اطراف میں ابھی تک کچھ علاقے ایسے تھے جن کا فتح ہونا ابھی باقی تھا حضرت عمرو بن العاصؓ چونکہ مصر کی کارروائی میں امیر الجیوش اسلامیہ تھے اس لحاظ سے اطراف کی مہمیں بھی آپ کے حکم سے سر ہوتی تھیں چنانچہ حضرت خالدؓ جب مریوط کی کارروائی سے فارغ ہوئے تو آپؓ نے اسکندریہ کا رخ کیا مقوقس کا بیٹا چونکہ اسکندریہ آیا تھا اور یہاں مستحکم ہو کر اس نے حکم دیا کہ آس پاس سمندر کے ساحلوں میں جہاں جہاں مسلمان مل جائیں ان کو قتل یا قید کرو، ان کی فوجوں نے کہا بالکل ٹھیک ہے چنانچہ اس مہم پر اس کی فوجیں اچانک رملہ پہنچ گئیں اور وہاں جگہ جگہ آگ کی روشنی دیکھی انہوں نے وہاں کے باخبر لوگوں سے پوچھا کہ یہ آگ یہاں کیوں روشن ہے؟ بتانے والوں نے بتایا کہ یہاں شام سے مسلمان کارروائی کرتے کرتے آگئے ہیں کفار کہنے لگے تو یہی تو ہمارا مطلوب و مقصود ہیں وہ سب لوگ کشتیوں سے اس ساحل پر اتر گئے۔

ابو عبیدہؓ کے حکم سے مسلمانوں نے وہاں پڑاؤ کیا تھا اور یہ مرکز ابو ہریرہؓ کی قوم دوسیوں کا تھا جس میں قوم بجیلہ کے لوگ بھی تھے اور اس میں ضرار بن ازورؓ اور ان کی بہن خولہؓ بھی تھیں حضرت ضرارؓ چونکہ بیمار تھے اور خولہؓ ان کی خدمت کر رہی تھیں اس لئے یہ لوگ وہاں رکے ہوئے تھے اور کسی قسم کا کوئی خطرہ بھی نہیں تھا کیونکہ شام کی حکومت ختم ہو چکی تھی مسلمان اسی اطمینان میں رات کو سوئے پڑے تھے کہ حاکم اسکندریہ کی فوجوں نے ان پر تلوار رکھ دی بہت سارے لوگوں کو شہید کیا اور بہت سارے مردوں، عورتوں اور بچوں کو قید کر کے کشتیوں میں لا ڈالا، شہداء اور زخمیوں کو چھوڑ کر صرف قیدیوں کی تعداد ڈیڑھ ہزار تھی، ان قیدیوں میں حضرت ضرارؓ بیمار بھی تھے اور ان کی بہن خولہ بھی تھیں، بچے چیخ رہے تھے، عورتیں فریاد کر رہی تھیں اور مرد

وغلام افسوس کر رہے تھے، کفار کی یہ کشتیاں اسکندریہ کی طرف چل پڑیں۔

حضرت ابوعبیدہؓ اس وقت طبریہ میں قیام پذیر تھے یہ مقام جنگی لحاظ سے نہایت اہم تھا، حضرت ابوہریرہؓ اپنی قوم کی زیارت اور حضرت ضرارؓ کی عیادت کی غرض سے رملہ تشریف لائے آپؓ نے دیکھا تو ہر طرف مسلمانوں کی لاشیں پڑی ہیں زخمی کراہ رہے ہیں اور خیمے اکھڑے ہوئے ہیں میدان صاف ہے آپ نے وہاں زخمیوں سے پوچھا انہوں نے بتایا کہ ہمیں کچھ معلوم نہیں ہوسکا البتہ رات کی تاریکی میں قوم نصاریٰ نے یہ تباہی مچائی ہے ابوہریرہؓ نے **لاحول ولاقوۃ الاباللہ** پڑھا کہ اچانک آپؓ کے چچازاد بھائی کسی طرح قیدیوں سے چھوٹ کر واپس آگئے آپ نے بھائی سے پوچھا یہ کون لوگ تھے اس نے بتایا کہ قبطی تھے اور بار بار اسکندریہ کا تذکرہ کر رہے تھے زیادہ مجھے معلوم نہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ جلدی سے ابوعبیدہؓ کے پاس گئے اور سارا قصہ سنا دیا ابوعبیدہؓ بہت رنجیدہ ہوگئے بالخصوص حضرت ضرارؓ کی گرفتاری سے، پھر ابوعبیدہؓ نے تمام صورت حال سے بذریعہ خط حضرت عمرو بن العاصؓ کو آگاہ کیا اور حاکم اسکندریہ کی سرکوبی کا مشورہ دیا اور فرمایا اگر یہ قیدی ارسطولیس تک پہنچ گئے تو وہ سب کو قتل کر دے گا اس لئے جلدی کوئی تدبیر کرو۔ زیدالخیل یہ خط لے کر حضرت عمروؓ کے پاس پہنچ گئے ان کو جب اطلاع ہوئی تو بہت پریشان ہوئے اور پھر حضرت خالدؓ کو خط لکھا کہ اس طرح صورت حال پیش آئی ہے آپ بہت جلد اسکندریہ پہنچ کر کارروائی کریں۔

ادھر قیدیوں کا معاملہ اس طرح ہوا کہ جب ارسطولیس کے سامنے ان شاہینوں کو پیش کیا گیا تو اس نے ان سب کو قتل کرنے کا حکم دیا لیکن ارکان دولت نے یہ رائے دی کہ جناب اب تو ہم حالت جنگ میں ہیں ہوسکتا ہے ہمارے لوگ مسلمانوں کی قید میں آجائیں تو پھر ہم کیا کریں گے بہتر یہ ہے کہ ان قیدیوں کو زندہ رکھو تا کہ آئندہ ان سے ہمارا کام آسان ہوجائے۔ ارسطولیس نے اس رائے کو پسند کیا اور حکم دیا کہ سب گرفتار شدگان کو دیرزجاج پہنچا کر بند کردو۔ چنانچہ بادشاہ کے

دو ہزار سپاہیوں کی معیت میں گلشن محمدی کے جانثاروں کو دیرز جاج کی طرف روانہ کر دیا گیا۔

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی رہائی کے لئے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا جانا

جنگ کا دوسرا مرحلہ

حضرت خالدؓ کو جب خط پہنچا تو آپؓ نے بہت جلد کارروائی شروع کی ادھر سے آپؓ کے جاسوسوں نے یہ اطلاع دی کہ قبطی قیدیوں کو لے کر دیرز جارج کی طرف چل پڑے ہیں حضرت خالدؓ نے اسلامی لشکر کو اشارہ دے دیا اور بہت جلد صحابہ کرامؓ دیرز جاج جا پہنچے، معلوم ہوا کہ اب تک قیدی اور قبطی یہاں نہیں پہنچے ہیں حضرت خالدؓ نے کمانڈو انداز میں دیرز جاج کا مکمل محاصرہ کیا اور آنے والے قبطیوں اور مسلمان قیدیوں کا انتظار کیا دیرز جاج کے بڑے راہب جس کا نام میاحا تھا اور جو خفیہ طور پر مسلمان ہو چکا تھا اور بحیرا راہب کا شاگرد تھا اور حضور ﷺ کی زیارت بھی کر چکا تھا، نے جھانک کر مسلمانوں کو دیکھا اور پھر خالدؓ اور راہب کی اس طرح گفتگو ہوئی۔

خالدؓ: اے راہب! دنیا کو کس طرح محسوس کرتے ہو؟

راہب: بدن گھٹ رہا ہے امیدیں بڑھ رہی ہیں اور موت قریب آ رہی ہے۔

خالدؓ: محمد ﷺ کے بارے میں کیا خیال ہے؟

راہب: انبیاء کرامؑ کے سردار ہیں ختم نبوت کے سالار ہیں اور مخلوق خدا پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حجت جبار ہیں۔

خالدؓ: آپ مسلمانوں کے ساتھ کسی اسلامی ملک میں کیوں سکونت اختیار نہیں کرتے؟

راہب: بس دنیا کی محبت میں مجھے گرفتار سمجھ لیجئے۔

خالدؓ: کیا آپ کو ان عرب قیدیوں کا کچھ علم ہے جن کو بادشاہ نے اس طرف روانہ کیا ہے؟

راہب: بخدا مجھے کچھ معلوم نہیں تاہم کل یہاں سے دو جرنیل گزرے ہیں ہم نے ان سے پوچھا کہاں سے آ رہے ہو وہ کہنے لگے کہ ہم اسکندریہ سے آ رہے ہیں اور ہم کو شاہ برقہ کیا ویل نے ارسطولیس کی طرف بھیجا تھا کہ مسلمانوں قیدیوں کو جلد میرے پاس بھیج دو اب ہم واپس شاہ

برقہ کو اطلاع دینے جا رہے ہیں کہ قیدی پیچھے آ رہے ہیں۔

پھر راہب نے اسلام، مسلمانوں اور حضور ﷺ کے متعلق بہت تفصیلی باتیں کہیں اور دوران گفتگو یہ کہا کہ اے خالد! اس پہاڑ کے اوپر ایک جگہ ہے جس کا نام مسیح ہے وہاں ایک جرنیل رہتا ہے اس کے ساتھ ڈاکوؤں کی ایک جماعت ہے وہ ہر آنے والے عرب قافلہ کو لوٹ لیتا ہے اور ایک عرصہ سے اس نے ایک مسلمان کو قید میں رکھا ہوا ہے اور اس کو بہت ستاتا ہے اس کو کافر بنانے کے لئے اس پر ہر قسم کا تشدد کرتا ہے اور وہ اسلام کا مذاق اڑاتا ہے۔

جب حضرت خالدؓ نے یہ بات سنی تو شرحبیل بن حسنہؓ، یزید بن ابی سفیانؓ اور دیگر نامور اصحاب رسول ﷺ کو لے کر اس پہاڑ پر چڑھ گئے وہاں دیکھا کہ وہ خبیث شراب پی رہا ہے اور کھانا کھا رہا ہے جب سیر ہوا تو کہنے لگا کہ محمدی کو میرے پاس لے آؤ تو غلاموں نے ایک کمزور جسم کے آدمی کو لا کر سامنے بٹھایا اور وہ خبیث کہنے لگا تم کو میں اس وقت تک ذلیل وخوار کروں گا جب تک تو اسلام سے نہیں پھرتا ہے، وہ آگے سے کہتا ہے کہ کر گزر جو کچھ کرنا ہے میں اسلام نہیں چھوڑ سکتا۔

راوی کہتا ہے کہ اس جرنیل نے ارادہ کیا کہ اس شخص پر حملہ کرے وہ تیار ہو ہی رہا تھا کہ حضرت خالدؓ نے اس پر چیخ ماردی کہ اے کافر رک جا اور پھر اس پر حملہ کیا اور اس کو ایسا نیزہ مارا جو اس کے جسم سے آر پار نکلا اس کے غلاموں کو قتل کیا اور پھر شیر کی طرح ادھر ادھر دیکھا وہاں پر کچھ پادری رہتے تھے وہ ڈر گئے اور کہنے لگے کہ ہم لڑنے والے نہیں ہیں تمہارے نبی نے بھی ہمارے مارنے سے تم کو منع کیا ہے ہم کو مت مارو اور معاف کر دو حضرت خالدؓ نے فرمایا کہ اس جرنیل کا سارا مال ومتاع اور اس کے اہل وعیال ہمارے حوالہ کر دو انہوں نے ایسا ہی کیا۔

حضرت خالدؓ نے مسلمان قیدی کو چھڑایا اور ان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ وہ فرمانے لگے کہ میں حاتم طائی کا بیٹا عدی بن حاتم کا بھائی ہوں میرا نام امیہ بن حاتم ہے میں ابوبکر صدیقؓ کے آخری دور خلافت میں تجارت کی غرض سے رقہ جا رہا تھا کہ اس شخص نے مجھے پکڑ لیا اور اب تک

جو کچھ ہوا تھا بتلا دیا۔

مسلمان اس جگہ سے جونہی نیچے اترے تو راہب نے آواز دی کہ اے مسلمانو! تیار ہو جاؤ تمہارے دشمن آ پہنچے ہیں مسلمان تیار ہو گئے، اس طرف سے مسلمان قیدی آ رہے ہیں بچے چیخ رہے ہیں لوگ رو رہے ہیں اور قیدی عورتیں فریاد کر رہی ہیں اور قبطی ان کو چیخ چیخ کر ہانک رہے ہیں، قیدیوں میں آگے آگے حضرت خولہ سوز و گداز سے اس طرح اشعار پڑھ رہی ہیں۔

① جَلَّ الْمصابُ وَزَادالوَيْلُ وَالْحَربُ — وكُلّ دَمعٍ مِن الاَجفَانِ يَنسَكِبُ

② وَمَادَتِ الْاَرْضُ ممّا قد بليت به — حتى توهّمتُ اَنّ الارض تَنقلِبُ

③ جلَتْ يدُالقبط فيناعندغفلتنا — وَاستَحْكَم القِبطُ لَمّا زَالَتِ العربُ

④ لَهفِىْ عَلى بَطلٍ قَدْكَانَ عُدّتُنا — فِيهِ العَفَاتُ وَفيه الدينُ وَالْاَدَبُ

⑤ قَدْكَانَ نَاصِرَنَافِى وَقْتِ شِدَّتِنا — اَعْنِى ضِرَارَالَّذِىْ للحرب يُنتَدَبُ

⑥ فِيْهِ الْحمِيَّةُ وَالاِحسانُ عَادتُه — فِيْهِ التّعَصُّبُ وَالْاَنصَافُ والحَسَبُ

⑦ لَوكَانَ يَقدِرُ اَن يرقىٰ مراكِبهُ — كَانَ الْعَدُوّ بنَار الحَرب يَلْتَهِبُ

⑧ اَو كَانَ خالد فينا حاضراً وَطَناً — لَزَالَ عَنّا الّذِى نَشكُو و نَنتَحِبُ

⑨ اَوْ كَانَ يَسمَعُ صَوْتِىْ صَاحَ بى عَجلًا — مَهْلًافقَدزَالَ عَنكِ الْبُؤسُ والْعَطَبُ

① مصیبت بڑھ گئی اور فریاد میں اضافہ ہوا، آنکھیں رو رہی ہیں اور آنسو جاری ہیں۔

② میری مصیبت کی وجہ سے زمین ایسی ہل گئی کہ مجھے شبہ ہوا کہ زمین پلٹ رہی ہے۔

③ ہماری غفلت کے وقت قبطیوں نے ہم پر ہاتھ مارا اور جب عرب منتشر ہو گئے تو قبطی مضبوط ہو گئے۔

④ اس بہادر پر افسوس جو ہمارا سامان جنگ تھا، جس میں پاکدامنی، ادب اور دین موجود تھا۔

⑤ وہ سختی کے وقت ہمارا مددگار تھا، یعنی ضرار جو ہر گھمسان کی جنگ میں بلایا جاتا تھا۔

⑥ وہ دینی غیرت سے لبریز طبعی طور پر محسن تھا، نیکی، انصاف اور حمایت ان کا شیوہ تھا۔

⑦ اگر وہ اپنی سواری پر بیٹھنے کی طاقت رکھتے، تو دشمن لڑائی کی آگ میں خاکستر ہو جاتا۔

⑧ یا خالد اس جگہ موجود ہوتے، تو یہ شکایت اور فریاد نہ ہوتی۔

⑨ یا میری آواز سنتے تو فوراً کہتے، کہ ذرا اٹھہر جا تیری سختی اور ہلاکت اب دور ہوگئی۔

حضرت خالدؓ نے جب خولہؓ کی آواز سنی تو جواب دیا، لَبَّیْکَ یَابِنْتَ الْاَزْوَرِ۔ مبارک ہو اب آپ کی مصیبتیں دور ہوگئیں، اس کے بعد اسلام کے شیروں نے قبطیوں پر ایک دم ہلہ بول دیا اور سب کو گھیرے میں لے کر سات سو کو واصل جہنم کیا اور تیرہ سو کو قید کر لیا اور تمام مسلمان قیدیوں کو رہا کر دیا اور شیر اسلام حضرت ضرارؓ کو سلام کیا ان کا استقبال کیا اور ان کو مبارک باد دی، آپس میں علیک سلیک ہوئی اور پھر قبطی قیدیوں کو لے کر اسکندریہ پر چڑھائی کے لئے آگے بڑھے، کفر کے بڑے بڑے سرغنے قید میں تھے یا مارے جا چکے تھے اور کاتب الحروف نے کہا:

① مِنْ عَهْدِ عَادٍ كَانَ مَعْرُوْفاًلَنَا أَسْرُ الْمُلُوْكِ وَ قَتْلُهَا وَ قِتَالُهَا

② وَمَا مَنَعَتْ دَارٌ وَلَا عَزَّ اَهْلُهَا مِنَ النَّاسِ اِلَّا بِالقَنا وَالقَنَابِلِ

③ خَلَقَ اللّٰهُ لِلْحُرُوْبِ رِجَالاً وَ رِجَالاً لِقَصْعَةٍ وَثَرِيْد

① بادشاہوں کو قتل کرنا اور انہیں قید کرنا ان سے لڑنا زمانہ قدیم سے ہمارے جانے پہچانے کارنامے ہیں۔

② چھوٹے موٹے نیزوں اور اسلحہ کے بغیر کبھی کوئی گھر اور اس کے رہنے والے عزت کے ساتھ نہیں رہ سکتے۔

③ اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو جہاد کے لئے پیدا فرماتے ہیں اور کچھ ثرید اور قورمے کھانے کے لئے۔

اسکندریہ پر لشکر اسلام کی چڑھائی

جنگ کا تیسرا مرحلہ

صاحب فتوح مصر فرماتے ہیں کہ جب ارسطولیس نے یہ سنا کہ عرب اسکندریہ پہنچ چکے ہیں تو اس نے اپنے سارے لشکر کو اسکندریہ سے باہر باب سدرہ کی طرف متعین کیا جب کفار نے

مسلمانوں کو دیکھا تو چیخ اٹھے اور خوف ان کے دلوں میں بیٹھ گیا بادشاہ بہت ڈرا ہوا تھا، لوگوں نے بادشاہ سے کہا کہ اب آپ کے پاس ان لوگوں کے لئے کیا تدبیر ہے، اس نے کہا کہ میں کیا تدبیر کر سکتا ہوں، تم ڈرپوک ہو شکست پر شکست کھا کر عربوں کو جری کر رہے ہو، نہ تمہیں شرم آتی ہے نہ تم میں غیرت ہے تمہاری عورتیں عربوں کی لونڈیاں ہیں اور تم پھر بھی زندگی گزار رہے ہو اگر وہ قیدی جو میں نے دیرز جاج کی طرف بھیجے ہیں میرے پاس ہوتے تو میں ان کے بدلے عربوں سے صلح کر لیتا اور ایک غلطی اس میں یہ بھی ہوگئی ہے کہ دو ہزار جنگجو فوج بھی ان قیدیوں کے ساتھ لگا دی ہے وہ فوج ہوتی تو میں آج لڑنے کے لئے نکلتا، ارکان دولت نے کہا جناب عالی صلح کی کوشش کریں۔ ارسطولیس نے شاہ برقہ کیاویل کی طرف قیمتی ہدایا روانہ کئے تھے اور یہ درخواست بھی کی تھی کہ عرب نے ہمارا گھیرا تنگ کیا ہوا ہے ہماری فوجی مدد کریں کیاویل نے اپنے ارکان دولت سے مشورہ لیا تو ارکان دولت نے اس طرح جواب دیا، اے بادشاہ سلامت دنیا کے بادشاہ ایک دوسرے سے مدد مانگتے رہتے ہیں۔ آپ ضرور ان کی مدد کیجئے ویسے اگر اسکندریہ پر عربوں نے قابو پا لیا تو وہ دریا عبور کر کے ہم سے رقہ بھی قبضہ کر سکتے ہیں۔

پھر شاہ رقہ نے اپنے ملک کے سب سے بڑے لاٹ پادری کو بلایا اور ان سے کہا کہ تم جا کر حاکم اسکندریہ کو خوشخبری سنا دو اور ان سے کہو کہ کیاویل نے اپنے بھائی اصطفانوس کے ساتھ چار ہزار لشکر جرار مدد کے لئے روانہ کیا ہے لاٹ پادری جس کا نام سطیس تھا، نے جا کر حاکم اسکندریہ کو خوشخبری سنا دی، ارسطولیس بہت خوش ہوا اور پھر پادری سے کہا کہ جا کر ان مسلمانوں سے صلح کی کوئی بات بنا لو اور ان کے قیدیوں کی رہائی کی بات سامنے رکھو اور مزید کچھ مال بھی ہم دے دیں گے۔ پادری نے کہا میں ان مسلمانوں کو آزماتا ہوں چنانچہ سونے سے لدا ہوا ایک خچر مسلمانوں کی طرف ہانک دیا تا کہ مسلمان اسے چوری کر لیں اس وقت پہرہ حضرت شرحبیل بن حسنہؓ دے رہے تھے آپؓ نے خچر کو واپس بھگا دیا اور فرمایا کہ اللہ کے دشمن دنیا کے ذریعہ سے ہم کو آزمانا چاہتے ہیں ہمیں اس فانی دنیا سے کیا سروکار۔ بادشاہ نے کہا کہ اسی دیانت وامانت کی

وجہ سے یہ لوگ ہم پر غالب آرہے ہیں ان کے دلوں میں رحمت ہے یہ بڑوں کا احترام اور چھوٹوں پر شفقت کرتے ہیں اور اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں، بہر حال یہ پادری مذاکرات کے لئے حضرت خالدؓ کے سامنے آیا، سجدہ کرنے لگا لیکن حضرت خالدؓ نے روکا۔

پادری: آپ ان مسلمانوں کے امیر ہیں؟

خالدؓ: لوگ ایسا کہتے ہیں جب تک اللہ کے حکم پر چلوں گا تو امیر ورنہ کوئی امارت نہیں۔

پادری: میں بہت پہلے اسلام قبول کر چکا ہوں اور میں نے اسکی تحقیق بھی کی ہے اسلام سچا دین ہے آپ مجھے دوبارہ مسلمان کیجئے۔

خالدؓ: نئے سرے سے کلمہ شہادت پڑھیئے اور شکر کیجئے۔

پادری: آپ لوگ بیدار رہیں کیونکہ رقہ کے حاکم نے چار ہزار لشکر روانہ کیا ہے تاہم بادشاہ اسکندریہ آپ لوگوں سے صلح بھی چاہتا ہے تاکہ تمہارے قیدیوں کو رہا کردے مجھے اس نے اسی کام کے لئے بھیجا ہے۔

خالدؓ: اللہ تعالیٰ نے ہمارے قیدیوں کو چھڑایا ہے وہ ہمارے پاس ہیں اور ہم نے کفار کی فوجوں کو قید وقتل کیا ہے، ہم نے ان پر اسلام پیش کیا بعض مسلمان ہوئے اور باقی کو ہم نے قتل کردیا۔

پادری نے واپس جا کر تمام صورت حال سے ارسطولیس کو آگاہ کیا وہ یہ سن کر بہت پریشان ہوا اور اس نے یقین کرلیا کہ اب زوال کے سوا کچھ نہیں ہے بہر حال اس نے اپنے عساکر کو حکم دے دیا کہ اب لڑنے کیلئے تیار ہو جاؤ اور رقہ سے تمہاری مدد کے لئے فوج آرہی ہے۔ رات کو بادشاہ نے عجیب خواب دیکھا کہ عیسیٰ علیہ السلام ارسطولیس سے کہہ رہے ہیں کہ اگر تو میرا امتی ہے تو اس رسول عربی کو مان! بادشاہ نے ارکان دولت کے سامنے خواب بیان کیا سب نے کہا یہ ایسی پراگندہ خوابیں ہیں بخدا مسیح تو دو قدم بھی عربی کے ساتھ نہیں جائے گا بلکہ وہ تو اس کا دشمن ہے بہر حال بادشاہ نے اپنی فوج کو صف بندی کا حکم دے دیا اور وہ مسلمانوں کے مقابلہ میں کھڑی ہوگئی۔

حضرت احوص فرماتے ہیں کہ اسکندریہ کی لڑائی میں حضرت خالدؓ کی فوجوں کے ساتھ

میں بھی تھا فرمایا کہ جب ہم نے میدان کارزار کے لئے صف بندی کی تو کفار کی صفوں سے ایک عظیم الجثہ ڈیل ڈول کا مالک جرنیل سامنے آیا، اس کا لباس چمکتا تھا اور ایک عمدہ عربی گھوڑے پر سوار تھا، فصیح عربی بولتا تھا اور کہتا تھا: اے عرب! ہم سے پیچھے ہٹو ہم تم سے لڑنا نہیں چاہتے، تم نے مصر کے میدانی علاقوں کو قبضہ کرلیا ہے ہم کو اطراف کی طرف دھکیل دیا ہے تم نے جو فتح کیا ہے ہم اس پر تم سے لڑنا نہیں چاہتے ہیں لیکن ہم مزید ظلم کو ہرگز برداشت نہیں کرسکتے، ہم سے جو ٹکرایا ہے ذلیل وخوار ہوا ہے کیونکہ دین تو اب یہی دین مسیح ہے ہمارے پاس مقدس مقامات ہیں بڑے بڑے پادری مذہبی پیشوا اور آسمانی کتاب ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ شخص خود بادشاہ اسکندریہ ارسطولیس تھا۔

اس کے جواب کے لئے سب سے پہلے کاتب وحی شرحبیل بن حسنہؓ آگے بڑھے اور فرمایا آپ نے اپنی ایسی تعریفیں کی ہیں جو باعث ہلاکت اور جس کا انجام موجب ذلت ہے۔ اے بدبخت! تو شرک اور صلیب کی بدولت فخر کرتا ہے حالانکہ ہم میں توحید اور ایمان ہے پھر دوران گفتگو شرحبیل بن حسنہؓ نے فرمایا کہ اللہ کے ایسے بندے بھی ہیں کہ اگر وہ یہ قسم اٹھالیں کہ اللہ اس شہر پناہ فصیل کو زمین میں دھنسا دے تو واقعی یہ دیوار دھنس جائے گی آپؓ اس دیوار کی طرف اشارہ کرہی رہے تھے کہ دیوار دھنسنا شروع ہوگئی اور وہ زمین میں پوری دھنس گئی۔

بادشاہ نے جب یہ دیکھا تو جسم پر کپکپی طاری ہوگئی اور وہ گھوڑے کو پھیر کر اپنے لشکر واپس چلا گیا سب کے دل دھڑک رہے تھے جب رات کی تاریکی خوب چھا گئی تو ارسطولیس اپنے اہل وعیال اور خزائن واموال لے کر جزیرہ افریطش کی طرف بھاگ کھڑا ہوا جب صبح ہوئی تو لوگوں میں شور اٹھا کہ بادشاہ بھاگ گیا ہے اب اسکندریہ کے بااثر لوگ جمع ہوگئے اور یہ طے پایا کہ مسلمانوں سے امان لیا جائے اور جزیہ ادا کیا جائے چنانچہ وہ لوگ آئے اور حضرت خالدؓ کے سامنے گر پڑے اور کہا کہ آپ دین حق پر ہیں اب انصاف پر مبنی معاملہ ہمارے ساتھ کریں حضرت خالدؓ نے فرمایا کہ تمہاری جانوں کے عوض جو صلح ہے اس میں تم ہمیں ایک لاکھ

دینار دو گے اور پھر ہم اسلام کی دعوت دیں گے جس نے اسلام قبول کیا وہ ہمارا بھائی ہے اور جو اپنے دین پر باقی رہا وہ سالانہ چار دینار جزیہ ادا کرے گا اور ہم جزیہ کے ذیل میں کچھ شرائط بھی عائد کریں گے جو درج ذیل ہیں۔

① تم گھوڑے اونٹ کی سواری نہیں کرو گے۔

② مسلمانوں کے گھروں سے تمہارا گھر اونچا اور عالی شان نہیں ہوگا۔

③ کسی مسلمان پر تمہاری آواز بلند نہیں ہوگی۔

④ کوئی گرجا عبادت خانہ تعمیر نہیں کرو گے۔

⑤ جو بوسیدہ ہو کر گر جائے اس کی مرمت بھی نہیں کرو گے۔

⑥ مسلمانوں کے سامنے ہر قسم کی تواضع کرو گے۔

⑦ ان کی ہر جائز ضرورت کو پورا کرو گے اور سرتابی نہیں کرو گے۔

⑧ جس نے تم میں موجب حد جرم کا ارتکاب کیا ہم اس پر حد نافذ کریں گے۔

⑨ کمر پر لازمی طور پر زنار باندھنا ہوگا۔

⑩ اپنی عبادت کی سرعام تشہیر نہیں کرو گے اور نہ عبادت کے لئے گھنٹی بجاؤ گے۔

جزیہ کی یہ شروط لکھ کر پھر مال اکٹھا کرنے کے لئے ان پراہی میں سے ایک شخص شیعا کو مقرر کیا گیا اس نے یہ اموال اکٹھا کر کے مسلمانوں کو دے دیا، مال حضرت خالدؓ کے پاس لایا گیا، آپؓ نے ان کے بڑے گرجا کو جامع مسجد بنایا اور چار بڑے کنیسے ان لوگوں کی عبادت کے لئے چھوڑے اور پھر عمرو بن العاصؓ کے نام خط لکھا فتح اسکندریہ کی بشارت دی، وہ بہت خوش ہوئے اور وہاں سے خود چل کر اسکندریہ آئے اور مقام ربض میں بڑی جامع مسجد بنوائی جو آج تک بنام جامع مسجد عمرو بن العاص مشہور ہے۔

فائدہ: راقم الحروف کہتا ہے کہ اس طرح اللہ کا نظام بلند ہوا اور کفر کا نظام سرنگوں ہوا اسلام غالب ہوا اور کفر مغلوب ہوا۔ ان تمام واقعات سے آپ کو اول یہ بات سمجھ آگئی ہوگی کہ کفار کو

صحابہؓ نے کبھی یہ نہیں کہا کہ ہم لڑنے والے نہیں ہم لڑنے نہیں آئے بلکہ ہم صرف سمجھانے آئے ہیں کچھ وقت گزار کر واپس چلے جائیں گے۔

دوم یہ بات سمجھ آگئی ہوگی کہ صحابہ کرامؓ فتح پر خوشی مناتے تھے اور خوشخبری کے خطوط روانہ کرتے تھے یہ نہیں کہ وہ فاتح نہیں تھے ان کو فاتح مت کہو یہ ان کے حق میں گھٹیا بات ہوگی جیسے بعض لوگ کہتے ہیں۔

سوم یہ بات سمجھ آگئی کہ خود بخود کفر نہیں ٹوٹا کرتا بلکہ میدان میں نکلنا پڑتا ہے اور جان کی بازی لگانی پڑتی ہے اور اس میدان میں اصلاح نفس کے بڑے بڑے مواقع ہاتھ آتے ہیں۔

چہارم یہ کہ صحابہؓ نے ہزاروں کافروں کو مارا ہے اور قتل کیا ہے قیدیوں کو بھی قتل کیا ہے تو یہ کہنا غلط ہے کہ کافروں کو مت مارو کیونکہ مارنے سے وہ جہنم میں چلے جائیں گے بلکہ ان کو سمجھاؤ۔

پنجم یہ بات سمجھ میں آگئی کہ صحابہ کرامؓ کا نقشہ حیات کیا تھا اور ہم نے کیا سمجھا ہے۔

ششم یہ کہ صحابہ کرامؓ نے کسی نومسلم کو کبھی منع نہیں کیا ہے کہ جہاد مت کرو کیونکہ ابھی تک تمہارا ایمان نہیں بنا اب تم میدان سے ہٹ جاؤ اور گھر میں بیٹھ کر ایمان بناؤ پھر آؤ۔ اللہ حفاظت فرمائے۔

مجاہدین کی پیش قدمی اور فتح دمیاط

فتح اسکندریہ کے بعد حضرت عمرو بن العاصؓ نے محمدی کچھار کے نامور شیروں میں سے چالیس افراد کا انتخاب کر کے مصر کے اطراف میں دمیاط نامی شہر پر کارروائی کے لئے روانہ فرمایا ان میں مقداد بن اسودؓ، حضرت ضرارؓ، عمرو بن سہلؓ، عمیرؓ اور نوفلؓ قابل ذکر ہیں۔ حضرت مقداد کو ان پر امیر مقرر فرمایا اور یہ حضرات اس قلیل جماعت کو لے کر دمیاط پہنچ گئے، دمیاط شہر کا والی مقوقس کا ماموں تھا جس کا نام بامرک تھا ان کے پاس بارہ ہزار کا آزمودہ لشکر بھی تھا اور محفوظ ترین قلعہ میں ہر قسم کا سامان جنگ بھی، گلشن محمدی کے بلبل جب سامنے آئے اور بامرک نے ان کو دیکھا کہ صرف چالیس آدمی ہیں تو وہ ہنس پڑا اور کہا کہ چالیس آدمی شہر فتح کرنے کے لئے

آئے ہیں یہ تو کچھ بے عقل معلوم ہوتے ہیں۔

بامرک کا بڑا بیٹا سرزمین مصر میں سب سے زیادہ بہادر شمار ہوتا تھا جس کا نام ہریرا تھا، اس کا باپ اس کی بہادری اور ہوشیاری کی وجہ سے اس پر مکمل اعتماد کرتا تھا اس نادان نے جب دیکھا صحابہ تھوڑے سے ہیں تو ایک دم ان پر حملہ آور ہوا اور میدان میں مقابل کا خواہاں ہوا، اس کے مقابلہ میں شیر اسلام حضرت ضرارؓ گرجتا ہوا سامنے آیا اور فوراً اس پر حملہ کیا اور ایسا نیزہ مارا کہ وہ ڈھیر ہو گیا اور حضرت ضرار شعلہ جوالہ بن کر دمیاطی لشکر پر حملہ آور ہوا یہاں تک کہ سب فوج کو میدان سے ہٹا کر عمارتوں کی دیواروں تک بھاگنے پر مجبور کیا۔ حضرت ضرارؓ ایسا معلوم ہو رہا تھا گویا کہ خشک لکڑیوں میں آگ بھڑک اٹھی ہے فوجوں نے جان بچا کر بھاگنا شروع کیا۔

گورنر بامرک بیٹے کے قتل پر سخت رنجیدہ ہوا اور ارکان دولت کو مشورہ اور حکمت عملی کے لئے جمع کیا اور ایک مشہور حکیم اور پادری دیرجان کو بھی بلایا اور سب نے ان سے مشورہ مانگا، دیرجان نے کہا اے بادشاہ! عقل سے کام لینا چاہیے ان لوگوں کے سامنے سلطنت شام اور اس کے بادشاہ نہیں ٹھہر سکے ہم ان سے زیادہ طاقت ور نہیں کہ ان کا مقابلہ کر سکیں اس لئے مناسب ہے کہ آپ ان عربوں سے مصالحت کر لیں جس سے ہماری عزتیں عورتیں اور بچے محفوظ ہو جائیں گے، بامرک نے جب اس حکیم کی ناصحانہ گفتگو سنی تو حکم دیا کہ اس کو قتل کرو، جب حکیم کو یقین ہو گیا کہ اب مجھے قتل کر دیں گے تو آپ نے **اشھد أن لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمداً رسول اللہ** کا فطری نعرہ لگا کر اسلام پر جان دے دی اور ادھر بامرک نے اپنی فوجوں کو حکم دیا کہ کل کھلے میدان میں نکل کر لڑنا ہوگا۔

دوسرے دن بامرک کی فوجیں دمیاط کے میدان میں اتر گئیں وہاں خیمے نصب کر کے مکمل انتظام کیا حکیم دیرجان کا ایک نونہال بیٹا باپ کے تمام فضائل و کمالات سے مالا مال باپ کا وارث بن گیا تھا، اس نے اپنے باپ کے قتل پر خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ بامرک نے اس کو قتل کر کے مجھے راحت پہنچائی ہے جب بامرک کو اس کا علم ہوا تو اس سے بہت خوش ہوا اور ان کو انعام دیا۔

جب رات کا وقت ہوا تو اس لڑکے نے کہا کہ خدا کی قسم! میں اپنے باپ کا بدلہ اس ملعون سے ضرور لوں گا، اس لڑکے نے قلعہ کی دیوار میں اندر سے نقب لگائی اور باہر آیا اور صحابہ کرامؓ سے ملاقات کی۔ ان کی آپس میں اس طرح گفتگو ہوئی۔

صحابہ کرامؓ: تم کون ہو اور کیوں آئے ہو؟

لڑکا: میرے باپ کو تمہاری محبت میں اس بادشاہ نے قتل کیا ہے میں نے فصیل میں نقب لگائی ہے تم آؤ اور شہر فتح کر لو۔

ضرارؓ: تم ہمیں دھوکہ دینے آئے ہو حالانکہ ہم ہوشیاری اور بیداری میں ضرب المثل ہیں؟

حضرت مقدادؓ: اے ضرارؓ! آپ کچھ صبر کریں میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں آج رات دیکھا ہے آپ ﷺ ایک شخص کی طرف اشارہ فرما رہے تھے اور مجھے نظر آ رہا ہے کہ وہ شخص یہی لڑکا تھا، میں نے خواب میں اس شخص کی کمر پر چمڑے کا ایک پٹا بھی دیکھا تھا تم دیکھو کہ اس لڑکے کی کمر پر پٹا ہے یا نہیں، جب صحابہؓ نے دیکھا تو وہ پٹا موجود تھا اس حقیقت کو دیکھ کر لڑکے نے کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمان ہوا، اب مسلمان اٹھ کھڑے ہوئے اور اسی سوراخ سے قلعہ کے اندر داخل ہو گئے اور اس نقب کو مزید وسیع کر کے گھوڑوں کو بھی اندر داخل کیا اور پھر سوراخ کو بند کر کے لپائی کی تا کہ پتہ نہ چلے۔

جب صبح ہوئی اور دشمن نے دیکھا کہ میدان میں ایک مسلمان بھی نہیں ہے تو کفر کے نعرے بلند ہوئے اور شہر والے بہت خوش ہوئے کہ عرب بھاگ گئے ہیں لشکر میں منادی کرا دی گئی کہ بس قصہ ختم ہوا، شہر کے لوگ فصیل سے باہر آ گئے تا کہ حالات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکے اور خوش ہو جائیں قلعہ کے اندر صرف عورتیں اور بچے رہ گئے، اب لوگ جب باہر گئے تو لڑکے کے خاندان کے اسی آدمی بدلہ لینے کے لئے اکھٹے ہو گئے اور فوراً قلعہ کے دروازوں کو بند کر دیا اور نعرہ تکبیر بلند کیا اور اندر سے قلعہ پر مکمل قبضہ کر لیا۔

بامرک نہایت افسوس سے باہر سے دیکھ رہا تھا کہ شہر ان کے ہاتھ سے نکل گیا اور اس منصوبہ

میں حکیم کے خاندان نے اہم کردار ادا کیا، بامرک کا ایک اور بیٹا جو راہب قسم کا تھا وہ بامرک کے پاس کھڑا تھا اور صحابہ کرامؓ کو دیکھ رہا تھا کہ اچانک اسنے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا تو باپ نے پوچھا کیا ہو گیا اس نے کہا کہ ان عربوں کے سروں میں میں نے ایک عجیب نور دیکھا اور یہاں میں نے ایک عجیب قسم کے گھوڑے اور شہسوار دیکھے جس سے میں بے ہوش ہو گیا، ابا جان یہ لوگ حق پر ہیں میں تو مسلمان ہوتا ہوں اور اس نے کلمہ شہادت پڑھ لیا اور پھر کہا کہ میرے ساتھ جو مسلمان ہو کر آتا ہے وہ آجائے چنانچہ فوج سے ایک ہزار آدمی اسی وقت مسلمان ہو کر صحابہ کرامؓ سے جا ملے۔ اس نیک لڑکے کا نام شطا تھا۔ جب بامرک نے دیکھا کہ لڑکے نے یہ فیصلہ کر لیا ہے اور یہ لڑکا نیک سیرت تھا تو بامرک نے بھی اسلام قبول کر لیا جب ارکان دولت نے دیکھا کہ بادشاہ اور اس کے بیٹے سب مسلمان ہو گئے تو انہوں نے بھی اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کر لیا اس شہر میں تقریباً سب لوگ اسلام میں داخل ہو گئے اور جو داخل نہیں ہوئے ان کو صحابہ کرامؓ نے دوسری اطراف کی طرف نکال دیا اس طرح یہ شہر دارالاسلام بن گیا اسلام کا جھنڈا اس پر لہرانے لگا اور حضرت مقدادؓ اور آپ کے ساتھی پھر اسکندریہ واپس چلے گئے وہاں عمرو بن العاصؓ کو خوشخبری سنائی وہ بہت خوش ہوئے اور پھر حضرت عمر بن الخطابؓ کو خط لکھا کہ مریوط، اسکندریہ، دمیاط، رشید، فوۃ، المحلۃ، ومیرۃ، سمنود، جرجہ، منہور، ایباء اور البحیرۃ سب علاقے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے فتح ہو گئے اور ہم خیریت سے ہیں۔ اس خط کو حضرت عامر بن لوئی لے کر مدینہ منورہ روانہ ہوئے اور راقم نے کہا:

خَلَقَ اللّٰہُ لِلْحُرُوْبِ رِجَالاً ‏ وَرِجَالاً لِقَصْعَةٍ وَّثَرِیْدٍ

کانما الدین ضیف حل ساحتھم ‏ بکل قرمٍ الی لحم العدا کرم

یعنی دین بمنزلہ مہمان صحابہ کرامؓ کے گھروں میں اتر آیا اور مہمان نوازی میں ان سے دشمن کا گوشت مانگا۔

گلشن اسلام کے جیالے تنّیس میں

جنگ کا پہلا مرحلہ

صاحب فتوح مصر علامہ واقدیؒ فرماتے ہیں کہ جب دمیاط فتح ہوا تو وہاں کے سابق والی بامرک نے اپنے نیک سیرت بیٹے شطا سے فرمایا کہ اے بیٹے! اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی دولت سے نوازا ہے اب ہم پر لازم ہے کہ اس دین کی خدمت کریں اور وہ اس طرح کہ یہ جزیرہ تنیس ہمارے پڑوس میں ہے ہم اس کے والی ابوثوب کو خط کے ذریعہ سے اسلام کی دعوت دیں گے اگر اس نے قبول کیا تو ٹھیک ہے ورنہ پھر ہم اس کی طرف فوج کشی کریں گے شطا نے کہا یہ رائے بالکل ٹھیک ہے اور میں خود قاصد بن کر ان کے پاس جاؤں گا، چنانچہ وہ اپنے چار غلاموں کو لے کر گھوڑوں پر سوار ہوئے حضرت یزید بن عامر رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ یہ لوگ جا رہے ہیں اور نو مسلم ہیں تو فرمایا میں بھی جانا چاہتا ہوں کیونکہ دین اسلام کی نمائندگی میں بہتر طریقہ سے کر سکتا ہوں ہو سکتا ہے کہ وہاں تم سے دین کے متعلق سوالات ہوں پھر تم پریشان ہو جاؤ گے۔

بہر حال صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ ہو گئے اور یہ حضرات جزیرۂ تنیس پہنچ گئے۔ جزیرہ کے لوگوں نے اس کی مکمل حفاظت کر رکھی تھی جب انہوں نے شطا اور ان کے ساتھ ایک عربی کو دیکھا تو کہنے لگے کہ تم لوگ کون ہو؟ شطا نے کہا کہ میں بامرک شاہ دمیاط کا لڑکا ہوں اور ہمارے ساتھ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں ہم قاصد بن کر یہاں کے بادشاہ سے ملاقات کے لئے آئے ہیں، شاہی دربانوں نے ان مہمانوں کو ابوثوب تک پہنچانے کا انتظام کیا، ابوثوب دراصل عربی تھا اور پھر شام کے علاقہ میں عیسائی بن گیا تھا، ان کا تعلق غسانی بادشاہوں سے تھا وہاں جب اسلام غالب آیا تو ابوثوب بھاگ کر اس جزیرہ میں قیام پذیر ہوا، مقوقس شاہ مصر کی ان سے ملاقات ہوئی تو اسکو اس جزیرہ کا والی بنا دیا یہ شخص مقوقس کو ٹیکس دیا کرتا تھا لیکن

جب مصر میں اسلام غالب آیا تو اس نے ٹیکس دینا بند کر دیا اور بغاوت پر اتر آیا اور اس نے دل میں یہ خام خیال بٹھا لیا کہ یہ جزیرہ انتہائی محفوظ ہے اور بس میں اس کا اصل مالک ہوں جب اسلامی وفد ان کے پاس پہنچا تو اس شخص نے انتہائی تکبر کا اظہار کیا اور کسی کو یہ تک نہیں کہا کہ ادھر بیٹھ جاؤ۔ یزید بن عامرؓ نے ان کے سامنے قرآن کریم کی آیتیں پڑھ کر سنائیں تو وہ نہایت غصہ ہو کر پوچھنے لگا یہ کیا چیز ہے؟ صحابی نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اس کا یہ مطلب اور یہ تفسیر ہے اس نے کہا یہ تو خرافات ہیں اور تم لوگ گمراہی کے سمندر میں غوطے کھا رہے ہو، یزید بن عامرؓ نے مزید تفصیل سے حضور ﷺ کے چند معجزات کا ذکر کیا تو ابوثوب کہنے لگا یہ واقعات تو ہوئے تھے لیکن وہ شخص جادوگر تھا۔ (نعوذ باللہ) پھر ابوثوب نے کہا اگر تم سچے ہو تو ہمارے علاقے میں بارش بند ہے تم دعا کرو اگر بارش ہوئی تو ہم تم کو مان لیں گے صحابی رسول نے دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے بارش برسا دی۔ ابوثوب نے کہا واقعی تم لوگ بڑے جادوگر ہو چلو میں اسلام قبول کرتا ہوں اور اپنے علاقے کے لوگوں کے سامنے میں خود اسلام پیش کرلوں گا اب تم واپس چلے جاؤ۔ یہ لوگ جب واپس گئے تو بامرک نے پوچھا تو انہوں نے قصہ سنا دیا بامرک نے کہا کہ اس شیطان نے تم کو دھوکہ دیا کچھ دن بعد اطلاع آئی کہ ابوثوب نے اطراف کے لوگوں کو جمع کرلیا ہے اور وہ دمیاط پر حملہ کرنے کے لئے بالکل تیار ہے۔ بامرک نے یزید بن عامرؓ سے رائے پوچھی تو آپؓ نے فرمایا کہ بس اب سوائے جنگ کے اور کوئی چارہ کار نہیں ہے۔

ادھر سے بامرک نے اپنے علاقوں سے افواج اسلامیہ کو جمع کرلیا اور حضرت یزید بن عمارؓ نے حضرت عمرو بن العاصؓ کو تمام صورت حال سے آگاہ کیا اور فوج بھیجنے کی درخواست کی حضرت عمروؓ نے ہلال بن اوس کی سرکردگی میں ایک ہزار لشکر کو مصر سے جزیرہ تنّیس کی طرف روانہ کیا اور ان کو حکم دیا کہ دمیاط جا کر قیام کرو۔ ادھر ابوثوب نے اپنے لشکروں کو جمع کر دیا ان کی کل تعداد بیس ہزار تھی اور خاص خاص دستے اس کے علاوہ تھے، جب یہ لوگ دمیاط کے قریب پہنچے تو شطا بھی مقابلہ کے لئے میدان میں نکل آیا ہم آپ نے بڑے بڑے جرنیلوں کو خاک میں

ملا دیا اور صبح سے شام تک کفار کا سخت ترین مقابلہ کیا جب آپ واپس آئے اور سو گئے تو تہجد کے وقت اٹھ کر رونے لگے باپ نے وجہ پوچھی تو آپ نے بتایا کہ میں نے خواب میں جنت کی عجیب عجیب نعمتیں دیکھی ہیں اور حوروں سے گفتگو ہوئی ہے اور وہ حوریں مجھے بلا رہی ہیں اب میں دنیا میں نہیں رہنا چاہتا اے ابا جان اب جدائی کا وقت آ گیا ہے۔ باپ نے بار بار ان کو سمجھایا کہ یہ پراگندہ خوابیں ہیں۔ شطا نے کہا نہیں ابا جان! یہ سچ مچ ہے ان میں حوروں میں جو بڑی تھی وہ مجھے کہہ رہی تھی اے دنیا میں مبتلا شخص چھوڑ دو دنیا کو ہم تمہارے انتظار میں ہیں اور ہمارا مہر ادا کرو ہمارا مہر جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ باپ نے بہت سمجھایا لیکن شطا مسلسل رو رہا تھا اور باپ سے کہہ رہا تھا ابا جان! میں جا رہا ہوں یہ آخری ملاقات ہے مجھے اب دنیا میں رہنا اچھا نہیں لگ رہا ہے۔ بامرک نے اپنے لخت جگر کو رخصت کرتے ہوئے فرمایا بیٹے اگر آپ کا خواب سچا ہوا اور آپ کو شہادت مل گئی تو ہمیں اپنی نیک دعاؤں میں شریک رکھنا اور نبی اکرم ﷺ کو میرا اسلام کہنا، باپ بیٹے کی یہ آخری گفتگو تھی۔

جزیرہ تنّیس میں حق و باطل کا معرکہ

جنگ کا دوسرا مرحلہ

شطا اپنے جوش و جذبہ کے ساتھ میدان کارزار میں اتر گئے اور مدمقابل کے خواہاں ہوئے کفار کی صفوں سے مقابلہ کے لئے ایک بہادر آیا آپؒ نے اسے ٹھنڈا کیا دوسرا آیا اسے بھی ٹھکانے لگا دیا تیسرا آیا اسے بھی واصل جہنم کیا چنانچہ بارہ مشہور بہادروں کو شطا نے قتل کر دیا۔

صاحب فتوح مصر فرماتے ہیں کہ جب ابوثوب نے دیکھا کہ ان کے بڑے بڑے شہسوار مارے گئے تو اس نے خود میدان میں اترنے کا فیصلہ کیا یہ شخص نہایت آزمودہ جنگ تھا اس نے شطا سے اس طرح بات کی۔

ابوثوب: اے شطا! تو نے اپنے دین کو کیوں چھوڑا، ان احمق مسکینوں کی اتباع کیوں کی، آخر تو

نے ان میں کیا دیکھا؟

شرطا: اے احمق! کیا میں دین اسلام چھوڑ کر تمہاری طرف آؤں حالانکہ یہ خلیل اللہ اور کلیم اللہ کا برحق دین ہے۔

یہ کلام سن کر ابوثوب نے اس لڑکے پر سخت حملہ کیا، شرطا نے ایک بہادر اور شریف انسان کی طرح ان کے حملے کا استقبال کیا اور آدھے دن تک دونوں کی یہ لڑائی جاری رہی۔

اب شرطا کو سخت پیاس لگی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے پھر وہی منظر بیداری میں دکھا دیا جو منظر وہ خواب میں دیکھ چکے تھے کہ ایک حور ہاتھ میں پانی کا جام لئے کھڑی ہے اور کہہ رہی ہے کہ یہ پانی جس نے پی لیا وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا اور نہ بیمار ہوگا، اب تو ملاقات کا وقت ہے اے شرطا! جلدی آجاؤ، اس نیک سیرت لڑکے نے جب یہ کلام سنا تو اس نے زور سے چیخ ماری:

"اَللّٰہُ اَکْبَرُ ھٰذَا مَاوَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْن"

یعنی اللہ بہت بڑا ہے یہ وہ کچھ ہے جو رحمان نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ فرمایا تھا۔

یہ کہہ کر شرطا نے ابوثوب پر شدید حملہ کیا اور گھمسان کی لڑائی ہوئی یہ معرکہ اتنا سخت تھا کہ اس سے پہلے تمام معرکے لوگ بھول گئے، ابوثوب نے اچانک آپ کے سینے پر نیزہ مارا جس سے آپ گر کر شہید ہو گئے، آپ کے والد بامرک نے جب دیکھا کہ بیٹا شہید ہو گیا تو ایک سخت حملہ کفار اشرار پر کیا آپ کے تمام ساتھی اور سالار لشکرِ اسلام بھی لڑائی میں مشغول ہوا، تلواروں سے تلواریں ٹکرانے لگیں اور آگ کے شعلے اٹھنے لگے، غبار جنگ نے اطراف اور آفاق کو ڈھانک لیا تھا تو دن رات کا منظر پیش کر رہا تھا ہر طرف تاریکی تھی اور نیزے چمک رہے تھے، بامرک کی فوجوں کو شکست ہوئی اور وہ الٹے پاؤں دمیاط کی دیواروں تک پیچھے ہٹ گئیں ابوثوب ملعون کو یقین ہو گیا کہ اب دمیاط کا شہر ہم نے قبضہ میں لے لیا ہے کہ اتنے میں محمد کچھار کے غضبناک شیر نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے اور درود شریف پڑھتے ہوئے ابوثوب اور اس کے لشکر پر ٹوٹ پڑے اور تلواروں سے ان کی تواضع شروع کی، ابوثوب نے جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی گرجدار

آوازیں سنیں تو اس کو اپنی تباہی وبربادی کا یقین ہو گیا۔

اسی گھمسان کی جنگ کے دوران حضرت یزید بن عامرؓ اور ابوثوب کا آمنا سامنا ہوا، یزید بن عامرؓ نے ابوثوب پر زوردار نعرہ لگا کر فرمایا: اللہ کے دشمن ابھی تک تم ہوش میں نہیں آئے ہو اور اب تک تم نے کوئی نصیحت قبول نہیں کی؟ یہ کہہ کر آپؓ نے ابوثوب پر حملہ کر کے اسے گرفتار کر لیا اور کسی چیخنے والے نے چیخ ماری کہ ابوثوب قید ہو گئے، جب بادشاہ گرفتار ہو گیا تو فوج حواس باختہ ہو گئی اور صحابہؓ نے ان کو خوب قید وقتل کیا کفر کے پیشوا یا مرے پڑے تھے یا زنجیروں میں جکڑے تھے اور میں نے پھر کہا:

مِنْ عَهْدِ عَادٍ كَانَ مَعْرُوْفاً لَنَا   أَسْرُ الْمُلُوْكِ وَ قَتْلُهَا وَ قِتَالُهَا

میدان مسلمانوں کے ہاتھ میں تھا قیدیوں پر اسلام پیش کیا گیا کچھ صدق دل سے مسلمان ہو گئے اور کچھ جزیہ دینے پر راضی ہو گئے مسلمان کشتیوں میں سوار ہو کر جزیرہ تنّیس میں داخل ہو گئے اور وہاں بڑے بڑے گرجوں کی جگہ مساجد تعمیر کرائیں اس کے علاوہ دیگر جزائر میں بھی مسجدیں بنوائیں مال غنیمت کا خمس حضرت عمرو بن العاصؓ کی طرف روانہ کیا گیا اور اس طرح دولت مصریہ کافرہ کا خاتمہ ہوا اور دولت مصریہ اسلامیہ کی بنیاد پڑ گئی۔ فراعنہ مصر کی تاریخیں قصہ پارینہ ہو کر رہ گئیں اور اس کی جگہ مسلم خلفاء اور ان کی عظیم اسلامی تہذیب وتمدن نے لے لی جو آج تک قائم ہے والحمد للہ علیٰ ذلک۔

خَلَقَ اللّٰهُ لِلْحُرُوْبِ رِجَالاً   وَرِجَالاً لِقَصْعَةٍ وَّثَرِيْدٍ

أللهم ارض عن اصحاب نبيك ورسولك، اللهم اجعل قبورهم روضاتٍ من رياض الجنة، اللهم ارزقهم من الجنة وارفع درجاتهم في الجنة، وبرد مضاجعهم رضي الله عنهم ورضوا عنه ذلك لمن خشي ربه۔ امين يارب العٰلمين۔

حضور ﷺ کی پیشگوئی

① وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَتَفْتَحَنَّ عِصَابَةٌ مِّنَ المسلمين كَنْزَ اٰلِ كِسْرٰى الَّذِيْ فِي الْاَبْيَضِ۔

(رواہ مسلم)

''حضرت جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''بلاشبہ مسلمانوں کی ایک جماعت آل کسریٰ کے خزانہ کو برآمد کریگی جو سفید محل (وائٹ ہاؤس) میں ہے''۔ ''مسلم''

② وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّم هَلَكَ كِسْرٰى فَلَا يَكُوْنُ كِسْرٰى بَعْدَهٗ وَقَيْصَرُ لَيَهْلِكَنَّ ثُمَّ لَا يَكُوْنُ قَيْصَرُ بَعْدَهٗ وَلَتُقْسَمَنَّ كُنُوْزُهُمَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَسَمّٰى ''اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ'' (متفق علیه)

''حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: کسریٰ ہلاک ہو گیا، اس کسریٰ کے بعد کوئی اور کسریٰ نہیں ہوگا اور یقینا قیصر (یعنی روم کا بادشاہ) بھی ہلاک ہوگا جس کے بعد کوئی اور قیصر نہیں ہوگا۔ نیز ان دونوں بادشاہوں کے خزانے خدا کی راہ میں تقسیم کئے جائیں گے اور آنحضرت ﷺ نے جنگ کا نام دھوکہ، چال اور تدبیر رکھا''۔

(بخاری و مسلم، مشکوۃ شریف، ص: ۴۶۶)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فتوحاتِ فارس

تاریخی واقعات اور اس کے بیان کرنے اور ترتیب دینے میں مؤرخین کے انداز مختلف ہیں کسی کا ذوق اس طرح ہوتا ہے کہ سال اور سنہ ہجری کو وضع کر کے پھر تمام واقعات اسی سن میں درج کر دیتے ہیں یہ حضرات اس بات کا لحاظ نہیں رکھتے ہیں کہ حالات واقعہ اور وقوعہ کی ترتیب کیا ہے البدایہ والنہایہ کا انداز بھی یہی ہے، اس طرز بیان سے واقعات اور تاریخ کا تسلسل ٹوٹ جاتا ہے مثلاً ابھی ابھی آپ شام کے کسی معرکے کا نظارہ کر رہے ہیں کہ اچانک آپ کے سامنے عراق وقادسیہ کا منظر سامنے آجاتا ہے، ابھی یہ معرکہ چلتا ہے کہ اچانک کچھ معروف شخصیات کی وفات کا تذکرہ شروع ہوجاتا ہے، اس طرح سنہ کو توحق دیا جاتا ہے لیکن قارئین کو نہیں۔

بعض مؤرخین نے واقعات کے تسلسل کو مدنظر رکھا ہے اور بڑے دلچسپ انداز سے تاریخ کی کڑیاں آپس میں جوڑی ہیں لیکن انہوں نے سلسلہ وار تاریخ کو نظر انداز کیا ہے اس طرح قارئین کے لئے تاریخ میں تاریخ کی تشنگی باقی رہ جاتی ہے۔ تاریخ فتوح شام اور فتوح عجم کا انداز اسی طرح واقع ہے، اس میں ایک پیچیدگی یہ بھی آتی ہے کہ بعض معرکوں کے ساتھ ایسی تاریخیں درج ہیں جنہیں دور عمری پر منطبق کرنا مشکل ہوجاتا ہے، ان سب کے اونچ نیچ کو دیکھ کر میں نے فتوح الشام اور فتوح العجم کے مندرجات کو پیش نظر رکھا ہے اگر کوئی سنہ اور تاریخ مل گئی تو لکھ دیں گے ورنہ قارئین سے معذرت خواہ ہیں۔

تاریخی واقعات اور اس کے تسلسل میں کبھی کبھی یہ بات بھی پریشانی کا باعث بنتی ہے کہ ایک صاحب تاریخ نے کسی معرکے میں نمایاں حیثیت کسی ایک صحابی کو دی ہے تو دوسرے مورخ نے کسی اور صحابی کو نمایاں انداز سے پیش کیا ہے چنانچہ ابن کثیرؒ اور علامہ واقدیؒ کے درمیان اس میں واضح فرق نظر آتا ہے میں چونکہ مکمل اعتماد اور انحصار واقدی کی تاریخ پر کرتا ہوں اور یہ مندرجات فتوح العجم ہی کا اختصار ہے اس لئے میں انہیں کے طرز کو اپناؤں گا۔

بس یہ بات تو عیاں ہے کہ دور صدیقی سے لے کر دور عمری کے اختتام تک قیصر و کسریٰ کے تخت الٹ گئے، گویا گیارہ ہجری سے تئیس (۲۳) ہجری تک کفر کا یہ جابرانہ اور ظالمانہ نظام ٹوٹ گیا اور اسلام کا عادلانہ نظام قائم ہوا تخت کسریٰ کو الٹنے اور گرانے میں دور عثمان بن عفان کا بھی ایک تاریخی کردار ہے جس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ہے لیکن میرے پیش نظر جس تاریخ کا انتصار مقصود ہے وہ دور عمری تک محدود ہے، میں نے دیار بکر و ربیعہ کی فتوحات کو فارس کے تخت اس لئے درج کیا ہے تاکہ ربط اور تسلسل قائم رہے۔ تو لیجئے آپ سب سے پہلے حضور ﷺ کا وہ خط ملاحظہ فرمائیں جو آپ ﷺ نے شاہ فارس کسریٰ پرویز کے نام ارسال کیا تھا۔

حضور ﷺ کا خط بنام کسریٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللهِ اِلٰی كِسْرٰی عَظِيْمِ فَارِس۔ سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى۔ أَدْعُوْكَ بِدَعَايَةِ اللهِ فَاِنِّیْ رَسُوْلُ اللهِ اِلَى النَّاسِ كَافَّةً لِاُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكَافِرِيْنَ۔ اَسْلِمْ تَسْلَمْ

یعنی میں تمام انسانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول ہوں۔ ایمان لے آؤ بچ جاؤ گے (ورنہ بچنا مشکل ہے)

حضرت عمر فاروقؓ کا خط بنام ابو عبیدہؓ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مِنْ عَبْدِ اللهِ عُمَرَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِلٰى عَامِرِ بْنِ الْجَرَّاحِ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ فَاِنِّیْ اَحْمَدُ اللهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَ اُصَلِّیْ عَلٰى نَبِيِّهٖ مُحَمَّدٍ ﷺ۔ اَمَّا بَعْدُ!

فَقَدْ اَجْهَدْتَ نَفْسَكَ فِیْ قَتْلِ الْكُفَّارِ وَ سَارَعْتَ اِلٰى رضاء الجبار و قدمت لك ماتجده يوم عرضك ولم نر منك يوماً اعراضاً عن اداء فرضك و قمت بسنة

نبیک وجاهدتَّ فی اللہ حق جهادہٖ تقبل اللہ مناومنک وغفرلناولک، فاذا
قرأت کتابی هذافاعقدعقدًالعِیاضِ بن غنم الاشعری وجهزمعه جیشًاالی ارض
ربیعۃ ودیاربکروانی ارجو من اللہ سبحانه وتعالیٰ ان یفتحهاعلی یدیه وانی اوصیه
بتقوی اللہ والجهادوالاجتهادفی طاعتہٖ لایلحقه التوانی فی الجهاد ویتبع سنن
المجاهدین المؤمنین وماامر به سیدالمرسلین ممانزل علیه رب العٰلمین۔

یاایهاالنبی جاهدالکفاروالمنافقین والسلام علیک وعلیٰ جمیع المرسلین
ورحمۃ اللہ وبرکاته،

یعنی امیر المومنین عمر بن الخطاب کی طرف سے یہ خط ابو عبیدہ عامر بن الجراح ؓ کے نام

السلام علیکم!

میں اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک لہ کی تعریف کرتا ہوں اور اس کے پیارے نبی پر درود بھیجتا ہوں، امابعد!

آپ نے کفار کے قتل کرنے میں بڑی مشقت اٹھائی ہے اور قادر جبار کو راضی کرنے میں بڑی سرگرمی دکھائی ہے آپ نے اپنے لئے نیک اعمال پہلے بھیج دیے ہیں جس کو آپ میدان محشر میں پالیں گے اور ہم نے کبھی کسی دن آپ کو اپنے فرائض میں سستی کرتے ہوئے نہیں دیکھا ہے آپ نے اپنے نبی کی سنت اور طریقے کو خوب قائم رکھا اور اللہ کی رضا کے لئے ایسا جہاد کیا جیسا کہ اس کا حق تھا اللہ تعالیٰ ہمارے اور آپ کے اس عمل کو قبول فرمائے اور ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے۔آپ جب اس خط کو پڑھ لیں گے تو فوراً عیاض بن غنم ؓ کے لئے جنگی جھنڈا باندھ لیں اور دیار بکر اور سرزمین ربیعہ کی طرف ان کو ان کے لشکروں کے ساتھ روانہ کردیں مجھے اللہ کی ذات سے امید ہے کہ یہ علاقے ان کے ہاتھوں فتح ہوجائیں گے، میں ان کو تقویٰ اور خوف خدا کی وصیت کرتا ہوں اور ان کو جہاد فی سبیل اللہ اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں محنت کی وصیت کرتا ہوں اور ان کو حکم دیتا ہوں کہ

جہاد میں سستی نہ ہونے پائے اور ان کو یہ بھی وصیت ہے کہ مجاہدین مومنین کے طریقوں کو اپنائیں اور اس حکم کی پیروی کریں جس حکم کے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کو پابند کر کے فرمایا کہ اے نبی! قتال کر کفار اور منافقین سے۔ والسلام علیکم ورحمۃ واللہ

یہ خط سرزمین فارس کی فتوحات کے لئے کلیدی حیثیت رکھتا ہے فارس کی فتوحات کے دروازوں کو سب سے پہلے خط کھٹکھٹاتا ہے عمر فاروق کے دوسرے خطوط کے چند جملے بھی ہدیہ ناظرین کرتا ہوں جس سے اندازہ ہو جائے گا کہ عمر فاروقؓ کو نبی کریم ﷺ کی پیشنگوئیوں کو عملی جامہ پہنانے کا کتنا شوق تھا ملاحظہ کیجئے۔

قال عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وَاللهِ لَا رْمِيَنَّ مُلُوْكَ الْعَجَمِ بِمُلُوْكِ الْعَرَبِ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی قسم! میں عربی شہزادوں کو عجمی شہزادوں پر دے ماروں گا۔

(البداية والنهاية ج۷، ص ۳۷)

وقال عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فاذالقيت عدوک ومنحک الله ادبارهم فاذاهزمتهم فلاتنزع عنهم حتى تقحم عليهم المدائن فانه خرابها انشاءالله۔

(البداية والنهاية ج۷ ص ۳۸)

ترجمہ: اے سعد! جب دشمن سے آمنا سامنا ہو جائے اور دشمن پیٹھ دکھائے تو ان سے پیچھے نہ ہٹنا بلکہ ان کا پیچھا کرتے کرتے مدائن تک گھس جاؤ اور یہ دارالخلافہ انشاء اللہ خراب ہونے والا ہے۔

اسی قسم کے پرجوش جملے اور پرعزم کلمات آپ کو حضرت قعقاع بن عمروؓ، ہاشم بن عتبہ، سعد بن ابی وقاصؓ اور کمانڈر زہرہؓ کے کلام میں ملیں گے۔

ایک قیمتی کلام حضرت معدیکربؓ کا بھی ملاحظہ فرمائیں۔

يَامَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ كُوْنُوْا اُسُوْدًا فَاِنَّمَا الْفَارِسِيُّ التَّيْسُ۔

ترجمہ: اے مہاجرین کی جماعت شیر بن جاؤ فارسی مجوسی تو بکریاں ہیں۔

(البداية والنهاية ج۷، ص ۳۶)

اسی دلیرانہ اور شوقیانہ جذبہ کو لئے ہوئے سرزمین فارس کے متعلق گلشن محمدی کے ایک بلبل نعمان بن منذرؓ اس طرح نغمہ سرا ہیں:

① وَاِنَّاالقَوْمُ فِیْ الْحُروبِ لُیُوْثُهَا — وَتَنفر مِنَّا عِنْدَ ذاک اُسُوْدُها
② نحامِی عنِ الدّین القویم نَصُوْنُهٗ — وَنُرْغِمُ آناف العِدَا وَنَذُوْرُهَا
③ لَنَاالفَخْرُفِیْ کُلِّ المَواطِنِ دائِمًا — بِاَحْمَدَنَاالهادی فذاک سَعِیْدهَا
④ مَلَکْنَابِلَادَالشَّامِ ثُمَّ مُلُوْکَهَا — اِلٰی اَنْ تَبَدّیٰ بالنَّکَالِ عَدِیْدُهَا
⑤ وَسَوْفَ نَقُوْدُالخَیْلَ جَرْدًاسَوَابِقًا — اِلیٰ شَهْرِیاضِ الْکَلْبِ ذَاکَ شَدِیْدُها
⑥ وَنملک داراثُمَّ جَمْلِیْنَ بَعْدَهَا — کَذَارأسَ عَیْنٍ وَالْجُیُوْشَ نَقُوْدُهَا
⑦ وَنَمْشِیْ اِلٰی حَرَّانَ ثم سُرُوْجِهِمْ — کَذاکَ الرَّهاللمسلمین نُعِیْدُهَا
⑧ وَاِنِّیْ اَنَاالنُّعْمَانُ ذَاکَ بن مُنْذِرٍ — اَبِیْدُلُیُوْثَ الْحَرْبِ ثُمَّ اُسُوْدَهَا

① ہم میدان کارزار کے ایسے شیر ہیں کہ بوقت جنگ دوسرے شیر ہم سے بھاگتے ہیں۔

② ہم اس سچے دین کی حمایت وحفاظت کرتے ہیں اور دشمن کو ناکوں چنے چبوا کر بھگاتے ہیں۔

③ ہمیں احمد مجتبیٰ ﷺ کی وجہ سے ہر جگہ فخر حاصل ہے اور وہی ہر جگہ کی سعادت ہے۔

④ ہم سرزمین شام اور اس کے بادشاہوں کے مالک ہوگئے، یہاں تک کہ سزاؤں سے ان کی جماعت تباہ ہوگئی۔

⑤ اور ہم عنقریب تیز رفتار عمدہ گھوڑے شہریاض کتے پر دوڑائیں گے جو تمام کتوں سے زیادہ سخت کتا ہے۔

⑥ ہم دارا، اس کے بعد جملین اور اسی طرح راس العین کے مالک بن جائیں گے اور لشکروں کو اسی طرح بڑھاتے رہیں گے۔

⑦ ہم حران اور پھر سروج میں داخل ہوں گے اسی طرح رھا کو دوبارہ مسلمانوں کی طرف لوٹائیں گے۔

⑧ اور میں وہی نعمان بن منذر ہوں میں لڑائی کے چھوٹے موٹے تمام شیروں کو ہلاک کر کے رکھ دوں گا۔

سبحان اللہ صحابہ کرامؓ کو جہاد فی سبیل اللہ کا کتنا شوق تھا اور دربار خلافت میں اس کی کتنی اہمیت تھی اور پھر ان مجاہدین کی کتنی بڑی ہمت تھی اور شریعت کی نظر میں ان کی کیسی عظمت تھی اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے جس نسخے نسخۂ جہاد کو تجویز کیا تھا صحابہ کرامؓ نے اس کو عملی میدان میں کس طرح آزمایا اور ان کے ہاں اس نسخہ کی کتنی بڑی قدر و قیمت تھی۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا خط بنام رستم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ خط خالد بن ولیدؓ کی طرف سے رستم فارس اور مہران اور فارس کے دوسرے جرنیلوں کے نام ہے، ہدایت قبول کرنے والوں کو سلام۔

امابعد! ہم تمہیں اسلام کی دعوت دیتے ہیں اگر تم نے انکار کیا تو پھر ذلیل ہو کر جزیہ ادا کرو کیونکہ میرے ساتھ ایسے لوگ ہیں جو جہاد فی سبیل اللہ میں موت کو اس طرح پسند کرتے ہیں جس طرح فارس کے لوگ شراب کو پسند کرتے ہیں۔ والسلام

(مشکوٰۃ ص ۳۴۲)

زبّا اور زلّو بیا کی فتح
جنگ کا پہلا مرحلہ

جیسا کہ پچھلے صفحات میں آپ نے پڑھ لیا کہ امیر المومنین عمر فاروقؓ نے ابوعبیدہؓ کے نام خط لکھا اور ان کو دیار بکر اور ربیعہ پر کارروائی کرنے کا فرمایا چنانچہ خط پہنچتے ہی حضرت ابوعبیدہؓ نے فرمایا: ''اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَةُ'' اور پھر حضرت عیاض بن غنمؓ کو بلایا اور سامان جنگ سے آپ کو آراستہ کیا اور ان کے لئے اپنے ہاتھ سے جنگی جھنڈا باندھ کر روانہ فرمایا آپ کے ماتحت آٹھ

ہزار افواج بھی روانہ ہوئیں جس میں ایک ہزار شان والے صحابہ تھے ان میں شیر اسلام خالد بن ولید، نعمان بن منذر، ضرار بن ازور، مقداد بن اسود اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم شامل تھے اور عبداللہ یوقنا بھی ان کے ساتھ تھے۔

مجاہدین اسلام کی یہ مقدس جماعت بالس کو فتح کر کے آگے بڑھی اور آس پاس کے علاقوں کو صاف کرتے ہوئے ان دو قلعوں تک پہنچی جن میں ایک کا نام زبّا تھا اور دوسرے کا نام قلعہ زلو بیا تھا ان علاقوں پر اس وقت شہر یاض بن فرون کی حکومت تھی ان کے پاس ایک لاکھ جنگجوؤں کی آزمودہ فوج تھی اور قریب کے دوسرے علاقوں کے والی بھی ان کے ماتحت تھے جن کے پاس تیس ہزار تیار اور بہادر فوج تھی گویا کہ ایک لاکھ تیس ہزار فوج سے آٹھ ہزار کا مقابلہ ہونے والا تھا۔

شہر یاض کے پاس ان علاقوں کے لوگ راُس العین میں ملاقات کر کے کہنے لگے: اے بادشاہ! آپ کو معلوم ہوگا کہ محمد ﷺ کے ساتھی اِدھر اُدھر کے علاقوں کو فتح کر کے ہماری طرف بڑھ رہے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ یہاں داخل ہو کر ہمیں اپنے دین میں داخل کر دیں یا ہم سے ہمارے علاقوں کو چھین لیں اب آپ پر لازم ہے کہ شہر سے باہر مورچہ بندی کر لیں اور اپنی پوری قوت سے ان کا مقابلہ کریں بس یا ہم غالب یا وہ غالب، بادشاہ نے کہا یہ تو بہت اچھی تجویز ہے لیکن تم لوگ بزدل ہو پھر بھاگ جاؤ گے۔ انہوں نے ہر قسم کے وعدے اور اعتماد کی یقین دہانی کرادی تب بادشاہ نے خزانوں کے دہانے کھول دیئے ہر قسم کے اسلحہ ساز و سامان اور افراد کا اہتمام و انتظام کیا، حفاظتی خندقوں کو مزید گہرا کیا اور اردگرد کے لوگوں سے مدد کی اپیل کی اور اسلامی لشکر کے انتظار میں بیٹھ گئے۔

ادھر حضرت عیاض بن غنمؓ ان دو قلعوں پر کارروائی کرنے سے پہلے دو ساتھیوں کو احوال معلوم کرنے کے لئے بھیجنا چاہا تو یوقنا نے فرمایا: اے امیر! ان قلعوں کے احوال سے میں زیادہ واقف ہوں، ان میں ایک قلعہ مشرقی جانب ہے اور دوسرا مغربی طرف واقع ہے، مغربی جانب کا قلعہ جس کے ہاتھ میں آگیا تو دوسرا خود بخود فتح ہو جائے گا ان قلعوں پر حکمران میرا چچازاد

بھائی اور داماد اشفکیاص ہیں، اگر آپ مجھے بھیج دیں تو میں بہتر کارروائی کر سکتا ہوں۔ حضرت عیاضؓ نے فرمایا بسم اللہ کیجئے آپ ہی مناسب ہیں، جب آپ تین دن وہاں قیام کریں گے تو اس کے بعد میں لشکر روانہ کر دوں گا اور فتح کے بعد آپ سب میرے پاس واپس آجاؤ۔

چنانچہ حضرت یوقنا نے اپنے خاص جوانوں میں سے ایک سو آدمیوں کو ساتھ لیا اور زائد سامان لے جانے سے منع کیا، ہلکا اسلحہ اور ایک گھوڑا ساتھ لے کر اسلام کے یہ شیدائی ان قلعوں کی طرف چل پڑے جو نہایت محفوظ قلعے تھے، رات بھر سفر جاری تھا ادھر صبح کی روشنی ہوئی اور ادھر ارمنی لشکر نظر آیا جو انتہائی مستعدی کے ساتھ تیار کھڑا تھا۔ یوقنا نے رومی زبان میں ان سے بات کی تو وہ لوگ کچھ مانوس ہو گئے اور پھر پوچھا کہ تم لوگ کون ہو؟ ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہمارے ساتھ یہ عظیم جرنیل قلعہ حلب کا والی یوقنا ہے ہم کو عربوں نے شکست دی ہے ہم وہاں سے بھاگ کر یہاں اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ کم از کم اس جگہ والی اشفکیاص کی مدد تو کر سکیں، اشفکیاص یوقنا کا چچازاد بھائی ہونے کے ساتھ ساتھ آپؒ کا داماد بھی تھا، رومی فوجیوں نے دوڑ کر اشفکیاص کو خوشخبری سنادی کہ حلب کا والی مدد کے لئے آگیا ہے۔

اشفکیاص نے دیر تک سر جھکائے رکھا پھر کہا یہ شخص کوئی مکر لے کر آیا ہے اور طرابلس کی طرح یہاں بھی کوئی حیلہ کر رہا ہے مجھے تو اس شخص پر بالکل اطمینان نہیں ہے، جناب وزیر صاحب آپ کا کیا خیال ہے؟ وزیر نے کہا بادشاہ سلامت! یوقنا بہت بڑے مرتبے کا آدمی ہے اس نے عربوں کا دین اپنا کر پھر اس لئے چھوڑا ہوگا کہ اس کو اس دین میں کوئی نقص نظر آیا ہوگا تب ان سے بھاگا ہے اب آپ دیکھ لیں اگر یہ لوگ سامان کے ساتھ آئے ہیں تو دھوکہ ہے لیکن اگر یہ لوگ خالی ہاتھ آئے ہیں تو سمجھ لو کہ آپ کی مدد کے لئے آئے ہیں۔

حضرت یوقنا رحمۃ اللہ علیہ کی تدبیر اور قلعہ میں داخل ہونا

جنگ کا دوسرا مرحلہ

یہ گفتگو سن کر اشفکیاص استقبال کے لئے باہر نکل آیا اور روز یر قلعہ کے اندر رہ گیا یہ وزیر خفیہ طور پر ایک صحابی کے ساتھ مباحثہ کے دوران مسلمان ہو چکا تھا اس کا نام شوجوان تھا وزیر اور بادشاہ کی گفتگو یوقنا کی بیٹی نے سن لی تھی وہ والد کی ملاقات کے لئے بے تاب تھی لیکن وزیر شوجوان نے ان سے کہا یہ تیرا شوہر اشفکیاص تیرے باپ سے مطمئن نہیں ہے اور مجھے خطرہ ہے کہ یہ اس کو قتل کر دے گا میں تو مسلمان ہوا ہوں اور تیرا باپ بھی اسلام قبول کر چکا ہے اب تجھے بھی اسلام قبول کرنا چاہئے یوقنا کی بیٹی نے کہا کہ میں بھی اسلام قبول کرتی ہوں۔

ادھر یوقنا اور بادشاہ کی ملاقات ہوگئی۔ آپس میں گلہ شکوہ کا کچھ دور چل پڑا اور پھر دونوں قلعہ میں آگئے، اشفکیاص تاک میں تھا کہ یوقنا کو گرفتار کرلے۔

اشفکیاص: ذرا بتاؤ آپ نے ان عربوں کو کیسے پایا، ان کا دین کیسا ہے اور ان کے معاملات کیسے ہیں؟

یوقنا: دعوے تو بہت بڑے ہیں لیکن میں نے جب معائنہ کیا تو بدظن ہو گیا اور اسی وجہ سے بھاگ کر آیا ہوں، میں جانتا ہوں کہ مسیحؑ مجھ سے ناراض ہے، اب میں توبہ کرنے اور پاک ہونے کی فکر میں ہوں یہ کہہ کر خوب رویا۔

اشفکیاص: اگر آپ واقعی پشیمان ہیں تو فلاں گاؤں میں مشہور پادری ہیں ان کے ہاں جائیں اور توبہ کریں۔

بیٹی: رو کر کہنے لگی نہیں ابا جان! میں آپ کو نہیں جانے دوں گی اب تو کچھ دیدار کرا لوں، عرصہ سے ملاقات نہیں ہوئی۔

اشفکیاص: آپ ہمارے ہاں رات گزاریں کھانا کھالیں صبح اپنی بیٹی کے قلعہ میں چلے جائیں۔

یوقنا: میں جہاں ہوں بس آپ کے ہاں ہوں لیکن اب بیٹی اصرار کر رہی ہے میں کل واپس

آجاؤں گا۔

یہ کہہ کر یوقنا اپنی بیٹی کے ہاں چلا گیا اور خنزیر اور شراب سے بچ گیا وہاں اپنی بیٹی سے اسلام کے بارے میں معلوم کیا تو اس نے بتایا کہ میں مسلمان ہو چکی ہوں اور اشھدان لا الہ الا اللہ واشھدان محمداً رسول اللہ پڑھا، پھر یوقنا نے کہا بیٹی اس ملعون کافر کا کیا ارادہ ہے۔ اس نے کہا یہ آپ کو بغیر گرفتار کرنے کے کبھی نہیں چھوڑے گا، اس پر یوقنا نے کہا پھر آپ کھانا پکاؤ اور پھر جا کر ان کو کھانے کی دعوت دو جب وہ کھانا شروع کر دے گا تو میں اپنے ساتھیوں کو اشارہ کر دوں گا وہ اس کا کام تمام کر دیں گے۔

یوقنا کی بیٹی اور اشفکیاص کی بیوی نے اس کو بلایا، وزیر نے بھی اصرار کیا کہ آپ شک نہ کریں یوقنا ہمارا اپنا آدمی ہے، اشفکیاص اور اس کے خواص زمین دوز راستے سے جب قلعہ زلوبیا میں آگئے تو یوقنا اٹھے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر شیر ببر کی طرح اپنے شکار سے معانقہ کر کے اسے دبوچا اور اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا، اسلام کے ان شیدائیوں نے فوراً ان سب کا کام تمام کر دیا، بادشاہ اور اس کے خواص اپنے ہی قلعے میں تڑپ تڑپ کر جان دے رہے تھے اس طرح کفر کے بڑے بڑے سرغنے قتل ہوئے اور راقم نے پھر کہا:

مِنْ عَهْدِ عَادٍ كَانَ مَعْرُوفاً لَنَا　　　　أَسْرُ الْمُلُوكِ وَقَتْلُهَا وَقِتَالُهَا

اس قلعہ سے اسلام کے یہ سپاہی فوراً زمین دوز راستے سے دوسرے قلعے زبّا پہنچ گئے اور وہاں کے لوگوں کو قابو میں کر لیا، پھر ان پر اسلام پیش کیا گیا کچھ مسلمان ہو گئے اور کچھ ذمی رہے، اتنے میں مقررہ مدت کے بعد صحابہ کرامؓ کا لشکر آیا اور ان قلعوں میں داخل ہوا، زمین نعرہ تکبیر سے گونج اٹھی اور اللہ کی زمین پر اللہ کا پاک نام بلند ہوا سچ ہے۔

خَلَقَ اللّٰهُ لِلْحُرُوبِ رِجَالاً　　　　وَرِجَالاً لِقَصْعَةٍ وَّثَرِيدٍ

قلعہ قرقیسیاء کی فتح ۲۲ھ

جنگ کا پہلا مرحلہ

عبداللہ یوقنا نے قلعہ زبا اور زلوبیا پر کچھ دنوں تک صحابہ کرامؓ سے مصنوعی لڑائی لڑی تا کہ اگلے مرحلے کے لئے تیار ہو جائیں چنانچہ نورا کشتی کے طور پر ایک دوسرے کی طرف تیراندازی ہوتی رہی اور پھر یوقنا شکست کی صورت بنا کر وہاں سے اپنا ساز و سامان اور اپنے ساتھی اور اپنی بیٹی کو لے کر قلعہ قرقیسیا کی طرف بھاگ نکلا اور ان دونوں قلعوں کو صحابہ کرامؓ کے قبضے میں چھوڑ گیا۔

عبداللہؓ مسلسل سفر کرتے ہوئے شام کے وقت ایک بھگوڑے کی طرح خستہ حال اور بے یارومددگار کی صورت میں شہریاض کے پاس پہنچ گیا اور اپنے بھاگنے اور دونوں قلعوں کی فتح ہونے کی پوری داستان شہریاض کو سنادی اور پناہ کی درخواست کی، شہریاض کو یقین ہو گیا کہ اب یہ ملک بچ نہیں سکتا ہے اور وہ اسلامی لشکر سے انتہائی مرعوب ہو گیا تو یوقنا نے ان کو تسلی دی اور کہا کہ میں موجود ہوں یہاں کا یہ علاقہ نہایت محفوظ ہے آپ اطمینان رکھیں کوئی خطرہ نہیں، شہریاض نے پھر قریب کے ایک اور والی سے مدد طلب کی چنانچہ انہوں نے ایک اور جرنیل کی سرکردگی میں چار ہزار ارمنی لشکر روانہ کیا یہ لوگ قرقیسیاء پہنچ گئے پورے علاقے کی ناکہ بندی کی خندقیں کھدوائیں اور مکمل حفاظت اور تیاری کر کے لشکر اسلام کے آنے کا انتظار کرنے لگے۔

ادھر حضرت عیاض بن غنمؓ کو معلوم ہوا کہ دونوں قلعے فتح ہو گئے ہیں تو آپؓ نے عبداللہ غسانؓ اور سہل بن عدیؓ کو خط لکھا کہ ان دونوں قلعوں کی حفاظت پر آدمیوں کو مامور کر دو ایک قلعہ یوقنا کی بیٹی کو دے دو اور تم فوراً قرقیسیاءؒ کی طرف کارروائی کے لئے جاؤ۔ والسلام۔

ان دونوں قلعوں پر سو سو آدمیوں کو بطور حفاظت بٹھا دیا اور خود قرقیسیاء کی طرف اپنے ساتھیوں کو لے کر روانہ ہوئے۔ راستے میں دریائے فرات عبور کرنا پڑا، دریا سے اس کنارے پر دشمن موجود تھا، اسلامی لشکر نے وہاں پر اپنا معسکر بنا لیا اور آس پاس کے گاؤں والوں سے فائر بندی کا معاہدہ ہوا اور لکڑی اور گھاس حاصل کرنے میں اسلامی لشکر خود کفیل ہوا۔

حالت قید میں چھبیس صحابہ کی شہادت

جنگ کا دوسرا مرحلہ

حضرت عبداللہ بن غسانؓ نے لکڑی اور گھاس لانے کے لئے سو آدمیوں کی ایک جماعت ترتیب دے دی اور سہل بن اسافؓ کو ان پر امیر مقرر کر کے قریب کے دیہاتوں کی طرف روانہ کیا۔ یہ حضرات جب سمسانیہ کے علاقے میں گئے تو یہاں لڑائی کی صورت پیش آئی، ان حضرات نے اس علاقہ پر حملہ کر کے سب مال ومتاع لے لیا۔ اتنے میں نوفل بن مازن اپنے پانچ سو شہسواروں کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ آور ہوا، فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی صحابہ کرامؓ جان توڑ کر لڑے لیکن ان کے تیس (۳۰) آدمی شہید ہو گئے، ستائیس (۲۷) آدمی گرفتار ہوئے اوسنتالیس (۴۷) آدمی شکست کھا کر واپس معسکر آ گئے اور سارا قصہ سنا دیا۔ قیدیوں میں مجاہدین کے امیر سہل بن اسافؓ بھی تھے۔

صاحب فتوح العجم فرماتے ہیں کہ جب کفر کے سرغنے نوفل بن مازن نے صحابہ کرامؓ کو قید کر لیا تو ان کو رسیوں میں ایک ساتھ باندھ لیا اور پیدل روانہ کر دیا اور مرج الطیر میں شہر یاض کے سامنے لا کھڑا کیا، شہر یاض ملعون نے صحابہ کرامؓ سے کچھ گفتگو کی اور اس کے بعد سب کو قتل کرنے کا حکم دے دیا، چنانچہ بادشاہ کے سامنے حالت قید میں اسلام کے ان جانبازوں کی گردنیں اڑا دی گئیں۔ حضرت سہل بن اسافؓ چونکہ انتہائی خوبصورت اور عنفوان شباب میں تھے تو بعض جرنیلوں نے ان کی جان بخشی کی سفارش کی، یہ جرنیل اس صحابی کو لے کر کفر تو ثا مقام میں واپس آ گیا اس کی بیٹی نے پوچھا ابا جان یہ کون ہے، باپ نے کہا کہ بیٹی مسیح نے اس جوان کی محبت میرے دل میں ڈال دی میں نے سفارش کی بادشاہ نے اس کو میرے حوالہ کیا ہے اب اس کو فلاں باغ میں رکھو یہ ہمارا قیدی ہے۔ ایک دن اس لڑکی نے دیکھا کہ یہ صحابی قرآن پڑھ رہا ہے: ’’ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ز ‘‘

لڑکی نے پوچھا کہ محمد ﷺ تو تمہارا نبی ہے لیکن یہ "معه" کون ہے؟ صحابی نے جواب دیا کہ یہ آپ ﷺ کا ساتھی ابوبکر صدیق ہیں اور "اشداء علی الکفار" یہ وہی ہیں جنھوں نے ہمیں یہاں بھیجا ہے جن کا نام عمر بن الخطابؓ ہے اور "رحماء بینهم" آپ ﷺ کے داماد عثمان بن عفانؓ ہیں اور "رُكَّعًا سُجَّدًا" آپ ﷺ کے چچازاد بھائی حضرت علیؓ ہیں۔ لڑکی نے کہا کہ یہ کیسا پیارا کلام ہے بس اب میں مسلمان ہوتی ہوں، چنانچہ وہ مسلمان ہوگئی اور کہنے لگی میری بات کسی کو نہ بتائیں میں آپ کو اسلامی لشکر تک واپس پہنچانے کی کوشش کروں گی۔

دونوں طرف سے عجیب جنگی حیلے

جنگ کا تیسرا مرحلہ

صاحب فتوح العجم فرماتے ہیں کہ رات کے وقت اس نیک بخت عورت نے اپنی سہیلیوں کو جمع کیا اور پھر اپنے باپ کے اموال سے ایک ہزار دینار لے کر اپنے باپ کے ہاں گئی تو دیکھا کہ باپ سو گیا ہے وہاں سے آکر نکلنے کا خاص دروازہ کھولا اور پھر صحابی رسول ﷺ کی رسیاں کھول کر فرمایا اٹھیئے یہ اسلحہ اور زرہ لیجئے اور اس دروازہ سے بسم اللہ پڑھ کر نکل جائیے۔ یہ دونوں عمدہ گھوڑوں پر سوار ہو کر کفر توثا سے قریباً چھ میل تک گئے کہ سامنے سے بیس شہسوار نمودار ہوئے عمدہ سبز لباس میں ملبوس انسانوں کو جب سہل بن اسافؓ نے غور سے دیکھا تو وہ ان کے ہی شہداء ساتھی تھے۔ حضرت سہلؓ نے پوچھا کہ آپ لوگ تو شہید ہو گئے تھے پھر یہاں کیسے موجود ہو؟ وہ فرمانے لگے کہ تجھے تو معلوم ہے کہ شہداء زندہ ہوتے ہیں آج ۱۵ شعبان کی رات ہے اللہ تعالیٰ نے شہداء کی ارواح کو نبی کریم ﷺ کی قبر کی زیارت کے لئے (اجسام مثالیہ) کے ساتھ بھیجا ہے۔ سہلؓ نے فرمایا کہ آپ ہمارے ساتھی ہو میں آپ کے ساتھ جاؤں گا انہوں نے فرمایا کہ آپ ابھی نہیں جا سکتے ہیں البتہ اس لڑکی کے لئے اللہ تعالیٰ نے عظیم الشان محلات تیار کئے ہیں لڑکی نے جب یہ سنا تو ایک زوردار چیخ ماری اور وہیں پر مر گئی۔

سہلؓ فرماتے ہیں کہ میں اتر گیا اور اس کو دفنا دیا اور شہداء غائب ہو گئے اور میں اپنے

ساتھیوں کے پاس معسکر واپس آ گیا اور حملہ کی تیاری شروع کر دی۔

ادھر عیاض بن غنمؓ اس شش و پنج میں مبتلا تھے کہ شہریاض پر پہلے حملہ کیا جائے یا حران اور رہا قلعوں پر کارروائی کی جائے۔ حضرت خالدؓ نے ان سے فرمایا کہ شہریاض معرکے میں ہے ان کو چھوڑ کر دوسری طرف کارروائی نہیں ہونی چاہئے۔ یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ اتنے میں حضرت خالدؓ کے جاسوس آ گئے اور کہنے لگے کہ شہریاض نے آس پاس کے علاقوں اور ریاستوں سے مکمل لشکر جمع کر لیا ہے بڑے بڑے والی جرنیل اکھٹے ہو گئے ہیں اور دو لاکھ کی فوج تیار کھڑی ہے اور سب نے عہد کیا ہے کہ اپنے بیوی بچوں سمیت میدان میں اتریں گے اور عرب کو مزہ چکھائیں گے۔ ادھر دریائے فرات کے پرلے کنارے پر ارمنی افواج بھی پہنچ چکی ہیں۔ حضرت عیاض نے جب یہ سنا تو آپؓ نے شہریاض سے لڑنے کا ارادہ کر لیا۔

ادھر شہریاض کا قصہ یوں ہوا کہ اس نے تمام جرنیلوں کو مشورہ کے لئے اکھٹا کیا اور کہا کہ تاریخ گواہ ہے کہ جنگوں میں تدبیروں اور حیلے سے کام لیا گیا ہے، اب میں ان مسلمانوں کے خلاف ایسا حیلہ اور ایسی تدبیر اختیار کرتا ہوں جس سے یہ لوگ شکست کھا جائیں گے اور وہ حیلہ اس طرح ہوگا کہ کل جب ہم میدان میں نکل جائیں گے تو صفوں میں کھڑے ہونے کے بعد میں آگے نکل کر مسلمانوں کی طرف بھاگ جاؤں گا پیچھے سے تم لوگ آ کر مجھے پکڑ لو اور گھوڑے سے اتار کر میرے قتل کا ارادہ کر لو میں چیخ چیخ کر کہوں گا کہ مجھے معاف کر دو میں تمہاری آزمائش کرنا چاہتا تھا پھر تم مجھے چھوڑ دو اور عزت و اکرام شروع کر دو اس کے بعد جب لڑائی شروع ہو جائے گی تو میں پھر مسلمانوں کی طرف بھاگ جاؤں گا اور ان کو کہہ دوں گا کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں اور میں اس شہر کو تمہارے حوالہ کرنا چاہتا تھا لیکن میری قوم بگڑ گئی اور مجھے مارنا چاہا اب میں بھاگ آیا ہوں مجھے پناہ دے دو، وہ لوگ مجھے اپنے ساتھ رکھ دیں گے تو میں رات کے وقت ان کے امیر کو قتل کر دوں گا اور واپس آ جاؤں گا جب ان کا امیر مارا جائے گا تو وہ لوگ سب تتر بتر ہو جائیں گے۔

شہر یاض کے ارمنی وزیر نے ان سے کہا کہ آپ اس طرح پر خطر کام میں اپنے آپ کو کیسے ڈال رہے ہو اور اس طرح کرنے سے ہم کہاں تک آپ کی حفاظت پر اطمینان کر سکتے ہیں؟ عرب لوگ آپ کو مار دیں گے۔ ادھر عبداللہ یوقنا کھڑے ہوئے اور کہنے لگے وزیر کی بات بالکل درست ہے آپ اس طرح ہرگز نہ کریں بلکہ اس سے ایک آسان حیلہ میں آپ کو بتاتا ہوں آپ وہ آزمالیں، شہر یاض اور اس کے وزیر نے پوچھا کہ وہ حیلہ کیا ہے ذرا آپ بتائیں، عبداللہ یوقنا رحمۃ اللہ علیہ جو پہلے سے مسلمانوں کی طرف سے حیلہ سازی ہی کے لئے شہر یاض کے پاس گئے تھے فرمانے لگے وہ حیلہ اس طرح ہوگا کہ جب کل ہم میدان جنگ میں نکل جائیں گے تو خوب جان توڑ کر لڑائی میں حصہ لے لیں گے اور پھر یکدم بھاگ جائیں گے اور اپنے شہر میں آ کر قلعہ بند ہو جائیں گے اور فصیل پر چڑھ کر بیٹھ جائیں گے عرب لوگ ہمارا پیچھا کر کے قلعہ کے قریب آ جائیں گے اور لڑیں گے لیکن ہم بالکل نہیں لڑیں گے جب وہ بالکل قریب ہو جائیں گے تو ہم ان کو خوشامد کا ایک خط لکھیں گے اور صلح کا پیغام دے دیں گے اور ان سے کہیں گے کہ اپنے قابل اعتماد دس سرداروں کو ہماری طرف بھیج دو تاکہ صلح کی بات مل بیٹھ کر مکمل کریں اس طرح جب وہ اس کام کے لوگوں کو ہماری طرف بھیج دیں گے تو ہم ان کو گرفتار کر دیں گے اور پھر ان کو کہیں گے کہ واپس جاؤ مفتوحہ علاقوں کو چھوڑ دو ورنہ ان قیدیوں کو قتل کر دیں گے۔ اس انداز سے وہ لوگ واپس چلے جائیں گے اور ہم سے آئندہ کے لئے اپنے آدمیوں کے بدلے صلح کر دیں گے۔ اس منصوبہ سے یوقنا دو مطلب حاصل کرنا چاہتے تھے: ① کہ کفار کا مجھ پر اعتماد آ جائے شک نہ کریں ② کہ دس مسلمان جرنیل قلعہ کے اندر تک پہنچ جائیں پھر ہم اندر سے کارروائی کر لیں گے۔

ارمنی وزیر نے کہا کہ اگر وہ لوگ عام قسم کے افراد کو بھیج دیں اور ان کی قید کی پرواہ ہی نہ کریں؟ یوقنا نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ ان میں کام کے لوگ کون کون ہیں اور پھر اس نے مشہور کمانڈر صحابہ کرام ان کو لکھوائے، ارمنی وزیر نے کہا اگر وہ لوگ ہم سے بدلہ میں کچھ جرنیل بطور

گروی مانگ لیں تو پھر کیا کرو گے؟ یوقنا نے کہا تم کیسے کمزور خیالات کے لوگ ہو! اگر عربوں نے ایسا مطالبہ کر بھی دیا تو ہم بے کار قسم کے لوگوں کو ان کے جرنیلوں کے عوض گروی رکھ دیں گے، یہ سن کر شہر یاض نے کہا مسیحؑ کی قسم! میں ایسا ہی کروں گا جیسا یوقنا نے کہا ہے، چنانچہ دونوں طرف سے حیلوں کے ساتھ ساتھ گھمسان کی لڑائی کی تیاری شروع ہو گئی۔

ارمنی وزیر کا قتل اور قرقیسیا کی فتح

جنگ کا چوتھا مرحلہ

شہر یاض نے اپنے جرنیلوں اور ارکان دولت کو حکم دیا کہ مکمل اسلحہ اور پوری طاقت سے ان عربوں کو کچل دو۔ ادھر سے گلشن محمدی کے پہلوانوں نے میدان کارزار کا رخ لیا ان کے امیر حضرت عبداللہ بن غسانؓ نے ان کی صف بندی کی اور پھر جوش جہاد پر وعظ کیا آخر میں اس طرح دعا مانگی: "**اَللّٰهُمَّ انْصُرْنَا عَلَيْهِمْ كَنَصْرِ نَبِيِّكَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ**" بارالٰہا! ان کفار پر ہماری مدد فرما جس طرح تو نے خندق کی جنگ میں اپنے نبی ﷺ کی مدد کی تھی۔

اس کے بعد امیر الجیش نے فرمایا: لو بھائیو! میں کفار کے بادشاہ پر حملہ کرتا ہوں اگر وہ مارا گیا تو باقی کچھ نہیں آپ میرے ساتھ آگے بڑھیں لشکر اسلام کے جیالوں نے لبیک کہا اور اس پر شکریہ ادا کیا کہ آپ نے ہماری محبوب ترین چیز کی طرف دعوت دی ہے جو جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ یہ کہہ کر سب نے مل کر قرقیسیا کی فوجوں پر حملہ کر دیا ہولناک معرکہ قائم ہوا، جنگ کے شعلے بھڑک اٹھے تلواریں خون کفار سے سیراب ہونے لگیں اور نیزے خوفناک مناظر پیش کرنے لگے اور حق یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ نے جہاد کا حق ادا کر دیا۔ حضرت مالک نخعیؓ نے ارمنی وزیر پر نیزہ کا ایسا وار کیا کہ نیزہ آر پار نکل گیا اور وہ ڈھیر ہو گیا۔ شیر اسلام نعمان بن منذرؓ نے شہر یاض پر زبردست حملہ کیا، آپؓ کا خیال تھا کہ یہ خود شہر یاض نہیں ہے بلکہ کوئی اور والی ہے، حملہ کے وقت حضرت نعمانؓ نے رجز کے چند اشعار پڑھے۔ (اس کو بندہ نے فتوحات فارس کے عنوان کے تحت بمعہ ترجمہ درج کیا ہے وہاں دیکھ لیں مزید ارقصیدہ ہے) (مؤلف)

شہریاض کو حضرت نعمانؓ نے ایک بھرپور نیزہ رسید کیا جس سے وہ گر پڑا اس کی فوج نے جب دیکھا کہ بادشاہ زخمی ہوگیا ہے اور وزیر ارمنی چل بسا ہے تو وہ پسپا ہوگئی اور جا کر قلعہ بند ہوگئی اور راقم ایک بار پھر کہا:

مِنْ عَهْدِ عَادٍ كَانَ مَعْرُوْفاً لَنَا   أَسْرُ الْمُلُوْكِ وَ قَتْلُهَا وَ قِتَالُهَا

یعنی بادشاہوں سے لڑنا انہیں قید وقتل کرنا زمانہ قدیم سے ہمارے جانے پہچانے کارنامے ہیں۔

اب عمومی قیادت شہریاض کی بیوی ارمانوسہ کے ہاتھ میں آئی جس کا تذکرہ فتوح مصر میں بھی آگیا ہے۔ ملکہ ارمانوسہ نے حضرت یوقنا سے کہا کہ بس اس شہر اور ملک کے آپ والی ہو ہم سب کی نظریں آپ پر ہیں آپ کوئی تدبیر وحیلہ چلائیں ہم سب آپ کے ساتھ ہیں۔ یوقنا نے فرمایا کہ میں ہر خدمت کے لئے حاضر ہوں اور پھر اس نے لوگوں کو قلعہ کی فصیل پر بٹھا دیا۔

ادھر مسلمانوں نے قلعہ کے اردگرد گھیرا تنگ کر دیا اور ہر طرف سے پتھر اور تیر برسانے شروع کر دیئے۔ حضرت منذر بن عاصمؓ فلاخن سے پتھر مارنے کے اس طرح ماہر تھے کہ حجاز ویمن میں ان کا ثانی نہ تھا، کوئی پتھر اس کا نشانے سے خطا نہ جاتا تھا روزانہ دو دو آدمیوں کو فصیل پر مار کر گراتا تھا اور بڑے بلند برج سے بھی اسکا پتھر اوپر جاتا تھا۔ اس لئے عرب نے اس برج کا نام ہی برج المنذر رکھ دیا۔

اب ارمانوسہ نے یوقنا سے کہا کہ وہ آپ کا حیلہ کدھر ہوا جو آپ نے بتایا تھا کہ حیلہ وتدبیر چلاؤں گا؟ یوقنا نے فرمایا کہ اب اس کا وقت آگیا ہے اور وہ خود فصیل پر چڑھ کر مسلمانوں سے اس طرح مخاطب ہوئے:

''اے عربو! تم جب تک قلعہ رأس العین کو فتح نہیں کرو گے ہم تم کو ہرگز یہ شہر حوالہ نہیں کریں گے اب بہتر یہ ہے کہ مال لے لو اور ہم سے صلح کرلو''۔

مسلمانوں کے امیر عبداللہ غسانؓ نے جب یہ سنا تو جان لیا کہ یوقنا کوئی تدبیر بنا رہا ہے تو مسلمانوں نے بھی جواب دیا کہ اے غدار! تم پہلے مسلمان ہوگئے تھے اور اب ہم سے بھاگ

کر پھر کفر میں چلے گئے اور ہمارے خلاف حیلہ سازی کرتے ہو ہم بزور شمشیر اس شہر کو قبضہ کریں گے اور تم کو عبرت ناک سزا دیں گے۔

یوقنا نے کہا کہ بھائی جو کچھ ہو گیا اس کو مت چھیڑو اس قلعہ کو تم فتح نہیں کر سکتے ہو البتہ تم اپنے دس آدمیوں کو ہماری طرف بھیج دو تا کہ ہم صلح نامہ لکھ دیں اور جب تم نے رأس العین کو فتح کر لیا پھر یہ قلعہ بھی لے لینا۔

عبداللہ بن غسانؓ نے فرمایا کہ تم کون ہو؟ یوقنا نے دس مشہور کمانڈروں کا نام لیا اور کہا کہ ان کو بھیج دو صلح ہو جائے گی ورنہ نہیں۔ امیر المجاہدین نے ان دس شیروں کو قلعہ کی طرف روانہ کر دیا لیکن یہ شرط رکھی کہ تم لوگ بھی اپنے دس آدمیوں کو ہمارے ہاتھ میں رکھ دو تا کہ ہم کو اطمینان ہو جائے۔ یوقنا نے ملکہ ارمانوسہ سے کہا کہ وہ لوگ گروی مانگتے ہیں ملکہ نے کہا گرے پڑے لوگ بھیج دو۔ یوقنا نے کہا اے ملکہ اس بات کو یاد رکھو کہ مجھ پر آپ کے وطن کے لوگ اعتماد نہیں کرتے ہیں کیونکہ وہ مجھے مسافر سمجھتے ہیں اور آپ پر بھی اعتماد نہیں کرتے ہیں کیونکہ وہ آپ کو بحیثیت عورت کمزور خیال کرتے ہیں لہٰذا اس صلح کو مقبول بنانے کے لئے ضروری ہے کہ اس شہر کے بڑے بڑے رئیس بھیج دیئے جائیں۔ ملکہ ارمانوسہ نے کہا ٹھیک ہے۔

یوقنا کا اس سے مقصود یہ تھا کہ جب شہر میں صحابہؓ داخل ہو جائے گے تو یہ رئیس باہر ہوں گے مقابلہ آسان ہو جائے گا، چنانچہ شہر کے دس بڑے بڑے رئیس صحابہ کرامؓ کی طرف گروی روانہ کر دیئے گئے، اُدھر سے اسلام کے دس جانثار قلعہ قرقیسیا میں داخل ہو گئے، عبداللہ یوقنا نے ان کو بڑے برج پر بٹھا دیا اور مکمل منصوبہ سے آگاہ کیا کہ رات کے وقت کارروائی ہو گی، چنانچہ یوقنا نے اپنے دو سو آدمیوں کو بھی اندر داخل کیا اور رات کے وقت ان اسلام کے نامور شہبازوں نے قرقیسیا والوں پر تیز دھار تلواریں رکھ دیں نعرہ تکبیر سے پورا شہر گونج اٹھا، قرقیسیا والوں کو اس وقت پتہ چلا جب شہر پر مسلمانوں کا قبضہ ہو چکا تھا، برج اعظم، برج المندر پر کچھ لوگ دوڑے لیکن وہاں دس مسلم جرنیل شیروں کی طرح دھاڑ رہے تھے باہر اور اندر دونوں طرف سے

کامیاب کارروائی ہوئی۔ ملکہ ارمانوسہ کو پتہ چلا تو اس نے کہا بس یوقنا کی تدبیروں کا کام ہے اور اس نے ہم سے اس طرح شہر چھین لیا، بڑے رئیس باہر صحابہؓ کے پاس تھے جب اندر کارروائی مکمل ہوئی تو لوگوں نے امن امن کے نعرے بلند کئے۔

عبداللہ بن غسانؓ نے نہایت احسان کے ساتھ ان لوگوں کو پناہ دی، ملکہ ارمانوسہ کو امان دیا گیا، گروی میں دس رئیس رہا کر دیئے گئے، شہر پر اسلام کا پرچم لہرانے لگا۔ بڑے گرجے کی جگہ بڑی مسجد قائم ہوئی اللہ کا کلمہ بلند ہوا اور کفر کا کلمہ سرنگوں ہوا اور راقم الحروف نے کہا:

خَلَقَ اللّٰہُ لِلْحُرُوْبِ رِجَالاً وَرِجَالاً لِقَصْعَةٍ وَّثَرِیْدٍ

یعنی اللہ تعالیٰ نے بعض لوگوں کو جہاد کے لئے پیدا کیا ہے اور بعض کو ثرید اور قورمے کھانے کے لئے۔

قلعہ مَارِدِیْن کی فتح

جنگ کا پہلا مرحلہ

صاحب فتوح العجم لکھتے ہیں کہ امیر الجیش حضرت عبداللہ بن غسانؓ جب فتح قرقیسیا سے فارغ ہوئے تو آپ نے آس پاس کے دوسرے قلعوں کا رخ کیا چنانچہ قلعہ ماکسین، قلعہ شمسانیہ وغیرہ کے لوگوں نے آپ سے صلح کی درخواست کی اور جزیہ قبول کر کے واپس چلے گئے، اب مسلمانوں کی توجہات کا مرکز اور جنگی مہمات کا ہدف قلعہ ماردین تھا جہاں بادشاہ شہر یاض اور دوسرے بھاگے ہوئے لوگ اور آس پاس کی اچھی خاصی قوت اکٹھی ہوگئی تھی اور سب لوگوں نے مصلحت کے پیش نظر قلعہ ماردین کا انتظام اور تمام افواج کی کمان ایک جرنیل جو بہادری میں مشہور تھا جس کا نام ارسوس بن جارس تھا کے ہاتھوں میں دے دی تھی تاکہ وہ بہتر طور پر عرب کا مقابلہ کر سکے۔

ان کے بڑے جرنیلوں میں ایک دودس تھا دوسرے کا نام توتا اور تیسرے کا نام عمودا تھا، یہ آخری شخص ارسوس کا داماد بھی تھا اور اپنی بیٹی کے مہر میں اس نے عرب کے بیس جرنیلوں کو گرفتار کرنے کی شرط رکھی تھی، ان جرنیلوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ مسلمانوں کے بڑے امیر عیاض

بن غنم ؓ پر حملہ کیا جائے اور ان کے ہاں سے بیس جرنیل قید کر کے لائے جائیں۔ حضرت عیاض ؓ کو ان کے جاسوسوں نے اطلاع کر دی کہ عمودا اور جرنل توتا بیس ہزار کا لشکر جرار لے کر آپ کی طرف آرہے ہیں اور وہ بے خبری میں آپ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں اور ان کا فلاں منصوبہ ہے۔ حضرت عیاض ؓ نے صحابہ کرام ؓ سے مشورہ کیا اور سب صورتحال سامنے رکھ دی، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ فوراً عبداللہ بن غسان ؓ کو خط لکھیں کہ وہ فوراً ہماری طرف آجائیں اور ان کو جنگی نقشہ سے آگاہ کریں تا کہ وہ اپنی حفاظت کر کے آئیں، اس طرح ایک طرف سے وہ دشمن پر حملہ آور ہو جائیں گے اور دوسرے طرف سے ہم حملہ کر دیں گے تو دشمن بیچ میں پس جائے گا۔

حضرت خالد ؓ اپنے ساتھ دو ہزار کا لشکر لے کر نکل پڑے اور اسی دن حضرت عبداللہ بن غسان ؓ کو قاصد نے خط پہنچایا ان کی فوجیں بھی وہاں سے چل پڑیں۔ حضرت خالد ؓ نے راستے میں جنگی نقشہ کے پیش نظر اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا، ایک حصہ پر خود اور دوسرے پر ابن سعد کو مقرر کیا اور جاسوسوں کو ادھر اُدھر روانہ کر دیا اور خود غیر معروف راستوں سے سفر شروع کر دیا۔

ادھر لشکر کفار جرنیل توتا اور رودس و عمودا کی سرکردگی میں عیاض بن غنم ؓ کے قریب پہنچ گیا جب تیس (۳۰) میل کا فاصلہ رہ گیا تو کفار نے ہر قسم کا اسلحہ پہن لیا اور خوب تیاری کی۔

کفار کو کچھ پتہ نہیں کہ ان کے ارد گرد کیا ہو رہا ہے، ادھر سے جب عبداللہ بن غسان ؓ کا لشکر کفار کے پیچھے آپہنچا تو دائیں طرف سے حضرت خالد ؓ کا لشکر آگیا اور بائیں طرف سے ابن سعد ؓ کا لشکر نمودار ہوا۔ جب حضرت خالد ؓ کو اندازہ ہوا کہ اسلام کے شاہینوں نے زاغان کفر کے ارد گرد گھیرا ڈال دیا ہے تو آپ نے عام اطلاع کی کہ نعرہ تکبیر کا انتظار کرو پہلے حملہ نہ کرو۔ پھر خالد ؓ نے اپنی فوج میں سے پانچ سو مشہور بہادروں کو اپنے ساتھ لیا اور پانچ سو عدی بن سالم ؓ کی کمان میں دے کر فرمایا کہ تم چھپ جاؤ جب جنگ کے شعلے بلند ہونے لگے اور پہلوانوں کی تلواریں ایک دوسرے سے ٹکرائیں تو تم کمین گاہ سے باہر آکر کارروائی شروع کر دو۔

حضرت خالدؓ جب دشمن کی طرف بڑھنے لگے تو زور زور سے نعرہ تکبیر بلند کیا جس سے زمین لرز اٹھی اور کفار بیدار ہوئے ، انہوں نے تیاری کی اور مقابلے کے لئے رودس اپنے پانچ ہزار لشکر کے ساتھ سامنے آیا، رودس نے جب دیکھا کہ خالدؓ کے ساتھ صرف پانچ سو آدمی ہیں تو اس نے ان کو حقارت کی نظر سے دیکھا اور کہا کہ ان کے لئے تو اکیلا میں کافی تھا، وہ یہ نظارہ دیکھ رہا تھا کہ اتنے میں خالدؓ بن ولید اللہ کے دشمن پر شیر کی طرح دھاڑتے اور گرجتے ہوئے حملہ آور ہوئے اور وہ رجز کے یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

① وَاِنَّا لَقَوْمٌ لَا تَكِلُّ سُيُوْفُنَا مِنَ الضَّرْبِ فِيْ سُوْقِ الْكَتَائِبِ
② سُيُوفٌ ذَخَرْنَاهَا لِقَتْلِ عَدُوِّهَا وَاِعْزَازِ دِيْنِ اللهِ مِنْ كُلِّ جَانِبِ
③ قَتَلْنَا بِهَا كُلَّ الْبَطَارِقِ عَنْوَةً جِلَاءٍ لِاَهْلِ الْكُفْرِ مِنْ كُلِّ جَانِبِ
④ اِلٰى اَنْ مَلَكْنَا الشَّامَ قَهْرًا وَغِلْظَةً وَ صُلْنَا عَلٰى اَعْدَائِنَا بِالْقَوَاضِبِ
⑤ اَنَا خَالِدُ الْمِقْدَامُ لَيْثُ عَشِيْرَتِيْ اِذَا هَمْهَمَتْ اُسْدُ الْوَغٰى فِي الْمَغَالِبِ

① ہم ایسے لوگ ہیں کہ ہماری تلواریں جرنیلوں کی گردنیں اڑانے سے کند نہیں ہوتی۔

② یہ تلواریں ایسی ہیں جس کو ہم نے دشمن کے مارنے اور ہر طرف اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے ذخیرہ کیا ہے۔

③ ہم نے بزور شمشیر عیسائی جرنیلوں کو قتل کیا تا کہ کفر کے سرغنے نیست و نابود ہو جائیں۔

④ چنانچہ ہم بطور قہر و غلبہ پورے ملک شام کے مالک ہو گئے اور ہم اپنے دشمنوں پر تیز دھار تلواروں سے ٹوٹ پڑے۔

⑤ میں سب سے آگے بڑھنے والا خالد ہوں جب میدان کارزار میں شیر دھاڑتے ہیں تو میں اپنی قوم کا گرجنے والا شیر ہوں۔

حضرت خالدؓ نے رودس پر ایسا بھرپور نیزہ مارا کہ وہ زمین پر گر پڑا، آپؓ کے غلام نے اس کو رسیوں میں باندھ لیا، اس کے بعد حضرت خالدؓ نے رودس کی فوجوں پر حملہ کیا اور زور کا رن

پڑا، لڑائی جاری تھی کہ اتنے میں کمین گاہ سے چھپے ہوئے حضرت ابن سعدؓ اور ان کے ساتھی نکل آئے اور دیکھتے ہی دیکھتے عبداللہ بن غسانیؓ کا لشکر نمودار ہوا، اسلام کے ان نامور سپوتوں سے زمین بھر گئی، نعرے بلند ہوئے اور ہر طرف ایک زلزلہ برپا ہو گیا لشکر اسلام کے گھوڑوں نے ہر طرف سے کفار کو ٹھوکریں مارنا شروع کیں اور صحابہ کرامؓ نے کفر کی فوج کو گھیرے میں لے لیا، ان کو گھوڑوں پر سوار ہونے سے پہلے پہلے اسلام کی تلواروں نے کاٹنا شروع کیا، چنانچہ ان کی جماعت تتر بتر ہو گئی کچھ بھاگ گئے بہت سارے قید ہو گئے اور بہت سے مارے گئے۔ جرنیل تونا اور جرنل عمودا بھی قید ہو گئے، قیدیوں کی کل تعداد چار ہزار تھی۔ ایک ہزار سات سو چھیاسٹھ (۱۷۶۶) فوجیوں کو قید کر لیا گیا اور باقی لوگ بھاگ گئے، بڑے بڑے جرنیل اور سردار یا قید میں تھے یا مقتول تھے تو میں نے ایک بار پھر کہا:

مِنْ عَهْدِ عَادٍ كَانَ مَعْرُوفاً لَنَا   أَسْرُ الْمُلُوكِ وَقَتْلُهَا وَقِتَالُهَا

کچھ جنگی حیلے

جنگ کا دوسرا مرحلہ

اس میدان سے بھاگے ہوئے کچھ شہریاض بادشاہ کے پاس پہنچ گئے اور سب صورت حال سامنے رکھ دی، ان کو یقین ہو گیا کہ اب ان کی حکومت بچ نہیں سکتی، پھر انہوں نے ارکان دولت سے آئندہ کے لئے مشورہ کیا تو سب نے کہا کہ آپ کا اور ہمارا ادھر راس العین میں بیٹھنا فضول ہے ہمیں چاہئے کہ کھلے میدان میں جا کر قرارگاہ بنالیں، اگر عرب نے شکست کھائی تو سب راستے ہم ان پر بند کر دیں گے اور اگر ہم نے شکست کھائی تو قریب میں قلعہ ماردین، قلعہ مازن، قلعہ جملین اور دوسرے قلعے ہیں ہم وہاں بھاگ کر پناہ لے لیں گے، بادشاہ شہریاض نے اس رائے کو پسند کیا اور وہاں سے اپنے لشکر کو لے کر مرج رغبان مقام پر جا کر پڑاو کیا۔ ادھر حضرت عیاضؓ کو پتہ چلا تو آپ نے اپنے ساتھیوں کو لے کر مرج رغبان کا رخ کیا۔

ادھر جرنیل ارسوس کو پتہ چلا کہ ان کے داماد عمود کو مسلمانوں نے قید کر لیا ہے تو اس نے اپنی

بیٹی اور عمودا کی بیوی ماریہ کو بلا کر کہا، بیٹی مجھے کچھ بھی سمجھ نہیں آرہا ہے کہ کیا کرنا چاہئے لوگ کہیں گے کہ عمودا کو یہ شادی راس نہیں آئی اس لئے گرفتار ہوا بیٹی بڑی شرم کی بات ہے کچھ حیلہ تو بتاؤ یا کچھ مجھے سمجھاؤ، ماریہ نے کہا میں یہ حیلہ بناؤں گی کہ مسلمانوں کے لشکر میں جا کر ان کے امیر سے کہوں گی میں مسلمان ہوگئی ہوں کیونکہ میں نے خواب میں مسیحؑ کو دیکھا ہے اور وہ مجھے حکم دے رہے ہیں کہ تم مسلمان ہو جاؤ اب میں مسلمان ہو کر آئی ہوں اور اپنے باپ کا قلعہ تمہارے حوالہ کر دوں گی، تم میرے ساتھ ایک سو شہسواروں کو بھیج دو جب وہ اپنے آدمیوں کو بھیج دیں گے تو ہم ان کو یہاں قید کر دیں گے اور ان سے اپنے جرنیل عمودا کی رہائی کی شرط لگا دیں گے۔ ارسوس نے کہا بیٹی عرب لوگ ہر تدبیر کی جڑ ہیں ان پر کوئی حیلہ کامیاب نہیں ہوتا لیکن تو جو کرنا چاہتی ہے سو کر لے۔

چنانچہ یہ لڑکی راتوں رات مرج رغبان کی طرف روانہ ہوگئی اور اس کے ساتھ اس کے چار غلام بھی تھے، جب یہ عورت مقام قنیس پر پہنچی تو دیکھا کہ سامنے سے ان کے باپ کے غلام اور کچھ دربان چالیس عرب مسلمانوں کو پکڑ کر لا رہے ہیں اور ان میں مسلمانوں کے بڑے کمانڈر عبداللہ بن غسانؓ بھی ہیں۔

ان صحابہ کی قید کا قصہ اس طرح ہوا کہ عیاض بن غنمؓ تو راس العین کی طرف پڑے اور ان چالیس مسلمانوں کو سامان رسد اور مواد غذائیہ کے لئے حران کی طرف بھیجا جب یہ لوگ وہاں پہنچے تو کفار کا ایک جرنیل سائس اور دوسرا جرجیس اپنے چار ہزار لشکر کے ساتھ اسلحہ میں غرق ادھر سے نمودار ہوا اور اس تھوڑی سی جماعت نے تعارض کیا اور سب کو قید کر کے بادشاہ شہریاض کے پاس پہنچا دیا، بادشاہ نے ان کے قتل کا حکم دے دیا، لیکن اہل شوریٰ نے کہا کہ ابھی نہیں کیونکہ آپ کا بیٹا عمودا ابھی تک مسلمانوں کی قید میں ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ ان قیدیوں کو قلعہ ماردین میں بھیج دیں وہ لوگ اپنے قیدیوں کا کام ان کے ذریعے سے بنا دیں گے۔

بادشاہ نے اس رائے کو پسند کیا اور یہ قیدی اسی عورت ماریہ کے قلعے کی طرف لے جائے جا رہے

تھے ماریہ خوش ہوگئی اور قیدیوں کو اپنے قلعے کی طرف روانہ کیا اور خود لشکر اسلامی میں جا پہنچی، لشکر اسلام میں رات کو پہرہ دینے والے ابن سعدؓ اور سہلؓ تھے ان دونوں نے اس عورت سے پوچھا تو وہ کہنے لگی کہ مجھے اپنے امیر تک پہنچادو۔ چنانچہ ماریہ عیاض بن غنمؓ تک پہنچادی گئی، عورت نے بڑے تحفے پیش کر کے امیر الجیش کے سامنے سجدہ کرنا چاہا تو آپؓ نے اس کو روکا اور فرمایا اسلام میں غیر اللہ کے سامنے سجدہ ناجائز ہے ہم میں وہ تکبر نہیں جو تم لوگوں میں ہے۔

عیاض بن غنمؓ: تم کون ہو؟

ماریہ: میں قلعہ مادرین کے گورنر ارسوس کی بیٹی ہوں آپ کے ہاں یہ قیدی عمودا میرا شوہر ہے۔

عیاض: یہاں کیسے آنا ہوا؟

ماریہ: میں نے مسیح کو خواب میں دیکھا کہ وہ مجھے اسلام قبول کرنے کا حکم دے رہا ہے اب میں یہاں آئی ہوں تاکہ اپنے والد کے قلعے کو تمہارے ہاتھ میں دے دوں لہذا آپ مجھے سو آدمی دے دیں تاکہ یہ مہم پوری ہو جائے اور میرے شوہر کو رہا کر دیں۔

عیاضؓ: ہنس کر فرمانے لگے اے ماریہ! تم حیلہ سازی کے لئے آئی ہو لیکن ہم پر حیلہ نہیں چل سکتا اور یہ عجیب بات سن لو کہ یہ عمودا تیرا بیٹا ہے شوہر نہیں ہے اور اصل قصہ سنا دیا، (لمبا قصہ ہے میں نے چھوڑ دیا ہے۔ مؤلف) (قصہ نا معلوم)

پوری کہانی سن کو ماریہ کے تو حواس اڑ گئے اور اسلام کی محبت اس کے دل میں بیٹھ گئی، چنانچہ عمودا بھی مسلمان ہوا اور ماریہ بھی مسلمان ہوگئی اب حیلہ الٹا کفار پر چلنے لگا۔ حضرت عیاضؓ نے ماریہ سے فرمایا کہ آپ جا کر اپنے قلعہ میں قید ہمارے ساتھیوں کے نکالنے کی کوشش کر دو اور اپنے بیٹے کو یہیں پر چھوڑ دو، چنانچہ ماریہ گئی وہاں دیکھا تو سارے صحابہ قید میں پڑے ہوئے ہیں اور ایک پادری میتا نامی ان کی دیکھ بھال پر مامور ہے، ماریہ نے کہا اے میتا! ان مسلمانوں کو ہمارے ہاں گرجا میں رات گزارنے دیں تاکہ یہ لوگ ہماری عبادت کو دیکھ کر عیسائیت کو قبول کرلیں، میتا نے ایسا ہی کیا، رات کے وقت جب ماریہ آئی اور دیکھا کہ اصحاب رسول ﷺ بیڑیوں میں

جکڑے پڑے ہیں تو ماریہ نے کہا اے میتا! آپ ہمارے بڑے علماء میں سے ہیں سچ بتاؤ حق پر کون ہیں،ہم یا یہ عرب؟ میتا راہب نے کہا حق تو واضح ہے کہ ان عربوں کے ساتھ ہے اور میں خود عربوں کے دین پر ہوں، ماریہ نے خوشی سے سجدہ شکر ادا کیا اور پھر سر اٹھا کر دوڑی اور اسلام کے چالیس جانثار صحابہ کی بیڑیاں کاٹ ڈالیں اور ان کے ہاتھ میں اسلحہ دے دیا اور پھر باپ کے قلعہ کی طرف گئی اور وہاں سے ایسے لوگوں کو ہٹوایا جن سے خوف کیا جا سکتا تھا اور وہاں کے والی اور دیگر افراد کو صبح سویرے گرجا میں آنے کی دعوت دے دی یہ لوگ گرجا گھر میں آ گئے اور صحابہ کرامؓ نے ان پر تلواریں سونت لیں قلعہ کے اندر نعرہ تکبیر اس زور سے گونج اٹھا کہ لوگوں نے خیال کیا کہ قلعہ گر رہا ہے تلوار نے اپنا کام کیا اور وہاں کے سب لوگ قتل کر دیئے گئے، شہر والوں نے جب تکبیر و تہلیل کے فلک شگاف نعرے سنے تو یقین آ گیا کہ عرب قلعہ پر قابض ہو گئے ہیں، ماریہ نے بھی جان لیا کہ ان کے باپ کا قلعہ فتح ہو گیا ہے وہ خوش ہو گئی اور پھر پورا قصہ حضرت عیاضؓ کی طرف لکھ بھیجا، حضرت عیاضؓ نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

ادھر ارسوس اپنے قلعہ کو چھوڑ کر حران بھاگ گیا اور ان کے خزانوں اور سامانوں اور مکانوں کے مسلمان مالک ہو گئے۔ سچ ہے:

﴿وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ﴾

یعنی ان نعمتوں کا ہم نے ایک دوسری قوم کو مالک بنا دیا۔

اس طرح قلعہ ماردین کی کارروائی مکمل ہوئی اور راقم نے کہا:

مِنْ عَهْدِ عَادٍ كَانَ مَعْرُوْفاً لَنَا ۔۔۔ أَسْرُ الْمُلُوْكِ وَ قَتْلُهَا وَ قِتَالُهَا

فتح قلع رَاسُ العَین

جنگ کا پہلا مرحلہ

نوٹ : یہ جو قلعہ کا نام آتا ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ یہ کوئی احاطہ شدہ چھوٹا سا علاقہ ہوتا ہے بلکہ حقیقت میں قلعہ عموماً پورے شہر پر محیط دیوار کا نام ہوتا تھا یعنی پورا شہر جس چار دیواری میں ہوتا ہے عموماً اسی کا نام قلعہ ہوتا تھا اسی دیوار کو فصیل کہتے ہیں ہاں بعض مقامات پر قلعہ ایک محدود مکان بھی ہوتا تھا لیکن وہ بھی شہر کا دل ہوتا ہے۔ (مؤلف)

ارسوس جب ماردین قلعہ سے بھاگا اور ایک حیلہ کر کے حران کی قیادت سنبھال لی تو وہاں کے لوگ ان سے خوش نہیں تھے۔ ادھر یوقنا نے بھی جوڑ توڑ کی اور کچھ صحابہ کرامؓ بھی اندر کو پہنچ گئے اور اس علاقے کو چھوٹے موٹے مقامات سے صحابہ کرامؓ فارغ ہو کر قلعہ راس العین کی طرف متوجہ ہوئے جبکہ صحابہ کرامؓ نے حران اور رھا میں بڑی بڑی مسجدیں بنوائیں اور علاقے پر اپنے ساتھیوں کو مقرر کر کے آگے بڑھنے لگے۔

ادھر شہر یاض کو معلوم ہوا کہ مسلمانوں نے حران، رھا، سروج اور اکساس وغیرہ تمام علاقے فتح کر لئے تو اس کو یقین ہو گیا کہ اب ان کی حکومت باقی نہیں رہ سکتی وہ اپنے معتمد ساتھیوں کو لے کر راس العین چلا گیا اور سب سے بڑے گرجے نسطوریا میں پہنچ کر لوگوں سے اس طرح خطاب کیا۔

اے رومیو! یہ جان لو کہ عرب لوگ ہمارے ملک میں ہمارے برابر کے شریک ہو گئے ہیں کئی علاقوں پر قابض ہو گئے ہیں اور اپنے لئے سامان رسد اور چارہ وغیرہ کا مکمل انتظام بھی کر چکے ہیں، اطراف کے لوگ ان کے حامی ہیں اور ہر قسم کی سہولت ان کو حاصل ہو گئی ہے، اب ہمارے اور ان کے درمیان صرف ایک بڑی جنگ باقی ہے اگر اس میں ہم جیت جاتے ہیں تو پھر عربوں کے لئے کوئی ٹھکانا نہیں ہے اور اگر وہ جیت گئے تو پھر سارا ملک ان کا ہے، اس وقت میری رائے یہ ہے کہ جنگ میں تاخیر کی جائے اور اطراف کے بادشاہوں سے مدد کی اپیل کی جائے تا کہ وہ اپنے لشکر بھیج کر ہماری مدد کریں مثلاً نینوئی کا بادشاہ انطاق اور اس کے علاوہ

بادشاہ شقر اور زعفرہ اور حرفناس ہیں شاید وہ لوگ ہماری مدد کو آجائیں تو پھر مسیحؑ سے مدد مانگ کر مسلمانوں پر ایسا حملہ کردیں گے کہ وہ یاد رکھیں گے۔

لوگوں نے یہ رائے پسند کی اور سرکاری طور پر ان لوگوں سے شہریاض نے باقاعدہ فوجی مدد طلب کی، سب والیان ممالک نے اپنے اپنے لشکر کو تیار کر کے روانہ کردیئے اور میدان رغبان پر ایک گھمسان کی جنگ کا نقشہ تیار ہونے لگا۔ انہیں فوجوں میں یرغون کی تین ہزار فوج بھی تھی اور انہیں میں شاہ خلاط کا لشکر بھی اس کی بیٹی کی ماتحتی میں نکل پڑا، اس کی بیٹی کا نام طاریون تھا یہ بڑی بہادر عورت تھی اس نے اپنے نکاح کے لئے شرط رکھی تھی کہ پہلے میدان میں مقابلہ کریں گے بعد میں شادی چنانچہ کوئی مرد اس پر غالب نہ آسکا تھا اور اب تک یہ بغیر شادی کی تھی اس کے باپ نے چار ہزار کا لشکر اس کو دے کر روانہ کیا اور کہا کہ عربوں پر سبق آموز حملہ کرو۔ ادھر شاہ سناسنہ نے اپنے بیٹے کو ایک ہزار لشکر دے کر کہا کہ اپنی فوجوں کو طاریون کی فوجوں سے ملا کر رکھو اور مشترکہ کارروائی کرو چنانچہ اس کے بیٹے سوسیٰ نے یہ لشکر طاریون کی فوجوں کے ساتھ ملا کر آگے بڑھنا شروع کیا۔

عورت کی سربراہی کے نقصانات

جنگ کا دوسرا مرحلہ

راستے میں محترمہ طاریون کی ملاقات سوسیٰ سے ہوئی یہ اپنے عنفوان شباب میں انتہائی خوبصورت اور پرکشش جوان تھا طاریون کے دل میں اس کی محبت بیٹھ گئی اور ہر قسم کے نوازشات اور تحفے تحائف کا سلسلہ شروع ہوگیا، یرغون طاریون کا چچازاد بھائی تھا اور وہ قلبی طور پر طاریون پر عاشق تھا لیکن وہ کسی صورت میں اس کا اظہار نہیں کرسکتا تھا۔

اب صورتحال یہ بنی کہ چار ہزار فوج پر کمانڈ کرنے والی عورت ایک ہزار فوج پر کمانڈ کرنے والے لڑکے پر عاشق ہے اور تین ہزار فوج پر کمانڈ کرنے والا جرنیل اس لڑکی پر عاشق ہے یہ کفار کا نقشہ ہے طاریون نے اپنا خاص آدمی بھیجا کہ آج رات سوسیٰ مجھ سے ملاقات

کرے اور قاصد سے کہا کہ سوسیٰ سے کہو کہ مجھے اپنی بنالو میرے باپ کو فوراً پیغام نکاح دے دو۔اب یہ کام مکمل ہونا چاہئے۔

یرغون کو اس سارے منصوبے کا پتہ چلا تو اس نے اپنی فوج کو کہا میں تم پر اس لئے سربراہ ہوں کہ میں تم سے حالات کو زیادہ بہتر طور پر جانتا ہوں یاد رکھو! مسلمانوں سے لڑنا فضول ہے پورا شام ان کے ہاتھ میں ہے یہاں اکثر قلعے اور علاقے انہوں نے فتح کر لئے ہیں، میں سمجھتا ہوں وہ لوگ حق پر ہیں،شہریاض لا حاصل سعی میں لگا ہوا ہے یہ شخص کبھی عربوں کو نہیں روک سکتا،فوجی افسران نے کہا آپ ہم سے کیا چاہتے ہیں، یرغون نے کہا میرے دل میں اس لڑکی طاریون کی وجہ سے آگ لگی ہوئی ہے اب وہ سوسیٰ سے تعلق قائم کر رہی ہے اگر ایسا ہوا تو ہمارے سارے علاقے طاریون اور سوسیٰ کے ہاتھ میں چلے جائیں گے اس لئے میں رات کو اس لڑکی کے خلاف سوسیٰ کے آنے سے پہلے کارروائی کرنا چاہتا ہوں اور اس کو اغواء کر کے یہاں سے نکل جانا چاہتا ہوں،فوجی افسران نے کہا کہ آپ کو پھر کون سی جگہ پناہ مل جائے گی؟ جرنیل یرغون نے کہا کہ ہم عربوں سے معاہدہ کر لیں گے وہ لوگ ویسے بھی حق پر ہیں اور عہد و پیمان کے پکے ہیں،فوجی افسران نے کہا ٹھیک ہے۔

اب جرنل سوسیٰ کے آنے سے پہلے جرنیل یرغون نے جرنیل محترمہ طاریون پر حملہ کر کے اسے قید کر لیا اور وہاں سے نکل کر اپنی فوجوں میں لے آیا اور فوراً وہاں سے سب نے کوچ کیا، ادھر طاریون کی فوجوں کو صبح پتہ چلا کہ اس کو یرغون نے اغوا کر لیا ہے وہ لوگ جوش میں آئے اور یرغون کے پیچھے دوڑے اور قریب آ کر چلائے کہ ملکہ محترمہ کو چھوڑ دو ورنہ موت تیار ہے،اس وقت یرغون نے اپنی فوجوں سے کہا کہ مسلمان حق پر ہیں ان کا دین سچا ہے ہم شرک کرتے ہیں وہ لوگ توحید کے قائل ہیں عقل کا تقاضا یہ ہے کہ ہم کلمہ شہادت پڑھ لیں اور مسلمان ہو کر اپنے دشمنوں سے لڑیں، چنانچہ یرغون کی فوج نے بھی اسلام قبول کر لیا اور اسی جگہ نعرہ تکبیر کی ایسی صدائیں بلند ہوئیں کہ زمین لرز گئی اور پہاڑ ہل گئے۔طاریون کی فوج سے جرنل سوسی آگے بڑھ

کر یرغون سے کہنے لگا کہ اے بدبخت! کیا یہ جرم کم تھا کہ تم نے غداری کی اس پر تم نے نصرانیت کو بھی چھوڑ کر اسلام قبول کرلیا، کیا تیرا یہ خیال ہے کہ اتنے دور سے عرب تمہاری مدد کردیں گے؟ لو میں حملہ کرتا ہوں تم اپنے محمد (ﷺ) کو بلاؤ۔ یہ کہہ کر اس نے یرغون پر حملہ کردیا، دونوں طرف سے صدائیں بلند ہوئیں ایک طرف سے توحید اور کلمہ شہادت کے مستانہ نعرے لگے اور دوسری طرف سے کفر و بے دینی کے مشرکانہ نعرے اٹھے، گھمسان کا رن پڑا تلواریں ٹکرائیں اور بہادر آپس میں گتھم گتھا ہو گئے۔

قریب تھا کہ یرغون اور اس کے ساتھی ہلاک ہو کر ختم ہو جاتے کہ اتنے میں دین اسلام کے ایک سو جانثار اور گلشن محمدی ﷺ کے عظیم سپہ سالار حضرت ضرار بن ازورؓ اور عبدالرحمن بن ابی بکرؓ نمودار ہوئے انہوں نے جب نعرہ تکبیر سنا تو جان لیا کہ یہ لوگ مسلمان ہو گئے ہیں، اب ہم پر ان کی مدد فرض ہے چنانچہ وہ میدان میں نکل آئے اور سوسیٰ اور طاریون کی فوجوں پر کامیاب حملہ کر کے ان کو شکست فاش دے دی اور یرغون اور ان کے ساتھیوں کو گھیرے سے چھڑا دیا۔ صحابہ کرامؓ کے اس طرف آنے کی وجہ یہ ہوئی کہ حضرت عیاضؓ نے ان کو سامان رسد لانے کے لئے بھیجا تھا یہ لوگ آ کر یہاں قلعہ میں طالوت نامی شخص جو قلعہ کا مالک تھا، کے ہاں ٹھہرے تین دن تک اس نے ان کا اکرام کیا اور پھر یہ واقعہ پیش آیا۔

بہر حال لشکر اسلام غالب آیا اور لشکر کفر مغلوب ہوا اور اس طرح ایک عورت کی سربراہی نے ان کے اپنے لوگوں کو ہلاکت کے گھڑے میں ڈال دیا، آپ یہ سن کر حیران رہ جائیں گے کہ سرزمین شام و فارس کی حکومتوں پر اندرونی طور پر مکمل عورتوں کا کنٹرول تھا۔ آپ جب تاریخ کی تہہ اور گہرائی میں اتر جائیں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ وہاں پر تقریباً تمام اداروں پر عورتیں قابض تھیں اور انہیں کی وجہ سے ان پر تباہیاں آئیں فارس پر عورت کی حکمرانی کی خبر جب حضور ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا اَمْرَهُمْ اِمْرَأَةً" (بخاری ج ۱، ص ۶۳۶)

یعنی وہ قوم دنیا و آخرت کے اعتبار سے کامیاب نہیں ہوسکتی ہے جو عورت کو اپنا سربراہ بنائے۔ آج ہم بھی ایک عورت کو سربراہ بنا چکے ہیں اور اب اس کے برے اثرات کے انتظار میں ہیں تو گراوٹ اور پستی میں پاکستانی قوم بھی ان قوموں سے پیچھے نہیں ہے جن کی تاریخ آپ پڑھ رہے ہیں، طاریون کی کمزور پہلوؤں کو دیکھو اور پھر عورت کی سربراہی سے عبرت حاصل کرو لیکن افسوس کہ اسکے لئے بعض درباری افسر اور مفت کے نوکر بڑے زور شور سے جواز کے دلائل دے رہے ہیں یہ شخص خود بھی عرصہ دراز سے خواری کے ساتھ مارا مارا پھرتا رہا اور اس کو کوئی مقام نہیں ملا، کسی نے سچ کہا تھا اور گویا اسی کے لئے کہا تھا، جو میدان جنگ میں مارا جائے وہ شہید، جو دشمن کو مارے وہ غازی اور جو بھاگ جائے وہ نیازی یعنی کوثر۔ یہ شخص ملت کفریہ کی عورتوں کی سربراہی کو ملت اسلامیہ کے لئے نمونہ بناتا ہے، ہائے افسوس۔

کفرتوثا میں یرغون کی تدبیر
جنگ کا تیسرا مرحلہ

اس معرکے سے جو لوگ راتوں رات بھاگ گئے تھے انہوں نے مرج رغبان پہنچ کر شہریاض کو سب صورت حال سے آگاہ کیا اس کا یقین اور پکا ہوگیا کہ اب حکومت بچ نہیں سکتی۔ یرغون کی ملاقات صحابہ کرامؓ سے ہوئی دونوں نے ایک دوسرے کا شکریہ ادا کیا اور علیک سلیک کا مختصر دور ہوا، صحابہ کرامؓ یرغون کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتے تھے تاکہ حضرت عیاضؓ سے ملاقات ہوجائے لیکن ایک راہب نے جو مسلمان ہوگیا تھا یرغون سے کہا کہ اپنے اسلام کو مضبوط کرنے کے لئے ایک قربانی دے دو تاکہ تجھے بڑا ثواب مل جائے، یرغون کہا کہ کیا حکم ہے، میتا راہب نے کہا کہ تم لوگ اسی حالت میں کفرتوثا چلے جاؤ اور ان لوگوں سے کہو کہ ہم کو شہریاض نے اس شہر کی حفاظت کے لئے بھیجا ہے جب خوب قابو پالو گے تو اس قلعہ اور شہر کو فتح کرلو اور ثواب کماؤ۔

چنانچہ یرغون اپنے ساتھیوں کے ساتھ کفرتوثا کی طرف روانہ ہوا اور صحابہ کرامؓ عیاضؓ کی طرف سامان رسد لے کر چلے گئے، یرغون رات کے وقت کفرتوثا پہنچا آپ کی فوج بھی آپ کے

ساتھ تھی، جب یہ لوگ شہر میں داخل ہونے لگے تو وہاں کے لوگوں نے سوال کیا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا کہ شہر یاض کی فوج ہیں حفاظت کے لئے بادشاہ نے بھیجا ہے وہ لوگ خوش ہو گئے۔

اتفاق کی بات تھی کہ شہر یاض نے کفرتوثا والوں کو پہلے سے اطلاع کر رکھی تھی کہ میں فوج بھیجنے والا ہوں لوگوں نے سمجھا کہ یہ وہی فوج ہے چنانچہ یرغون نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ قلعہ میں داخل ہو کر اہم مقامات کا کنٹرول سنبھال لیا، دارالامارہ میں خوب پوزیشن سنبھال لی اور تمام دروازوں پر اپنے ساتھیوں کو بٹھا دیا وہاں کے لوگوں نے کہا کہ ہمیں تو بادشاہ نے لکھا ہے کہ شہر کا انتظام صرف میرا حاجب سنبھالے گا؟ یرغون سمجھ گیا کہ بادشاہ کی فوج بھی پہنچنے والی ہے تو آپ نے فرمایا کہ ہر شخص جو شہری ہے وہ اپنے گھر بیٹھ جائے اگر رات کو کوئی نکل آیا تو ہم اسے قتل کر دیں گے۔

اب عام لوگ چلے گئے صرف شہر کا والی اور اس کے خاص ساتھی رہ گئے، یرغون نے ان کو گرفتار کر لیا اور سب کو قتل کر دیا اور پھر اپنی فوج سے کہا کہ شہر یاض کا لشکر شہر میں داخل ہونے والا ہے خبر دار دروازہ سے ایک ایک آدمی کو آنے کی اجازت دو اور پھر اس کو اندر قید کر لو، لشکر کے آخر میں حاجب بھی آ گیا جب سب لوگ اندر آ کر قید ہو گئے تو یرغون اور اس کے ساتھیوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور کہا:

"**اَللّٰهُ اَكْبَرُ فَتَحَ اللّٰهُ وَ نَصَرَ وَ جَاءَنَا بِالظَّفَرِ**" قلعہ ان فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھا اور کفار کے دلوں میں زبردست رعب بیٹھ گیا اور رات بھر مکمل کارروائی ہوتی رہی کسی نے مقابلہ کی جرأت نہیں کی، صبح یرغون نے شہر کے معزز افراد کو بلایا، کچھ جرنیل بھی اس میں تھے ان سب کو قید کر لیا اور حضرت عیاضؓ کی طرف روانہ کر دیا، وہ اس کارروائی کے انتظار میں تھے جب خبر آئی تو آپ نے سجدہ شکر ادا کیا اور سب صحابہؓ خوش ہو گئے اور اللہ کا شکر ادا کیا اور راقم نے کہا:

مِنْ عَهْدِ عَادٍ كَانَ مَعْرُوْفاً لَنَا ... أَسْرُ الْمُلُوْكِ وَ قَتْلُهَا وَ قِتَالُهَا

مَرُج رغبان کا معرکہ اور حضرت خالدؓ کی گرفتاری

جنگ کا چوتھا مرحلہ

جب آس پاس کے علاقے دشمن سے صاف ہو گئے تو اس کے بعد حضرت عیاض بن غنمؓ نے افواج اسلامیہ کو حکم دیا کہ وہ فوراً وہاں جا کر مزید کارروائی کریں حضرت خالدؓ فوج کو خاص تربیت دے کر اللہ کا نام لے کر مرج رغبان کی طرف روانہ ہوئے جہاں بادشاہ شہریاض اپنی تمام قوت کے ساتھ مقیم تھا۔

گلشن اسلام کے سپاہی رنگ برنگ جھنڈے اٹھائے ہوئے تکبیر و تہلیل کا ورد کرتے ہوئے انتہائی وقار اور عظمت کے ساتھ دشمن کی طرف بڑھ رہے تھے ادھر لشکر کفار کو پتہ چلا کہ مسلمان پہنچنے والے ہیں تو انہوں نے بھی بہت بڑا اہتمام کیا، کفریہ کلمات کا ایک طوفان بدتمیزی اٹھا، بشپ اور لاٹ پادریوں نے گرجاؤں میں خاص دعائیں کیں، معمودیہ کا پانی جرنیلوں پر چھڑکایا گیا اور پھر صلیب اور جھنڈے دے کر ان کو مقابلہ کے لئے روانہ کر دیا، انہوں نے بغیر مہلت دیئے رات کے وقت مسلمانوں پر شدید حملہ کر دیا جس سے مسلمانوں کے لشکر کا میمنہ پسپا ہو گیا، مسلمانوں نے کفار کے میسرہ پر حملہ کر کے اسے شکست سے دوچار کر دیا، دو دن تک دن بھر اور رات کے کچھ حصہ میں لڑائی جاری رہی، تیسرے دن حضرت خالدؓ نے اسلامی لشکر کی ترتیب بدل کر اسے نئی ترتیب پر قائم کیا اور پھر ایک بلیغ اور موثر خطبہ دے کر آپ نے جہاد کی ترغیب دی اور سابقہ فتوحات کا ذکر کر کے جہاد کی فرضیت کو ثابت کیا، پھر آپ نے فرمایا کہ میں دشمن کی صلیب پر حملہ کروں گا اور اس کے اردگرد لوگوں کو ریزہ ریزہ کر کے رکھ دوں گا جب صلیب گر جائے تو پھر آپ لوگ شیروں کی طرح دشمن پر حملہ کر دو۔

حضرت خالدؓ نے بہادران اسلام کی ایک مختصر سی جماعت لے کر شہریاض بادشاہ پر براہ راست حملہ کر دیا، شہریاض کے سر پر تاج رکھا ہوا تھا جھنڈا اس کے ہاتھ میں تھا اور صلیب اعظم ان کے سینے کی زینت بنی ہوئی تھی، حضرت خالدؓ اور آپ کے ساتھی کسی کی پرواہ کئے بغیر آ گے

بڑھتے چلے گئے اورشہر یاض کے اردگرد کےلوگوں کوتہہ وبالا کر کے رکھ دیا، جب شہر یاض نے صحابہ کرامؓ کو دیکھاتو تاج سر سے پھینک دیا اوراپنے جرنیلوں کوتیار رہنے کا حکم دیا اورعام فوجیوں کواس طرح مخاطب کیا:

”اے بنی اصفر! بس آج کی لڑائی ہے پھریا ملک تمہارا ہے یا عربوں کا ہے بیدار ہو جاؤ اور اپنی عورتوں بچوں اوردین ووطن کو بچانے کے لئے جان کی بازی لگا دو اور جو بھاگ گیا تو مسیح اس پر غضب ناک ہو جائے گا“۔

اس معرکہ میں شہر یاض کے ساتھ ہر قسم کے پادری بشپ اوردین نصاریٰ کے بزرگ موجود تھے اورعلاقے کی عورتوں اور بچوں کو بھی میدان میں وہ لوگ اس لئے لائے تھے کہ مرد بھاگنے کی جرأت نہ کرسکیں، حضرت خالدؓ کا حملہ ابھی جاری تھا کہ حضرت عیاضؓ اپنے ساتھیوں کے ساتھ میدان کارزار میں کود پڑے اور آپؓ نے رجز کے یہ شعر پڑھے:

① سَنَحْمِلُ فِیْ جَمْعِ اللِّئَامِ الْكَوَاذِبِ وَنَفْرِی رُؤُوسَامِنْهُمْ بِالْقَوَاضِبِ
② وَنَهْزِمُ جَيْشَ الْكُفْرِمِنَّابِهِمَّةٍ تَطُوْلُ عَلٰى اَعْلَى الْجِبَالِ الرَّوَاسِبِ
③ وَنَنْصُرُدِيْنَ اللّٰهِ فِیْ كُلِّ مَشْهَدٍ بِفِتْيَانِ صِدْقٍ مِنْ كِرَامِ الْاَعَارِبِ
④ فَيَامَعْشَرَالْاَصْحَابِ جِدُّوْاوَجَنْدَلُوْا وَكَرُّوْاعَلٰى خَيْلِ كِرَامِ الْمَنَاصِبِ
⑤ فَدُوْنَكُمْ قَصْدَ الصَّلِيْبِ وَبَادِرُوْا لِنَرْضٰى اِلٰهَ الْحَقِّ مُعْطِى الْمواهب

① ہم عنقریب جھوٹوں اورکمینوں کی جماعت پرحملہ کردیں گے اور تیز دھار تلواروں سے ان کی گردنیں اڑادیں گے۔

② اپنی بلند ہمتوں سے جو پہاڑوں سے زیادہ بلند ہیں کفر کی فوج کوشکست فاش دے دیں گے۔

③ ہم عرب کے سچے اورشریف جوانوں کے ساتھ ہر جگہ اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرتے رہیں گے۔

④ پس اے دوستو! کوشش کرو اور پتھر برساؤ اورعمدہ گھوڑوں سے بار بار حملہ کرو۔

⑤ پس صلیب کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور جلدی کروتا کہ ہم اپنے احسان کرنے والے رب

کو راضی کریں۔

راوی کا بیان ہے کہ شہریاض ملعون نے صلیب اعظم کے اردگرد حفاظت کے لئے بارہ ہزار کا لشکر جرار کھڑا کر رکھا تھا اور صفوں کے سامنے زمین پر کانٹے دار تار کا جال بچھایا گیا تھا۔ حضرت خالدؓ اور اس کے ساتھیوں نے جب صلیب پر حملہ کیا تو گھوڑوں کو ان خاردار تاروں سے ٹھوکر لگی اور گر گئے، حضرت خالدؓ بھی گرے اور آپ کے ساتھی بھی گر گئے، یہ حضرات ابھی اٹھنے نہ پائے تھے کہ کفار نے ان پر حملہ کیا اور سب کو گرفتار کر لیا، چاروں طرف سے شور اٹھا اور تلواروں کی جھنکار کی آوازیں سنائی دیں، حضرت عیاضؓ نے جب خالدؓ کی گرفتاری کو دیکھا تو آپ سخت پریشان ہوئے اور اپنے آپ کو اس طرح خطاب کیا:

''اے ابن غنم! کل قیامت کے دن کیا جواب دو گے کہ تیری امارت میں اسلام کے یہ شہزادے گرفتار ہوئے'' یہ کہہ کر آپ نے زوردار نعرہ لگایا کہ اے مسلمانوں بیدار ہو جاؤ اور ایک ساتھ حملہ کر دو اور ان سرداروں کو چھڑاؤ، اسی طرح ایک دوسرے خطیب صحابی نے نہایت دردناک انداز سے مسلمانوں کو حملہ کی طرف متوجہ کیا، لشکر اسلام نے ایک بھرپور حملہ کیا، رومی کٹ کٹ کر گر رہے تھے، تلواریں اپنی پیاس بجھا رہی تھیں، نیزے کھٹ کھٹ کی آوازیں کر رہے تھے، صبح سے شام تک مرج رغبان میں لڑائی ہوتی رہی۔ رات آئی لیکن حضرت خالدؓ کی رہائی کی کوئی صورت پیدا نہیں ہوئی۔

شہریاض نے فوراً ایک ہزار لشکر کی معیت میں حضرت خالدؓ اور ان کے ساتھیوں کو راس العین روانہ کیا اور اپنے معتمد خاص کو کہا کہ ان لوگوں کو بیڑیوں میں جکڑ کر راتوں رات مرسیوس والی راس العین تک پہنچا دو۔ جب وہاں کے لوگوں کو پتہ چلا کہ اسلام کے بڑے بڑے جرنیل قید ہو کر لائے جا رہے ہیں تو مرسیوس خود باہر نکل آیا اور خوشی سے شہر کو مزین کیا اور جشن کا سا سماں قائم ہوا، اسلام کے ان شیروں کو والی نے بڑے کنیسہ میں ڈال دیا اور خوشی سے پھولے نہ سمایا۔

قلعہ راس العین کے لئے یوقنا کی تدبیر
جنگ کا پانچواں مرحلہ

حضرت یوقنا نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس وقت کفار کی پوری طاقت راس العین میں جمع ہوگئی ہے میرا خیال ہے کہ مسلمانوں کو اس کا فتح کرنا بہت دشوار ہو جائے گا، اس لئے میں ایک حیلہ سازی کر کے اندر داخل ہو جانا چاہتا ہوں ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اس تدبیر سے اس محفوظ شہر کو فتح کرادے، میں نے اپنی جان کو اللہ تعالیٰ کے راستے جہاد میں وقف کر دیا ہے۔ حضرت سعید بن زیدؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کے منصوبے کو کامیابی عطا کرے یہ بہت اچھا ہے۔

یوقنا اور ان کے ساتھی اس حیلہ پر جانے ہی والے تھے کہ مسلمان جاسوسوں کی ایک جماعت آئی اور یوقنا سے کہا کہ عاصم بن رواحہ جو نصرانی عرب ہے اپنے پانچ سو ساتھیوں کے ساتھ راس العین کی طرف آرہے ہیں اور انہوں نے پہلے سے اطلاع کر رکھی ہے بادشاہ انتظار میں ہے۔ یوقنا خوش ہوا اور جا کر راستہ روک لیا، اپنے سب ساتھیوں کو مورچہ بند کر کے بٹھایا، رات کے وقت عاصم بن رواحہ اپنے ساتھیوں سمیت جب یہاں پہنچا تو یوقنا کی فوج نے ان سب کو گرفتار کر لیا پھر حضرت سعید بن زیدؓ نے جا کر عاصم سے کہا کہ اب تم قیدی ہو بتاؤ اب اسلام قبول کرتے ہو یا نہیں، حضرت سعیدؓ نے اسلام کی تمام خوبیاں ان کے سامنے بیان کیں اور ان کو عربوں کا رشتہ بھی یاد دلایا اور شرم بھی دلائی کہ اپنوں کو چھوڑ کر رومیوں کے ساتھ ہو گئے ہو، عاصم بن رواحہ نے اسلام قبول کیا اور اس کے ساتھیوں نے بھی اسلام قبول کیا۔

اس موقع پر یوقنا نے فرمایا کہ بس اب انشاء اللہ راس العین کو ہم نے فتح کر لیا، یوقنا نے عاصم سے کہا کہ دیکھو اپنے گناہوں کے دھونے کے لئے اور جہاد میں حصہ لینے کے لئے تم اب میری ایک مدد کرو اور وہ اس طرح کہ تم مجھے اور میرے ساتھ چالیس صحابہ کرامؓ کو قید کر کے اپنے اونٹوں اور گھوڑوں پر لادلو اور جب قلعہ میں پہنچ جاؤ تو والی راس العین سے کہو کہ جب ہم نے دریائے فرات پار کیا تو ہمارا مقابلہ مسلمانوں سے ہوا جس کے نتیجے میں ہم نے یہ چالیس آدمی گرفتار کر لئے ہیں لیکن

خیال رکھو اگر بادشاہ نے ہمارے قتل کا حکم دے دیا تو ان سے کہو کہ اب تو میدان کارزار گرم ہے ان کو قید میں رکھنا زیادہ مناسب ہے تاکہ ہم اپنے قیدیوں کو ان کے عوض چھڑا سکیں، عاصم یہ ایک جنگی تدبیر ہے جو شرعاً جائز ہے "اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ" لڑائی حیلوں اور تدبیروں کا نام ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ یہ لوگ یہاں سے روانہ ہو گئے، عاصم نے اپنے ساتھیوں کو وہیں چھوڑ دیا اور چند معتمد ساتھیوں کے ساتھ چالیس شہبازوں کو زنجیروں میں باندھ کر چل پڑے جب مقام "علو" پر پہنچے تو سامنے سے نعرہ تکبیر اور تسبیح و تہلیل کی آوازیں آئیں دیکھا تو ساڑھے چار سو سیاہ فام غلام حضرت دامس ابوالہلولؓ کی سرکردگی میں مرج رغبان کی طرف مسلمانوں کی مدد کے لئے حضرت عیاضؓ کی طرف سے آ رہے ہیں، حضرت سعیدؓ اور دامسؓ کی ملاقات ہوئی علیک سلیک کے بعد دامسؓ نے پوچھا جناب یہ کن لوگوں کو قید کر کے جا رہے ہو؟ حضرت سعیدؓ نے فرمایا اپنے ہی ساتھی یوقنا اور دامسؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ ہیں ان لوگوں نے اپنے جانوں کو دین کے لئے وقف کر لیا ہے اور فلاں منصوبہ پر جا رہے ہیں، حضرت دامسؓ نے فرمایا کہ اس عظیم کام میں مجھے بھی شامل کر لو۔ انہوں نے فرمایا ٹھیک ہے لیکن آپ لوگ اسلحہ چھپائے رکھیں اور ہم سے آگے آگے جائیں ہم کہیں گے یہ ہمارے غلام ہیں یہ کہہ کر سب روانہ ہو گئے۔

جب یہ حضرات "زلیخہ" مقام پر پہنچ گئے تو وہاں پر اتر کر لباس تبدیل کیا اور بالکل رومیوں کا لباس پہن لیا اور صلیب کو آگے آگے رکھا، یوقنا اور ان کے ساتھیوں کو گھیرے میں لے لیا اور قلعہ راس العین کی طرف بڑھنے لگے جب قریب پہنچے تو حضرت سعیدؓ نے ایک قاصد بھیجا تاکہ بادشاہ کو خوشخبری سنا دے کہ عاصم بن رواحہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ تمہاری مدد کے لئے آ رہے ہیں اور انہوں نے مشہور جرنیل یوقنا کو قید کر رکھا ہے۔ رأس العین کا گورنر مرسیوس بہت خوش ہوا اور شہر کے لوگ استقبال کے لئے اُمڈ آئے، یوقنا اور ان کے ساتھی زنجیروں میں جکڑے ہوئے لائے جا رہے تھے، عاصم بن رواحہ سے گورنر نے گرم جوشی سے ملاقات کی اور تفصیلات معلوم کیں، آپ نے فرمایا ہم آپ کی طرف آ رہے تھے کہ دریائے فرات کے کنارے ان لوگوں

سے آمنا سامنا ہوا لڑائی ہوئی ان کے پچاس (۵۰) آدمی مارے گئے اور کچھ بھاگ گئے اور یہ لوگ قید ہو گئے مسیحؑ نے مدد کی۔ گورنر نے یوقنا کو مخاطب کر کے سخت سست کہا وہ ان کو مسلسل گالیاں بک رہا تھا لیکن یوقنا بالکل خاموش تھا تا کہ ان کا منصوبہ ناکام نہ ہو جائے، یوقنا والی کی طرف دیکھتا بھی نہ تھا، یہاں تک کہ گورنر نے حکم دیا کہ ان لوگوں کو بھی نسطور یا گرجے میں ان قیدیوں کے ساتھ ڈال دو جو اس سے پہلے قید ہو چکے ہیں اور جس میں خالد بھی ہے ان کو حفاظت سے رکھو، میں بادشاہ سے ان کے متعلق معلوم کر کے سزا دوں گا۔

عاصم بن رواحہ نے گورنر مرسیوس سے کہا کہ ان لوگوں کی نگرانی پر مجھے مقرر کر لو کیونکہ ہم ایک دوسرے کے پکے دشمن ہیں کوئی اور مقرر نہ کرنا کہیں وہ ان کو چھوڑ نہ دے اور میں ان قیدیوں میں سے بعض کو باہر رکھوں گا اور بعض کو گرجا میں اندر رکھوں گا تا کہ مسلسل اطمینان رہے۔ گورنر نے کہا ٹھیک ہے۔

عظیم معرکہ اور قیدیوں کی ملاقات
جنگ کا چھٹا مرحلہ

صاحب فتوح العجم علامہ واقدیؒ فرماتے ہیں کہ راس العین کے بڑے گرجے میں حضرت خالدؓ کے ساتھ قید میں چھ سو صحابہ وغیرہ اکھٹے ہو گئے، عجیب منظر تھا رات کے وقت حضرت سعید بن زیدؓ حضرت خالدؓ کے پاس تشریف لے گئے اور گلشن نبوی کے ان بلبلوں نے آپس میں ایک دوسرے کو سلام کیا ان نو وارد خود ساختہ قیدیوں نے حقیقی قیدیوں کو مبارک باد دی کہ اب تمہاری رہائی قریب ہے۔ حضرت خالدؓ نے فرمایا کہ مجھے جب معلوم ہوا کہ یوقنا کو قید کر کے لایا جا رہا ہے تو میں نے جان لیا کہ یوقنا نے کوئی حیلہ کھڑا کیا ہے اور کسی تدبیر کے تحت یہاں آ رہا ہے۔

اس کے بعد حضرت سعیدؓ نے ایک آدمی کو کسی طرح حضرت عیاض بن غنم کی طرف بھیجا کہ ان کو کہہ دیں کہ قلعہ راس العین کے لئے بس ایک معرکہ کی ضرورت ہے آپ لوگ فوراً باہر سے آ کر کارروائی شروع کر دیں۔ حضرت عیاض بن غنمؓ چونکہ عام افواج اسلامیہ کی کمان کر رہے

تھے جب آپ ؓ کو معلوم ہوا تو آپ نے فوراً فوجوں کو حکم دیا کہ جلدی وہاں پہنچ جاؤ لیکن دشمن کے جاسوسوں سے بچ کر چلو چنانچہ لشکر اسلام صبح طلوع ہونے سے پہلے راس العین پر عقابوں کی طرح جھپٹ پڑا، میدان کارزار گرم ہوا گھوڑے ہنہنانے لگے اور "وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا" کی عملی تفسیر سامنے آنے لگی تلواریں چمکنے لگیں اور نیزے رقصاں وخراماں کا منظر پیش کرنے لگے، جیش اسلامی کے نامور جیالے جھومتے ہوئے میدان میں اترے، بپھرے ہوئے شیر دھاڑتے ہوئے کفر کی لومڑیوں کو نوچنے لگے، لڑائی کے شعلے بھڑک اٹھے گردنیں کٹ رہی تھیں اور جسم گر رہے تھے ادھر سورج طلوع ہونے لگا تا کہ پہلوانوں کا نظارہ دیکھے اور اُدھر تلواریں غروب ہونے لگیں تا کہ خون سے اپنی پیاس بجھا دیں، گھمسان کا رن پڑا، شہریاض اپنی صفوں کو درست کرنے کے لئے کھڑا تھا اس کا خاص باڈی گارڈ ان کے ساتھ تھا کہ اچانک محمدی کھچار سے ایک غضبناک شیر عبداللہ بن قرط ؓ ان پر حملہ آور ہوا وہ بھاگنے لگا لیکن عبداللہ اب ان کے لئے موت کا فرشتہ بن چکا تھا آپ نے جچا تلا نیزہ ان کے سینہ میں مارا جو آر پار نکلا اور بادشاہ شہریاض گر کر ہلاک ہو گیا۔ عبداللہ نے گھوڑے سے اتر کر اس کا سر قلم کیا اور نیزہ پر اٹھا کر اونچی آواز سے کہا خبردار! میں نے بادشاہ کو قتل کر دیا ہے یہ اس کا سر ہے اب کوئی جو کچھ کرنا چاہے اسکی مرضی ہے۔

یہ آواز سن کر کفار بھاگنے لگے اور مسلمانوں نے ان کو تلواروں سے کاٹنا شروع کیا، بھاگنے والے بھاگ گئے مرنے والے مر گئے اور قید ہونے والے قید ہو گئے بڑے بڑے جرنیل یا قتل ہو گئے یا قید ہو چکے تھے، بادشاہ شہریاض اب بغیر تاج وتخت کے زمین پر بے یار و مددگار پڑا تھا اس سب منظر کے پیش نظر راقم الحروف نے ایک بار پھر کہا:

مِنْ عَهْدِ عَادٍ كَانَ مَعْرُوْفاً لَنَا ۔۔۔ أَسْرُ الْمُلُوْكِ وَقَتْلُهَا وَقِتَالُهَا

قارئین کے لطف کے لئے میں نعمان بن منذر ؓ کے قصیدے کا ایک شعر پھر نقل کرتا ہوں فرمایا:

وَسَوْفَ نَقُوْدُ الْخَيْلَ جَرْدًا سَوَابِقًا ۔۔۔ إِلٰى شَهْرِيَاضِ الْكَلْبِ ذَاكَ شَدِيْدُهَا

اور ہم عنقریب تیز رفتار عمدہ گھوڑے شہریاض کتے پر دوڑائیں گے جو تمام کتوں سے زیادہ سخت کتا ہے۔

جدید بن ناشب فرماتے ہیں کہ مجھے جنگ ختم ہونے پر مقتولین کی گنتی کا بڑا شوق رہتا تھا، چنانچہ میں نے کنکریاں پھینک پھینک کر ایک ایک کو گنا تو کفار کے اسی ہزار سات سو پچاس آدمی مارے جا چکے تھے، قیدیوں کا تو اندازہ لگانا مشکل تھا۔

راس العین کے لوگوں کو جب پتہ چلا کہ بادشاہ مارا گیا ہے اور مسلمان اب شہر میں داخل ہونے والے ہیں تو بہت پریشان ہوئے اور راس العین کے گورنر مرسیوس کے پاس جمع ہو گئے تاکہ شہر اور خاص قلعہ کے حفاظتی انتظامات مکمل کئے جا سکیں، گورنر مرسیوس اب بادشاہ کی جگہ خود بادشاہ بن چکا تھا۔

قلعہ کے اندر سے حضرت خالد بن ولیدؓ کی کارروائی
جنگ کا ساتواں مرحلہ

لشکر اسلام نے جب قلعہ راس العین کے باہر کفر کی فوجوں کو عبرتناک شکست دے دی تو بھاگے ہوئے لوگ قلعہ کے اندر بغرض پناہ داخل ہو گئے۔ مرسیوس نے حکم دیا کہ عرب قیدیوں کو لایا جائے تاکہ ان کی گردنیں اڑائی جائیں کیونکہ عجم کی یہ عادت تھی کہ جب بادشاہ مارا جاتا تو قیدیوں میں سے ایک سو آدمیوں کو قتل کیا جاتا تھا، وہ اس کی تیاری میں لگا تھا کہ باہر سے حضرت عیاضؓ نے زوردار حملہ کیا اور دشمن کو باہر سے مشغول رکھا۔

اسلامی لشکر میں ایک شخص تھا جس کا نام جمیل بن سعد تھا یہ غضب کا تیر انداز تھا، ہوا میں پرندہ جہاں مارنا چاہتا تھا، اسی مقام کو نشانہ بناتا تھا یہ شخص مدینہ منورہ سے جہاد کا زبردست شوق لے کر بوڑھی والدہ کو الوداع کہہ کر یہاں آیا تھا والدہ نے ان کو جہاد کا حکم دیا تھا، اس معرکہ میں اس اللہ کے شیر نے دشمن کے تیس جرنیل یکے بعد دیگرے واصل جہنم کئے، دشمن نے دور سے اس پر بذریعہ فلاخن سنگ باری شروع کی جس سے کئی مسلمان شہید ہو گئے، جمیلؓ نے ان لوگوں کو بھی تیر کا نشانہ بنایا جس کی وجہ سے وہ مورچہ خالی ہو گیا، یہ لڑکا تیر پھینکتے وقت کہتا تھا:

''وَاشَوْقَاهُ اِلَی الشَّهَادَةِ'' ''ہائے شہادت کا شوق'' بالآخر مرسیوس نے فلاخن

پر پتھر پھینکا جو آپ کے سینہ پر لگا اور آپ زمین پر گر پڑے، شہادت سے پہلے اس جوان نے دردناک انداز سے کچھ اشعار اپنے والدہ کے نام پڑھے اور اپنے چچازاد بھائی رافع کو لکھوائے، اشعار اور اس کا ترجمہ درج ذیل ہے:

① اَیَا رَافِعًا اَن لَّا حَمَلْتَ رِسَالَتِیْ تُخْبِرُ اَنِّیْ قَدْلَقِیْتُ حِمَامِی

② وَاِنْ جِئْتَ اُمِّی رَافِعًا وَ عَشِیْرَتِیْ فَخُصَّھُمْ مِنِیْ بِکُلِّ سَلَامٖ

③ وَاِنْ سَاءَلَتْ عَنِیّ الْعَجُوْزُ فَقُلْ لَھَا قَتِیْلُ حِجَارٍ لَاقَتِیْلُ سِھَامٖ

④ طَرِیْحًا بِبَابِ الْحِصْنِ لَمَّا تَطَایَرَتْ مِنَ الْحَجَرِ الصَّلْدِ الْاَصَمِّ عِظَامِیْ

⑤ وَلَسْتُ اُبَالِیْ اِنْ قُتِلْتُ لِاَ نِّنِیْ اَرْجِیْ بِقَتْلِیْ فِی الْجِنَانِ مُقَامِی

① اے رافع! تم میرے اس خط کو کیوں نہیں لے جاتے ہو؟ کہ تم اطلاع کر دو کہ میں نے موت سے ملاقات کی۔

② اے رافع! اگر تم امی جان اور میرے خاندان کے پاس گئے تو ان کو میرا خصوصی سلام عرض کرنا۔

③ اور اگر تجھ سے میری ضعیف والدہ میرا حال پوچھے تو ان سے کہو کہ جمیل تیر سے نہیں پتھر سے شہید ہوا ہے۔

④ قلعہ کے دروازہ پر اس حال میں پڑا ہے کہ مضبوط پتھر سے اسکے پرخچے اڑ گئے ہیں۔

⑤ مجھے اپنی موت کی کوئی پرواہ نہیں کیونکہ میں اپنی شہادت سے جنت الفردوس کی امید رکھتا ہوں۔

جمیل کی شہادت اور ان اشعار کی وجہ سے مسلمانوں اور خاص کر حضرت عیاضؓ بہت روئے، اس کی ضعیف والدہ نے جمیل پر صبر جمیل اختیار کیا اور دعائیں دیں اور کہا:

''یَابُنَیَّ عِشْتَ سَعِیْدًا وَ مُتَّ شَھِیْدًا''

اے میرے لخت جگر تو نیک بخت ہو کر زندہ رہا اور شہید ہو کر مرا۔ جمیل کو ادھر ہی دفنا دیا اور

راقم نے ان کے لئے کہا:

لئے پھرتی ہے بلبل چونچ میں گل
شہید ناز کی تربت کہاں ہے

ادھر ملعون مرسیوس نے پھر گرجا میں جا کر خالدؓ اور ان کے ساتھیوں کو قتل کرنے کا ارادہ کیا لیکن عاصم بن رواحہ پھر آڑے آئے اور کہا کہ جنگ جاری ہے اس وقت ان کو قتل کرنا مناسب نہیں ہے۔

ایک دن حضرت خالدؓ اور دیگر ساتھیوں نے طے کرلیا کہ بس آج جب یہ لوگ میدان میں لڑنے جائیں گے پیچھے سے ہم کارروائی کردیں گے مکمل تیاری اور پورا منصوبہ بنالیا لیکن اتفاق سے اس دن لڑائی نہیں ہوئی عاصم نے صحابہ کرامؓ کو سمجھا دیا تھا کہ جب یہ لوگ گرجا میں عبادت یا مشورہ کے لئے جمع ہوجائیں تو اس دن سب مل کر کارروائی کریں گے، چنانچہ مرسیوس نے اہل مشورہ اور شہر کے معززین کو اسی کنیسہ اور گرجا میں بلایا بڑے بڑے سردار اور جرنیل اطمینان کے ساتھ بیٹھے تھے اور باہر کے دشمن کے لئے مشورہ کررہے تھے اور موت قریب سے ہنس رہی تھی، وہ مشورہ کررہے تھے کہ یہ کریں گے وہ کریں گے کہ اتنے میں خالدؓ بن ولید کی سرکردگی میں گلشن اسلام کے شاہینوں نے ان سب کو آدبوچا، نعرہ تکبیر بلند ہوا اور آواز آئی ہم محمدی ہیں، ہم حاملین قرآن ہیں ہم صائم رمضان ہیں اب تمہارے گناہوں نے خود تمہیں گھیر لیا ہے کہاں ہے تمہارا صلیب؟ کہاں ہے تمہارے پادریوں کی تدبیر؟ پس اب موت ہے ہاں صرف موت۔ حضرت خالدؓ نے فرمایا اے اللہ کے پیارو تلواروں کو تھامو اور ٹھیک ٹھیک ان کو مارو۔ بس پھر کیا تھا تلواروں کی جھنکار شروع ہوئی اور نیزوں کے شرارے اٹھنے لگے، اونچے اونچے برج زمین بوس ہوگئے، کفر کی شوکت مٹ گئی۔

حضرت دامسؓ نے جلدی سے دوڑ کر قلعہ کے دروازوں کو کھولا تو باہر سے حضرت عیاضؓ کی معیت میں اسلامی لشکر اپنے آب وتاب سے اندر داخل ہوا، اللہ اکبر کے نعرے بلند ہوئے اور تسبیح وتہلیل سے قلعہ گونج اٹھا، کچھ دیر تک کارروائی ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے بیس (۲۰) ہزار

کفار گرفتار ہوئے ، بہت سے مارے گئے اور بہت سارے مسلمان ہوئے اور باقی نے جزیہ قبول کرلیا۔ اللہ کا کلمہ بلند ہوا اسلام کا پرچم لہرانے لگا اور کفر مٹ اور پٹ گیا۔ حضرت عیاض بن غنمؓ اور خالد بن ولیدؓ اور دیگر اسلامی کمانڈروں نے آپس میں علیک سلیک کی اور پھر حضرت عیاضؓ نے عمر فاروقؓ کو راس العین کی فتح کی خوشخبری اور دیگر تفصیلات پر مشتمل خط روانہ کیا اور خمس کا مال بھی بھیجا اور فرمایا کہ دعا کریں ہم آگے بڑھ رہے ہیں۔ سچ ہے۔

ھم الجبال فسل عنھم مصادمھم ماذاری منھم فی کل مصطدم

صحابہ پہاڑوں کی مانند تھے ، ذرا ان اکفار سے ان کے معرکوں کے بارے میں پوچھ تو لیں کہ کیا ہوا تھا۔

خَلَقَ اللّٰہُ لِلْحُرُوْبِ رِجَالاً وَرِجَالاً لِقَصْعَۃٍ وَّثَرِیْدِ

پھر صحابہ کرام نے اور افواج اسلامیہ نے راس العین میں ایک ماہ ٹھہر کر آرام کیا اور وہاں بڑی جامع مسجد تیار کی ، اب گرجا نسطوریا مسجد میں تبدیل ہوگیا اور مسلمانوں نے وہاں نمازیں پڑھیں اور اللہ کی زمین کفر و شرک سے پاک ہوگئی۔ **الحمدللہ علیٰ ذلک**

فتوحات میّا فارقین و آمد

جنگ کا پہلا مرحلہ

صاحب فتوح العجم علامہ واقدیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عیاض بن غنمؓ راس العین سے کفر توثا چلے گئے وہاں جنرل یرغون سے ملاقات ہوئی ، ایک دوسرے کو مبارک باد دی ، پھر حضرت عیاضؓ نے طاریون کے سامنے اسلام پیش کیا وہ مسلمان ہوگئی اور پھر یرغون اور طاریون کی شادی ہوگئی وہاں سے حضرت عیاضؓ دارا چلے گئے وہاں کے لوگوں نے صلح کی درخواست کی ، چنانچہ تیس ہزار دینار اور تیس ہزار درہم پر صلح مکمل ہوگئی وہاں سے حضرت عیاضؓ بیرحا تشریف لے گئے وہاں کے لوگوں نے بھی صلح کی درخواست کی ان سے صلح کرکے آپؓ سیدھے باعنا پہنچ گئے وہاں کے لوگوں سے صلح کرکے آپؓ آمد وارد ہوئے جن لوگوں سے صلح ہوئی تو ان

میں بہت سارے مسلمان ہو گئے اور باقی نے جزیہ قبول کرلیا۔ سات جمادی الاولیٰ کو آپؓ کی آمد مقام آمد میں ہوئی یہاں دو بھائی رہتے تھے ایک کا نام بطرس تھا اور دوسرے کا نام یوحنا تھا یہ دونوں غضب کے بہادر تھے، ان میں سے ایک بھائی آمد کے مشرقی جانب اور دوسرا مغربی جانب پر قابض تھا، اسلام کے جاں نثار سپاہی جب آمد پہنچے تو حضرت عیاضؓ کے حکم سے اسلام کے شیروں نے شہر کا محاصرہ کرلیا حضرت عیاضؓ نے ایک بلند مقام پر مورچہ سنبھال لیا، حضرت سعید بن زیدؓ، باب روم پر مورچہ زن ہوئے، حضرت معاذ بن جبل باب الجبل پر تعینات ہوئے اور سرمایہ اسلام ''سَیْفٌ مِنْ سُیُوْفِ اللّٰہ'' حضرت خالدؓ نے باب الماء پر پڑاؤ ڈال دیا۔

اس شہر کی عمومی قیادت ایک چالاک عورت کر رہی تھی جس کا نام مریم تھا یہ یوحنا کی بیوی تھی، اس نے جب دیکھا کہ صحابہ کرامؓ نے محاصرہ کرلیا ہے تو اس نے شہر کے با اثر لوگوں اور فوج کے جرنیلوں اور گرجاؤں کے پادریوں کو بلا کر جوش دلایا اور کہا یہ شہر فارس اور دیار بکر کا دروازہ ہے اگر یہ مسلمانوں نے چھین لیا تو سمجھ لو کہ عیسائی مذہب کا نام ونشان مٹ جائے گا اس لئے تم اپنی بیوی بچوں، اپنے مذہب اور اپنے وطن کی خاطر جان توڑ کر لڑو فصیل پر چڑھ جاؤ اور خوب مقابلہ کرو یہ قلعہ اتنا مضبوط ہے کہ اگر مسلمان سو سال تک یہاں لڑائی لڑیں تب بھی اس کو فتح نہیں کر سکتے ہیں، پادریوں کی موجودگی میں سب نے قسمیں اٹھائیں کہ لڑیں گے اور سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنیں گے، چنانچہ سب نے شہر کے کناروں پر مورچے سنبھال لئے زبردست اسلحہ اکٹھا کیا اور قوت کا عظیم الشان مظاہرہ کیا، حضرت عیاضؓ نے جب دیکھا کہ اللہ کے دشمن جنگ پر اتر آئے ہیں آپؓ نے اہل شوریٰ سے مشورہ طلب کیا۔

حضرت خالدؓ نے فرمایا اے امیر! آپ اس عورت کے نام ایک خط لکھیں اور اس کو اسلام کی دعوت دے دیں ہو سکتا ہے یہ مسلمان ہو جائے یا کم از کم صلح پر آمادہ ہو جائے، اس کو آپ دھمکی بھی دیں اور آمادہ بھی کریں، چنانچہ حضرت عیاضؓ نے قلم اور دوات منگا کر مریم کے نام اس طرح خط لکھا۔

اسلامی جرنیل حضرت عیاضؓ کا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والصلوٰۃ علی سیدنا محمد و آلہ۔

من عیاض بن غنم امیر جیوش المسلمین بدیار بکر وارض ربیعۃ الی مریم الداریۃ۔ امابعد!

فان اللہ سبحانہ و تعالیٰ قد نصرنا و بجمیع الکفار أظفرنا و علی قبض الملوک أیدنا، و ما نزلنا علی بلدٍ الّا ملکناہ و لا قاتلنا جیشًا الا ھزمناہ والعزۃ للہ ولرسولہ وللمومنین۔

ولیس حصنک بأمنع من تدمر ولا بعلبک ولا حلب ولا انطاکیہ دار الملک ھرقل ولم یبق بین ایدینا صَعْبٌ الا سھلہ اللہ علینا و بذلک وعدنا اللہ فی کتاب العزیز فقال و کان حقًا علینا نصر المؤمنین۔

فاذا وصل الیک کتابی ھذا فسلّمی تسلمی وایّاک أنْ تخالفی تندمی ومھما اردتُ بلغناک ولسنا نکرھک علی فراق دینک ولا احدًا من اھل بلدتک لقولہ لا اکراہ فی الدین۔

وان تمسّکتِ بالھوٰی فستعلمون من أضعفُ ناصرًا و أقلُّ عددًا والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔

ترجمہ: دیار بکر اور سرزمین ربیعہ میں لشکر اسلام کے کمانڈر انچیف عیاض بن غنم کی طرف سے یہ خط بنام مریم داریہ ہے۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد کی ہے اور جملہ کفار کے مقابلے میں ہمیں کامیابی عطا کی ہے اور بادشاہوں کی گرفتاری میں ہماری تائید کی ہے، ہم جس شہر پر اترے ہیں اس کے مالک بنے ہیں اور جس لشکر سے مڈبھیڑ ہوئی ہے اسے شکست فاش دی ہے، عزت عظمت اللہ تعالیٰ کی ہے اور پھر رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی

ہے، یادرکھو آپ کا یہ قلعہ، تدمر، بعلبک، حلب اور انطاکیہ ہرقل سے زیادہ مضبوط و محفوظ نہیں ہے ہمارے سامنے جو بھی مشکل پیش آتی ہے اللہ تعالیٰ اسے ہمارے لئے آسان فرمادیتا ہے اور اسی کا وعدہ ہمارے رب نے ہمارے ساتھ کیا ہے کہ ہم پر مسلمانوں کی نصرت لازم ہے، پس جس وقت تجھے میرا یہ خط پہنچے فوراً میرے فرمان کو قبول کرلو بچ جاؤ گی، اور میرے حکم سے سرتابی نہ کر ورنہ پچھتاؤ گی، اور جب بھی میں چاہوں گا تو ہم تیرے قلعے میں پہنچ جائیں گے ہم تمہیں زبردستی تمہارے دین سے الگ کرنا نہیں چاہتے اور نہ شہر کے کسی آدمی سے ایسا کریں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ دین میں زبردستی نہیں ہے، لیکن اگر تو خواہشات نفسانیہ کے تحت اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہی تو بہت جلد تم کو معلوم ہو جائے گا کہ مدد کے لحاظ سے کون کمزور تر ہے اور عدد کے اعتبار سے کون کم تر ہے۔ والسلام۔

جب یہ خط ملکہ مریم کو پہنچا تو اس نے ارکان دولت سے کہا کہ اگر ہم نے قلعہ کو یونہی مسلمانوں کے حوالہ کیا تو دنیا کے لوگ ہم پر ہنسیں گے کہ بغیر جنگ اور بغیر محاصرہ کے اتنا مضبوط قلعہ مفت میں چھوڑ دیا میری رائے یہ ہے کہ میں ایک خط جواب میں لکھتی ہوں تاکہ عرب کو ہمارے قلعے کا کوئی لالچ باقی نہ رہے، چنانچہ اس نے اس طرح خط لکھا:

امابعد! آپ کا خط مجھے موصول ہوا، آپ نے جو یہ لکھا ہے کہ اللہ کی مدد تمہارے ساتھ ہے تو یادرکھو یہ حضرت مسیحؑ تمہیں مہلت دے رہا ہے اور یہ محض استدراج اور ڈیل ہے پھر وہ تمہاری سخت گرفت کرے گا اور میں دیکھ رہی ہوں کہ تمہارا مقابلہ طاقت ور شہزادوں سے ہوگا، مضبوط بازوؤں اور تیز تلواروں کا سامنا کرنا پڑے گا، ایک مضبوط لشکر سے ٹکراؤ ہوگا، تم سے پورا پورا بدلہ لیا جائے گا اور دین مسیحؑ کو سرخرو کیا جائے گا، ہم اپنا قلعہ ہرگز تمہارے حوالہ نہیں کریں گے تم چاہو تو یہاں پڑے رہو اور چاہو تو چلے جاؤ۔ والسلام۔

حضرت عیاضؓ کو جب یہ خط ملا تو آپ نے فرمایا اللہ پر بھروسہ ہے پھر حضرت عیاضؓ نے آمد کا محاصرہ مضبوط کیا اور آس پاس کے علاقوں پر چھاپے جاری رہے۔

میافارقین پر چڑھائی
جنگ کا دوسرا مرحلہ

اس کے بعد ایک کمانڈر حکم بن ہشامؓ آگے بڑھا اور حضرت عیاضؓ سے میارفارقین پر چھاپہ مار جنگ کی اجازت مانگ لی، آپؓ نے اسکو اجازت دے دی، اس نے انصار و مہاجرین میں سے ایک سو صحابہ کرامؓ کو اپنے ساتھ لیا اور جلدی جلدی دریائے دجلہ عبور کر کے قلعہ میارفاقین تک راتوں رات پہنچ گیا، آپؓ نے قلعہ کے سامنے اللہ تعالیٰ سے التجا کی اور فرمایا: میرے مولا! ہمیں بغیر لڑائی کے اندر تک پہنچا دے، ادھر دعا مکمل ہوئی اور اُدھر قلعہ میں داخل ہونے کا راستہ بن گیا اور ایک دروازہ خود بخود کھل گیا، اسلام کے یہ جاں نثار وسط شہر میں داخل ہو گئے اور ماریہ نامی گرجے میں جا کر ٹھہرے، ان لوگوں کی عید تھی جب گرجا میں صحابہ کو دیکھا تو چیخ اٹھے اور ایک شور و غل برپا کیا، شہر کے رئیس کا نام اسلاغورس تھا وہ آیا اور صحابہ سے اس طرح گفتگو کی۔

اسلاغورس: تم کون لوگ ہو؟

حکم بن ہشامؓ: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھی ہیں۔

اسلاغورس: تم لوگ کہاں سے آئے ہو؟

حکم بن ہشامؓ: اپنی فوجوں کے ہاں سے آئے ہیں۔

اسلاغورس: شہر کا دروازہ تمہارے لئے کس نے کھولا؟

حکم بن ہشامؓ: جس کے ہاتھ میں کائنات کی چابیاں ہیں اس نے کھولا۔

اسلاغورس: کیا آپ لوگ ہم سے ڈرتے ہو؟

حکم بن ہشامؓ: ہم ایسی مخلوق سے کیوں ڈریں جس کے ہاتھ میں نفع نقصان نہیں ہے ہم تو صرف خالق سے ڈرتے ہیں۔

اسلاغورس: تمہارا دین نیا ہے اور ہمارا دین قدیم ہے اور قدیم افضل ہوتا ہے حادث اور نئے سے۔

حکم بن ہشامؓ: اگر ایسا ہے تو پھر ابلیس سب سے افضل ہوا کیونکہ وہ انسان سے پہلے ہے۔

راوی کا کہنا ہے کہ حضرت حکمؓ نے اسلام کے بارے میں تفصیل سے کلام کیا اور عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اسلام کا نقطۂ نظر واضح کیا اور توحید کی آیتیں پڑھیں جس سے گرجے میں زلزلہ برپا ہو گیا، عام لوگوں نے کہا کہ مسیح ناراض ہو گیا اس لئے کہ ہم نے ان عربوں کو گرجا میں چھوڑا ہے، ایک ہوشیار سردار نے کہا یہ توحید کا اثر ہے، پھر اس سردار نے اسلام کی تائید کی اور کہا کہ میں نے بیت المقدس کی فتح کے موقع پر عمر فاروقؓ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا، اس کے بعد اسلاغورس نے بھی اسلام قبول کیا اور کچھ اور لوگ بھی اسلام میں داخل ہوئے، پھر اسلاغورس نے عام شہریوں کے سامنے اسلام کی بات رکھی اور کہا کہ یہ دین حق ہے اسے قبول کرلو۔ لوگوں نے کہا کہ ہمیں تین دن سوچنے کی مہلت دے دو۔

چنانچہ شہر کے چھوٹے بڑے اکٹھے ہوئے اور قسمیں اٹھائیں کہ ہم اپنا شہر ہرگز مسلمانوں کے حوالہ نہیں کریں گے اگرچہ ہم ایک ایک کٹ کر مر جائیں اور نہ ہم اسلام قبول کر سکتے ہیں۔

تین دن کے بعد جاسوس نے اسلاغورس کو اطلاع دی کہ شہر والے بالکل مسلح ہو چکے ہیں اور لڑنے کے لئے تیار ہیں اسلاغورس کے ساتھیوں نے بھی جلدی جلدی اسلحہ زیب تن کیا اور صحابہ کرامؓ کو ساتھ لے کر مقابلہ کے لئے نکل آئے، دن بھر لڑائی ہوئی دونوں طرف سے تابڑ توڑ حملے ہوئے اور رات کو دونوں فریق اپنے اپنے مقام پر چلے گئے۔ اسلاغورس نے صحابہ کرامؓ سے کہا ایک آدمی کو جلدی جلدی اپنی فوج کی طرف روانہ کرو تاکہ وہاں سے مزید کمک پہنچ جائے، چنانچہ ایک قاصد کو روانہ کیا گیا وہ کچھ فاصلہ طے کر چکا تھا کہ اتنے میں گھوڑوں کی ٹاپوں کی زبردست آوازیں سنائی دیں۔ معلوم ہوا کہ حضرت عیاضؓ کو خیال آیا کہ ان صحابہ کی مدد کے لئے مزید کمک میافارقین بھیجنا چاہیئے چنانچہ یہ پانچ سو شہسوار حضرت ضبہ بن عدیؓ کی کمان میں آپہنچے۔

قاصد ان کے ساتھ واپس آیا اور خفیہ راستہ سے ان کو شہر میں داخل کیا، محمدی کھچار کے ان شیروں نے ایک دوسرے کو سلام کیا اور پھر باہر نکل کر شہر والوں کو للکارا کہ اے دشمنان اسلام

اب تمہارے برے دن آ گئے ہیں اب صرف ہلاکت ہی ہے۔ گلشن محمدی کے پہلوانوں نے یہ کہہ کر تلواروں سے ان کی تواضع شروع کر دی۔ زاغانِ کفر نے جب اسلام کے شاہینوں کو جھپٹتے ہوئے دیکھا تو بھاگ اٹھے اور ''امن ہے امن ہے'' کے نعرے بلند کئے، صحابہ کرامؓ نے فرمایا جو اسحہ ڈال دے گا، اور ہماری طرف آ جائے گا وہ امن میں ہے، چنانچہ سب نے اسلحہ ڈال دیا کچھ مسلمان ہوئے اور کچھ ذمی رہے اس بڑے گرجے کو جامع مسجد میں تبدیل کیا گیا اور اس طرح میا فارقین پر اسلام کا جھنڈا لہرانے لگا۔ سچ ہے:

خَلَقَ اللهُ لِلْحُرُوْبِ رِجَالاً وَرِجَالاً لِقَصْعَةٍ وَّثَرِيْدٍ

خالد بن ولیدؓ کا قلعہ آمد میں داخل ہونا
جنگ کا تیسرا مرحلہ

صاحب فتوح العجم فرماتے ہیں کہ قلعہ آمد کے لوگ نہ تو باہر آئے نہ قلعہ حوالہ کیا اور نہ جنگ کی، پانچ ماہ تک صحابہ کرامؓ اس شہر کا محاصرہ کئے ہوئے تھے، حضرت عیاضؓ اس حال سے پریشان تھے اور عام مسلمان بھی مصیبت میں تھے، حضرت خالدؓ ہر روز فصیل کے اردگرد چکر لگاتے تھے اور شام کو واپس اپنی جگہ باب الماء پر آتے تھے اور شہر میں داخل ہونے کی کوئی صورت نہیں بنتی تھی، آپؓ کا غلام ہر روز جو کی ایک روٹی پکا کر حضرت خالدؓ کے لئے خیمہ میں رکھتا تھا اور آپؓ شام کے وقت روزہ افطار کرتے تھے، تین دن سے ایسا ہونے لگا کہ حضرت خالدؓ کی روٹی غائب رہتی تھی غلام کا خیال تھا کہ آپؓ کھا لیتے ہیں اور آپ کا خیال تھا کہ غلام تیار نہیں کرتا ہے۔

تین دن کے بعد حضرت خالدؓ نے غلام سے پوچھا کہ میں نے تین دن سے کچھ کھایا نہیں ہے، غلام نے کہا میں تو روانہ روٹی اسی جگہ پر رکھتا ہوں، چنانچہ اگلے دن غلام ہمام نے چھپ کر دیکھا تو ایک کتا آیا اور روٹی منہ میں لے کر شہر کی طرف چلا گیا، ہمام غلام اس کے پیچھے گیا یہاں تک کہ کتا پانی کے ایک نالے میں اتر گیا اور اندر ہی اندر سے شہر کی طرف چلا گیا ہمام سب کچھ دیکھ کر واپس آ گیا، جب حضرت خالدؓ نے مغرب کی نماز پڑھ لی تو غلام سے روٹی منگوالی،

غلام نے کہا اے آقا میں نے ایسا ایسا واقعہ دیکھا ہے اور کتے کا سارا واقعہ سنا دیا۔

حضرت خالدؓ نے فرمایا کہ مجھے وہ جگہ دکھا دو، چنانچہ دونوں اس جگہ چلے گئے جہاں سے نالہ شہر کو اندر بہتا تھا، حضرت خالدؓ نے جب دیکھا کہ یہی راستہ ہے تو آپؓ نے فرمایا۔" اللہ اکبر فتح اللہ ونصر "بس اب شہر فتح ہو گیا، واپس آ کر حضرت خالدؓ نے اپنے ساتھیوں کو بتایا نالہ جہاں سے اندر داخل ہوتا ہے وہی ہمارا راستہ ہے لیکن تم مجھے ایک سو ساتھی چن کر دے دو جنہوں نے اپنی جانوں کو اللہ تعالیٰ کے لئے فروخت کر دیا ہو چنانچہ حضرت خالدؓ کے ساتھ گلشن اسلام کے ایک سو پہلوان تیار ہو گئے۔

حضرت خالد نے حضرت عیاضؓ کو مطلع کیا اور فرمایا کہ آپ لوگ ہر وقت تیار رہو جب قلعہ کے اندر سے تکبیروں کی صدائیں بلند ہو جائیں تو پھر باہر سے کارروائی شروع کر دو۔ حضرت خالدؓ اپنے خاص چاق و چوبند دستے کو لے کر اسی جگہ پہنچے جہاں سے یہ نالہ اندر کو جاتا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس طرف کے چوکیداروں پر نیند مسلط کر دی، آدھی رات کا وقت تھا کہ خالد سب سے پہلے دیوار کے نیچے سے اس نالے میں گھستے ہوئے اندر چلے گئے، آپ کے بعد آپ کے ساتھی بھی اندر داخل ہوئے، عجیب بات یہ سامنے آئی کہ جو حضرات جسم کے بھاری تھے وہ اس تنگ راستے سے اندر نہ جا سکے وہ کل بیس آدمی تھے اسی اندر اور بیس باہر رہ گئے، پھر ایک صاحب نے اس سوراخ کو کشادہ کیا اور یہ بیس بھی داخل ہو گئے، اسلام کے یہ جانثار جب شہر کے بیچ تک پہنچ گئے تو کچھ لوگ آہٹ سن کو اٹھ کھڑے ہوئے، حضرت خالدؓ نے سب سے پہلے ان چوکیداروں کو قابو کیا جو اہم اہم مقامات پر تھے، پھر اپنے دس آدمیوں کو قلعہ کے دروازے توڑنے کے لئے روانہ کیا تا کہ باہر سے حضرت عیاضؓ کارروائی کریں، وہ حضرات جا کر تالے توڑ کر دروازے کھول کر واپس آ گئے۔

حضرت خالدؓ نے اپنی گرجدار آواز سے نعرہ تکبیر بلند کیا اور وسط شہر میں کارروائی شروع کی، حضرت عیاضؓ اپنے ساتھیوں کے ساتھ عقابوں کی طرح قلعہ والوں پر باہر سے جھپٹ پڑے وہ

لوگ نہ بھاگ سکے اور نہ اٹھ سکے کہ تلواروں نے ان کو کاٹنا شروع کر دیا۔

حضرت خالدؓ لشکر اسلام کے ساتھ زور زور سے نعرہ تکبیر بلند کر رہے تھے اور کفار کو مار رہے تھے، انتہائی تاریک رات تھی کہ تلواریں آپس میں ٹکرائیں، لاشوں پر لاشیں گر رہی تھیں اور گردنیں کٹ رہیں تھیں، بزدل دشمن پر کپکپی طاری تھی، اتنا شور و غل تھا کہ کسی کو کسی کی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی شہر آمد والوں کا اب نہ کوئی مددگار تھا نہ کوئی سفارشی تھا، چاروں طرف سے کفار اشرار کی فریاد اٹھ رہی تھی اور اسلام کے جیالوں کی تلواریں انہیں کاٹ رہی تھیں اور خالد بن ولیدؓ غضبناک شیر کی طرح دھاڑ رہے تھے، ادھر صبح نے نظارہ دیکھنے کے لئے سر نکالا اور ادھر کفار ذلت کے ساتھ منہ چھپانے کے لئے دار الامارہ کی طرف بھاگ نکلے اور قصر الامارۃ میں ملکہ مریم کو ڈھونڈنے لگے لیکن ملکہ کا نام ونشان نہ تھا اس نے اپنے ساتھ قیمتی سامان اور کچھ سہیلیوں کو لے کر قلعہ سے زمین دوز سرنگ کے راستے بھاگنے کا ارادہ کیا کیونکہ اس کو یقین ہو گیا تھا کہ صحابہ کرامؓ اس شہر کے مالک بن چکے ہیں چنانچہ وہ اسی راستے سے نکل کر صحرا اور دشت و بیابان کی طرف چلی گئی، جب آمد کی عام افواج کو پتہ چلا کہ ملکہ بھاگ چکی ہے تو سب نے امن امن کی فریاد کی اور صحابہؓ نے تلوار روک لی، اس کے بعد سب لوگوں کو ایک بڑے میدان میں حضرت عیاضؓ بن غنم کے سامنے لا کھڑا کیا گیا، آپؓ نے اسلام کی خوبیوں کو واضح کیا اور مسلمانوں کی مہربانی اور اچھے سلوک کا تذکرہ کر کے فرمایا جو مسلمان ہونا چاہتا ہے وہ ہمارا بھائی ہے جو اپنے دین پر قائم رہتا ہے وہ جزیہ ادا کر کے آرام سے زندگی گزارے۔

شہر آمد میں بڑے گرجے کی جگہ بڑی جامع مسجد تیار کی گئی، اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہوا اور کفر واہل کفر صحابہ کرامؓ کے عظیم جہاد کی بدولت پاش پاش ہو گئے۔ سچ ہے:

خَلَقَ اللّٰہُ لِلْحُرُوْبِ رِجَالاً   وَرِجَالاً لِقَصْعَۃٍ وَّثَرِیْدِ

جبل جودی اور ھتّاج کی فتح
جنگ کا پہلا مرحلہ

امیر جیوش اسلامیہ حضرت عیاضؓ جب آمد کی کارروائی سے فارغ ہوئے تو آپ نے ادھر ادھر دوسرے قلعوں کا رخ کیا اور ان علاقوں پر فوج ڈال دی، چنانچہ اکثر لوگوں نے صلح کر کے جزیہ قبول کر لیا، انہیں میں سے ایک قلعہ یمانیہ تھا جس کو حذیفۃ بن الیمانؓ نے فتح کیا تھا، اس کے بعد حضرت عیاضؓ جبل جودی پر اتر گئے اور ان لوگوں نے جبل جودی ''سیوان'' اور ذالفروج کو بطور صلح اپنے قبضہ میں لے لیا اور وہاں سے قلعہ ھتاج کا رخ کیا۔

ھتاج پر ایک بدبخت اور بہت سرکش شیطان آدمی بطور گورنر مقرر تھا جس کا نام یانس تھا اس شخص نے اس قلعہ کو ہر لحاظ سے محفوظ اور مضبوط بنا رکھا تھا، حضرت عیاضؓ نے جب جنگی اعتبار سے نقشہ دیکھا تو آپؓ نے فرمایا اگر ہم نے اس قلعہ کو بغیر فتح کئے چھوڑا اور آگے بڑھ گئے تو یہ لوگ مفتوحہ علاقوں کو دوبارہ ہم سے چھین لیں گے لہٰذا پہلے اس کو فتح کرنا ہے۔

یانس کی بیوی میرونہ اپنے والدین کے ہاں گئی ہوئی تھی اور ایک سال کے بعد وہ واپس ھتاج قلعہ کی طرف اپنے گھر آرہی تھی کہ راستہ میں اس کو معلوم ہوا کہ مسلمان سب علاقے فتح کر کے اب ھتاج تک پہنچ چکے ہیں اور طے کر لیا ہے کہ اسکو ضرور فتح کرنا ہے، چنانچہ میرونہ وہیں پر بیٹھ کر انتظار کرنے لگی، یانس کو اپنی اس بیوی سے انتہائی محبت تھی، جب اس نے دیکھا کہ مسلمان اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان حائل ہو گئے ہیں تو یانس نے حیلہ اور تدبیر کے تحت مسلمانوں سے صلح کرنی چاہی تا کہ اس طرح وہ اپنی بیوی کو اپنے پاس لا سکے اس سلسلہ میں یانس نے حضرت عیاضؓ کے نام اس طرح خط لکھا:

''اگر آپ پوری عمر صرف کر کے یہاں پڑے رہے تب بھی آپ اس قلعہ کو فتح نہیں کر سکیں گے لہٰذا آپ ہم سے ایک سال کی صلح کر لیں اور دوسرے علاقوں کی طرف متوجہ ہو جائیں اگر آپ نے دوسرے علاقوں کو فتح کر لیا تو میرا وعدہ ہے ھتاج قلعہ آپ کے حوالہ

کردوں گا۔ والسلام

یانس نے خط ایک قاصد کے حوالے کر کے روانہ کیا یہ قاصد مرھف نامی شخص خود عیسائیوں سے تنگ اور عربوں کی طرف میلان رکھا تھا۔ انہوں نے خط حضرت عیاضؓ تک پہنچا دیا، حضرت عیاضؓ نے خط پڑھنے کے بعد فرمایا ٹھیک ہے۔ جب مرھف قاصد واپس جانے لگا تو اس نے حضرت عیاضؓ سے کہا، اے امیر! میری ایک نصیحت اور خیر خواہی ہے، آپؓ نے فرمایا وہ کیا ہے۔ قاصد نے کہا یانس نے فلاں فلاں منصوبہ بنایا ہے اور سب دھوکہ بازی اور حیلہ سازی ہے۔ حضرت عیاضؓ نے فرمایا کہ میں نے ہاں کردی ہے اب جو کچھ ہوگا اللہ مالک ہے میں خلاف وعدہ نہیں کرسکتا ہوں۔

یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ اس طرف میدان سے زبردست غبار اٹھنے لگا معلوم ہوا کہ اسلامی لشکر میسرہ بن مسروقؓ کی ماتحتی میں ادھر سے آرہا ہے، مسلمان کمانڈروں کی آپس میں ملاقات ہوئی اور پھر حضرت عیاضؓ نے میسرہؓ سے احوال معلوم کیے، آپؓ نے فرمایا کہ ابن ہبیرہؓ کی کمان میں اسلامی فوج نے اس طرف کارروائی کی اور آس پاس کے سارے علاقے فتح کر کے یہ قیدی اور یہ مال غنیمت حاصل کیا ہے، حضرت عیاضؓ نے اللہ کا شکر ادا کیا، قیدیوں میں ایک عورت تھی جس سے سورج شرماتا تھا، مسلمانوں نے نگاہیں نیچے کیں تاکہ اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہوجائے۔ جب مرھف قاصد کی نظر اس لڑکی پر پڑی تو کہنے لگا: ''اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔'' اے مسلمانو! تمہارا دین حق ہے، حضرت عیاضؓ نے پوچھا اے قاصد کیا ہو گیا، قاصد نے کہا کہ یہی لڑکی تو یانس کی بیوی میرونہ ہے جس کے لئے اس نے دھوکہ کرنا چاہا تھا لیکن اللہ نے اس کو تمہارے ہاتھ میں لا ڈالا، حضرت عیاضؓ سجدہ میں گر پڑے اور اللہ کا شکر ادا کیا۔

کافر غادر کی سب تدبیریں الٹی ہو گئیں

جنگ کا دوسرا مرحلہ

حضرت عیاضؓ نے قاصد مرھف سے کہا کہ آپ اپنا اسلام چھپا کر واپس چلے جاؤ اور یانس کو کہہ دو کہ ھتاج قلعہ ہمارے حوالے کر دو اور اپنی بیوی اس کے عوض لے لو، قاصد مرھف واپس گیا اور پوری صورت حال یانس کے سامنے رکھ دی، اس نے جب بیوی کی گرفتاری کا سنا تو جل بھن گیا اور مرھف سے کہا کہ اب کیا کرنا چاہئے مرھف نے کہا کہ آپ یہ قلعہ ان کے حوالے کر دیں، آپ کی بیوی آپ کو مل جائے گی، کیونکہ عرب جب وعدہ کرتے ہیں تو پورا کرتے ہیں پاس رکھتے ہیں۔

یانس نے کہا کہ تم ان سے بارہ آدمی میرے پاس لے آؤ تا کہ معاہدہ کی توثیق ہو جائے لیکن یاد رکھو ایسے افراد کو لے آؤ جو فوج میں چوٹی کے جرنیل شمار ہوتے ہوں خاص کر خالد نامی شخص کا ہونا بہت ضروری ہے، یانس ملعون کا خیال یہ تھا کہ جب یہ بارہ آدمی یہاں آجائیں گے تو میں ان کو قید کر دوں گا اور پھر اپنی بیوی کی رہائی ان کی رہائی سے مشروط کر دوں گا۔

مرھف نے جا کر حضرت عیاضؓ کے سامنے سب صورت حال بیان کی، حضرت عیاضؓ نے فرمایا: اے مرھف! یہ ملعون ہم سے دھوکہ کرنا چاہتا ہے حالانکہ یہ تدبیریں لوگ ہم سے سیکھتے ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید رکھتے ہیں کہ اس شخص کی ساری تدبیریں اس پر الٹی ہو جائیں گی۔

اس کے بعد حضرت خالدؓ اٹھے اور فرمایا اے امیر! آپ ہمیں جانے کی اجازت دیدیں اللہ ہماری مدد فرمائے گا، حضرت عیاضؓ نے فرمایا بسم اللہ کیجئے اللہ پر توکل کیجئے اور چلے جایئے، چنانچہ محمدی کچھار سے اسلام کے یہ دس نامور جرنیل روانہ ہوئے، (۱) حضرت خالد (۲) حضرت مقداد (۳) حضرت عمار (۴) حضرت ضرار بن ازور (۵) حضرت سعید بن زید (۶) حضرت عمرو بن معدیکرب (۷) حضرت مسیب بن نجیہ (۸) حضرت قیس بن ھبیرہ (۹) حضرت عبدالرحمن بن ابی

بکر ⑩ اور حضرت میسرہ رضی اللہ عنہم وعن جمیع الصحابۃ۔

مرھف آگے آگے اور اسلام کے یہ جانثار پیچھے پیچھے قلعہ کے دروازہ تک جا پہنچے وہاں چوکیداروں نے ہتھیار رکھ کر جانے کو کہا باقی ساتھیوں نے اسلحہ باہر رکھا لیکن حضرت خالدؓ، حضرت ضرارؓ اور حضرت عبدالرحمنؓ نے اسلحہ رکھنے سے انکار کیا اور کہا اگر اسلحہ سمیت جانے دو گے تو ٹھیک ہے ورنہ ہم واپس چلے جائیں گے، مرھف نے یانس سے کہا کہ یہ صرف تین آدمی ہیں ان کے پاس اگر اسلحہ کے بجائے آگ بھی ہو تو ہم کو یہ کیا نقصان پہنچا سکتے ہیں، اس لئے مناسب ہے کہ ان کو اجازت دی جائے یانس نے کہا اجازت دے دو یہ لوگ بھی خیال کریں گے کہ ہم ان سے ڈرتے ہیں آنے دو ہم اسلحہ سے ڈرنے والے نہیں ہیں سب کو اسلحہ سمیت داخل کر دو۔

چنانچہ صحابہ کرامؓ اسلحہ سمیت شیروں کی طرح کسی کی پرواہ کئے بغیر یانس کے پاس قلعہ میں داخل ہو گئے، یانس نے اپنے جرنیلوں سے کہا تھا کہ جب میں ان مسلمانوں سے مصافحہ کرنے لگ جاؤں گا تو تم ایک دم حملہ کر کے گرفتار کر لو یانس انتظار میں کھڑا تھا کہ صحابہ کرامؓ وسط قلعہ میں نمودار ہوئے، حضرت خالدؓ نے شاہین کی طرح ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں جس سے دشمن خدا کے اوسان خطا ہو گئے، جسم تھر تھرانے لگا اور ہیبت سے گرنے اٹھنے لگا۔

حضرت خالدؓ نے ان کے چہرے سے معلوم کر لیا کہ اس کے ارادے برے ہیں تو چیخ کر فرمایا، خبردار اے جرنیل! اپنی جگہ سے آگے نہ بڑھو، کیا تو نہیں جانتا ہے کہ ہم سے دھوکہ نہیں ہو سکتا ہے ہم نے بڑے بڑے بادشاہوں کو آزما کر چت لٹایا ہے۔ اس کے بعد حضرت خالدؓ نے اپنی گرجدار آواز سے اسے للکارا اور تلوار اس کی گردن پر ماری، وہ زمین پر گر کر ڈھیر ہو گیا اور پھر دیگر صحابہ کرامؓ نے آگے بڑھ کر قلعہ والوں کی تواضع تیز دھار تلواروں سے شروع کی اور کشتوں کے پشتے لگ گئے۔

یانس نے آس پاس کے علاقوں سے لوگوں کو مسلمانوں سے لڑنے کے لئے جمع کر رکھا تھا

جب یانس مارا گیا تو اہل فسطاس اور فرساط نے آپس میں مشورہ کیا اور کہا کہ مسلمانوں کا مقابلہ آسان کام نہیں ہے لہذا ان سے امان لے لو، چنانچہ ان لوگوں نے مسلمانوں کے ساتھ مل کر قلعہ والوں کو مارنا شروع کر دیا، ادھر حضرت عیاضؓ نے جب قلعہ کے اندر سے لڑائی کا شوروغل سنا تو اپنے ساتھیوں سے اس طرح کہا:

''اے مجاہدو! یانس نے مسلمانوں سے دھوکہ کیا ہے پس جلدی وہاں پہنچ جاؤ''۔

حضرت دامس ابوالہولؓ نے جب سنا تو شیر ببر کی طرح دھاڑے اور اپنے چار سو مجاہدین کا خاص دستہ لے کر پہاڑی راستے سے قلعہ کی طرف بڑھنے لگے، قلعہ سے بھاگنے والوں کو انہوں نے تہہ تیغ کیا اور ابھی یہ حضرات اندر پہنچنے نہ پائے تھے کہ حضرت خالدؓ نے قلعہ فتح کر لیا، اسکے بعد حضرت عیاضؓ اپنے لشکر کے ساتھ قلعہ میں نہایت عظمت اور وقار کے ساتھ داخل ہوئے، قلعہ پر اب اسلام کا جھنڈا لہرا رہا تھا اور اللہ کے شیر ہر طرف قابض ہو چکے تھے، حضرت عیاضؓ نے ایک سو آدمیوں کو قلعہ پر مقرر فرمایا اور مال غنیمت تقسیم کیا اور قیدیوں کے ساتھ اسلامی اصولوں کے مطابق معاملہ کیا، آس پاس کے لوگوں نے امان کی درخواستیں منظور کروائیں، دس دن تک صحابہ نے وہاں آرام کیا، اللہ کا کلمہ بلند ہوا اور کفر پاش پاش ہو گیا سچ ہے۔

خَلَقَ اللّٰہُ لِلْحُرُوْبِ رِجَالاً وَرِجَالاً لِقَصْعَةٍ وَّثَرِیْد

اللہ نے بعض لوگوں کو جہاد کے لئے پیدا کیا ہے جبکہ بعض لوگوں کو ثرید اور قورمے کھانے کے لئے۔

حصن لغوب کی فتح

جنگ کا پہلا مرحلہ

چند دن آرام کے بعد حضرت عیاض بن غنمؓ نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ مانگا کہ میرا تو آرمینیہ پر چڑھائی کا ارادہ ہے آپ حضرات مجھے مشورہ دیں، ایک معاہد جو کہ واقف کار اور جہاندیدہ شخص تھا، نے کہا کہ اے امیر آرمینیہ کا راستہ بہت لمبا ہے، وہاں آپ کا بہت وقت ضائع ہو جائے گا یہاں قریب میں ایک قلعہ ہے جس کے ماتحت اور بھی بہت پہاڑی مورچے ہیں اس

پر ایک شخص کا راج ہے جس کا نام یطالقون ہے اور قلعہ کا نام قلعہ لغوب ہے، یہ قلعہ اگر فتح ہو جائے تو آپ کے لئے ہر طرف جانا قابل اطمینان رہے گا، حضرت خالدؓ نے جنگی حکمت عملی کی روشنی میں اس رائے کو پسند کیا، حضرت عیاضؓ رات بھر سوچتے رہے کہ اس قلعہ کے لئے سب سے بہتر کارروائی کون کر سکتا ہے چنانچہ حضرت عیاضؓ کی نظر عبداللہ یوقنا پر پڑی کہ وہ اس قلعہ کی طرف جائیں، آپؓ نے ان کو بلا کر فرمایا اے یوقنا میری نظر آپ پر پڑ رہی ہے بتائیے آپؓ کا کیا خیال ہے؟ یوقنا نے فرمایا یہ قلعہ بہت محفوظ ہے وقت کافی لگے گا پھر بھی مکمل کامیابی کا یقین نہیں ہے لیکن میں نے چونکہ اپنی جان اللہ تعالیٰ کے لئے بیچ ڈالی ہے اس لئے میں یہ حیلہ کر دوں گا کہ بیوی بچوں کو ساتھ لے کر بیل بکریوں کو ہنکاتے ہوئے کاشت کار عیسائیوں کے لباس میں ملبوس ہو کر قلعہ کی طرف بڑھوں گا، اگر عام کسانوں کی صورت میں ہم شہر میں داخل ہو گئے تو انشاء اللہ ہم اس کے مالک بن جائیں گے۔

حضرت عیاضؓ نے فرمایا کہ یوقنا یہ کام خطرے سے خالی نہیں ہے کیونکہ آپ اب مشہور ہو چکے ہیں، سب کو آپ کی کارروائیوں کا علم ہو گیا ہے آپ ایسا نہ کریں، عبداللہ یوقنا نے فرمایا کہ اگر ایسا نہیں تو آپ مجھے چھاپہ مار جنگ کی اجازت دے دیں تا کہ میں آس پاس کے اطراف میں کارروائی کروں، حضرت عیاضؓ نے فرمایا میں آپ کو اجازت دیتا ہوں، حضرت یوقنا نے اپنے ساتھ ایک ہزار جنگ آزمودہ مسلمانوں کو لیا اور ارزن، اسعرد، حیزان اور معدن وغیرہ علاقوں اور قلعوں کی طرف چل پڑے۔

علامہ واقدیؒ کا بیان ہے کہ قدرت کا کرشمہ دیکھئے کہ ان ریاستوں کے گورنر آپس میں لڑا کرتے تھے اور باقاعدہ ایک دوسرے کی حکومتیں تاخت و تاراج کرتے تھے، چنانچہ یطالقون اور حرسلوا کے درمیان معرکہ جاری تھا کہ ان کو پتہ چلا کہ مسلمان میافارقین پر قابض ہو چکے ہیں اور آگے بڑھ رہے ہیں حرسلوا نے خیال کیا کہ یطالقون سے صلح کرنا چاہئے اور ایک ساتھ متحد ہو کر عربوں کا مقابلہ کرنا چاہئے، یطالقون کو راضی کرنے کے لئے حرسلوا آرہا تھا کہ راستے

میں یوقنا کے ساتھیوں سے آمنا سامنا ہوا، مسلمانوں نے سب کو گرفتار کر لیا اور صبح یوقنا کے سامنے پیش کر دیا، انہوں نے ان سے کہا اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہمارے ہاتھ میں دے دیا ہے اب بات صاف ہے یا مسلمان ہو جاؤ ورنہ موت یقینی ہے، تم ہمیں دیکھو ہم خود بھی بھرپور طریقے سے عربوں سے لڑے ہیں لیکن ہم شکست کھا چکے ہیں، بڑے بڑے بادشاہ مارے گئے اور سب علاقے مسلمانوں کے ہاتھ میں آ گئے ہم نے اندازہ لگایا کہ یہ لوگ حق پر ہیں اس لئے ہم کفر اور شرک کو چھوڑ کر مسلمان ہو گئے ہیں اب تم بھی مسلمان ہو جاؤ اور کفر چھوڑ دو تو ہمارے بھائی بن جاؤ گے۔

ان لوگوں نے کہا کہ ہمیں آج رات سوچنے کی مہلت دے دیں، آپؓ نے مہلت دے دی اور رات کے وقت حرسلوا کو بلا کر فرمایا کہ ہوش کرو اور اسلام قبول کرو اس میں تیری خیر ہے، آپ کا جھگڑا ویسے بھی یطالقون سے جاری ہے، اسلام قبول کر لو، میدان تیرے حق میں آ جائے گا، حرسلوا حیران ہوا کہ ان کو ہمارے جھگڑے کا کیسے پتہ چلا، پھر یوقنا نے ان سے کہا اگر تم اسلام قبول نہیں کرتے تو میں تمہیں اس شرط پر رہا کر سکتا ہوں کہ تم کسی حیلہ سے یطاقون کو میدان میں لے آؤ تا کہ کھل کر مقابلہ ہو جائے۔ حرسلوا نے کہا کہ میں مسیح کے غضب سے ڈرتا ہوں، اگر میں نے مسیح کی ملت سے غداری کی تو میں ڈرتا ہوں کہ قیامت کے روز عیسیٰ بن مریم میرا مواخذہ کرے گا، یوقنا نے فرمایا کہ اس سے مت ڈرو یہ بوجھ میری گردن پر ڈال دو قیامت کے روز تیرا گناہ مجھ پر آ جائے گا اور مسیح کا غصہ مجھ پر پڑے گا۔

حرسلوا نے اس طرح منصوبہ بنایا کہ تم لوگ اپنے گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ جب صبح قلعہ کے قریب پہنچ جاؤ گے تو تم لوگ مجھے مار بھگا دو میں اندر چلا جاؤں گا اور کہوں گا کہ اے بادشاہ میں پشیمان ہو کر آپ کے ساتھ صلح کرنا چاہتا تھا بڑے تحفے تحائف لائے تھے تیری شادی کے لئے ایک لڑکی بھی تھی لیکن عربوں نے سب کچھ لوٹ لیا سب کچھ چھین لیا، اب میں بمشکل ان کی قید سے بھاگ کر آیا ہوں اب مدد کرو عرب ادھر ہی قریب پہنچ گئے ہیں، یطالقون جب یہ داستان سنے گا تو وہ فوراً نکلے گا اور یاد رکھو آج کل ان کی فوج مختلف قلعوں میں بٹی ہوئی ہے صرف

ایک ہزار فوج ہے باقی کچھ نہیں، یوقنا نے حراسلو کے منصوبے کو پسند کیا اور عام قیدیوں کو حضرت عیاضؓ کی طرف روانہ کیا، حضرت عیاضؓ نے سب کو اس شرط پر رہا کیا کہ وہ قیدی یہ مشہور کریں کہ مسلمانوں کا سلوک بہت اچھا ہے۔

ادھر یوقنا حرسلوا کے مہم کی روشنی میں صبح کی روشنی کے ساتھ ساتھ قلعہ کے پاس پہنچ گئے، حرسلوا بھاگ کر اندر چلا گیا اور فریاد کی کہ مسلمان آرہے ہیں، یطالقون کو اس کا کچھ علم پہلے سے ہو گیا تھا، چنانچہ وہ ایک ہزار سوار اور ایک ہزار پیدل فوج کو تیار کر کے نکلنے والا تھا کہ حرسلوا نے ان کو اور تیز کر دیا اور وہ یوقنا اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ لڑنے کے لئے اور بدلہ لینے کے لئے میدان کی طرف چل پڑا اور کہا کہ اس شخص کی تلاش میں مجھے بہت دقت پیش آئی تھی بس خداوند نے خود اس کو ہماری طرف بھیج دیا ہے۔

یوقنا کا گورنر یطالقون کو قتل کرنا
جنگ کا دوسرا مرحلہ

یطالقون نے بڑے غصے میں فوج کو حکم دیا کہ ان عربوں پر حملہ کر دو سب کو قتل یا قید کر لو ان کو چھلنی کر دو ایک بھی بچ کر جانے نہ پائے، چنانچہ یوقنا اور آپ کے ساتھیوں پر کفار اشرار کا سخت حملہ ہوا، ہر طرف سے شور مچا اور کفریہ نعرے بلند ہوئے یوقنا اور آپ کے ساتھی شریف زادوں کی طرح ڈٹ کر مقابلہ کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ سے دعا و مدد مانگ رہے تھے، ان حضرات پر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ سب شہادت کا انتظار کرنے لگے کہ اتنے میں دور سے چمکدار گھوڑے ''وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا'' کا نظارہ دکھاتے ہوئے آ گئے، حضرت یوقنا نے جب غور سے دیکھا تو وہ تین ہزار کا لشکر اسلام تھا جس کی قیادت سیف الاسلام حضرت خالدؓ کر رہے تھے ان کو حضرت عیاض بن غنمؓ نے اس لئے بھیجا تھا کہ انہوں نے خطرہ محسوس کیا کہ یطالقون سے کہیں یوقنا کا مقابلہ نہ ہو جائے تو مدد کے لئے حضرت خالدؓ کو روانہ کیا، اب تو دونوں طرف سے نعرہ تکبیر بلند ہوا، علیک سلیک ہوئی، یوقنا کے ساتھیوں کے حوصلے بلند ہوئے اور ایک دم یوقنا نے حصن لغوب کے گورنر یطالقون

پرحملہ کردیا، دیر تک نیزہ بازی ہوتی رہی، پھر دیر تک شمشیر زنی کا دور ہوا، تلواریں تلواروں سے ٹکرائیں اور دونوں جرنیلوں نے خوب جوہر شجاعت دکھا کر داد شجاعت حاصل کی، بالآخر عبداللہ یوقنا نے گورنر پر ایسا وار کیا کہ وہ گر کر ڈھیر ہوگیا، ادھر سے حضرت خالدؓ نے کفار پر ایک تباہ کن حملہ کیا جس کی وجہ سے کفار اس تیزی سے پسپا ہونے لگے جس تیزی سے خشک لکڑی میں آگ لگتی ہے۔

حضرت یوقنا نے گورنر یطالقون کا سر کاٹ کر بلند کیا اور چیخ کر کہا کہ اب کس لئے لڑتے ہو تمہارا جرنیل سردار یطالقون قتل ہو چکا ہے لو یہ نیزے پر اس کا سر دیکھو۔ جب عام فوجیوں کو پتہ چلا کہ قلعہ کا والی مارا گیا تو سب دم دبا کر بھاگ گئے بڑے بڑے جرنیلوں کو مقتول حالت میں اور یا قید کی حالت میں چھوڑ گئے اور کاتب الحروف کو ایک بار پھر کہنا پڑا:

مِنْ عَهْدِ عَادٍ كَانَ مَعْرُوفاً لَنَا   أَسْرُ الْمُلُوكِ وَ قَتْلُهَا وَ قِتَالُهَا

یعنی بادشاہوں سے لڑنا انہیں قید و قتل کرنا زمانہ قدیم سے ہمارے جانے پہچانے کارنامے ہیں۔

یطالقون کی بیوی بڑی عاقلہ تھی اس نے مسلمانوں کے پاس دو آدمی بھیجے اور فوراً امن کا مطالبہ کیا، وہ لوگ آ گئے، مسلمانوں کی عظمت و وقار کو دیکھ کر حیران ہوئے۔ پھر حضرت خالدؓ کو دیکھا کہ خالی زمین پر بیٹھے ہوئے ہیں اور سب مسلمان عبادت میں مشغول ہیں تو بڑے متاثر ہوئے، امن کا معاہدہ ہوا، پھر اس عورت نے دریا پر پل بنوایا تا کہ مسلمانوں کے لئے آسانی ہو، مسلمان قلعہ میں تکبیروں کی گونج میں داخل ہوئے، یطالقون کی بیوی نے اسلام قبول کرلیا۔

حضرت یوقنا نے حضرت خالدؓ سے درخواست کی کہ اگر یہ میری بیوی ہو جائے تو اچھا ہوگا، حضرت خالدؓ نے حضرت عیاضؓ سے مشورہ مانگا انہوں نے اجازت دے دی کہ عدت کے بعد نکاح کیا جائے چنانچہ گورنر کی بیوی اب حضرت یوقنا کی بیوی بن گئی اور اسلام بھی نصیب ہوا، اسی قلعہ لغوب میں ان کو ٹھہرایا گیا، اللہ کا کلمہ بلند ہوا اور کفر کا جھنڈا سرنگوں ہوا۔

والحمد للہ علیٰ ذلک

فتح خلاط وغیرہ

جنگ کا پہلا مرحلہ

علامہ واقدی فرماتے ہیں کہ فتح حصن لغوب کے بعد حضرت خالدؓ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ آس پاس کے علاقوں میں کارروائی شروع کردی، چنانچہ قلعہ طنز، قلعہ سرد، قلعہ یمہر داور قلعہ سُعُر د کے لوگوں نے آکر صلح کی درخواست پیش کی، ان کے ساتھ مسلمانوں نے اسلام کے مطابق اچھا سلوک کیا اور انہیں امن میں رکھا، بعض مقامات پر معمولی سی مزاحمت کا سامنا بھی ہوا لیکن عام طور پر لوگ یا تو اسلام میں داخل ہوگئے یا جزیہ قبول کر کے اپنے علاقوں میں ہی رہے، بالآخر گلشن اسلام کے سپہ سالار مقام سوقار پر جمع ہوگئے، عجیب منظر تھا، حضرت عیاضؓ اپنے لشکر کے ساتھ وہاں آئے اور حضرت یوقنا بھی اپنے خاص لشکر کے ساتھ تشریف لائے، اسلامی جرنیلوں کی آپس میں ملاقات اور علیک سلیک ہوئی، فتوحات پر اللہ کا شکر ادا کیا اور اس کے بعد قلعہ یدلیس اور قلعہ ارزن پر مختصر سی کارروائی ہوئی اور پھر علاقہ خلاط اور اس کے قلعہ پر مہم کا آغاز ہوا۔

عجائب قدرت کا کرشمہ دیکھئے کہ جہاں صحابہ کرامؓ جانا چاہتے ہیں اس قلعہ کا مالک اور گورنر طاریون عورت کا باپ ہے، طاریون کفر توثا میں اپنے شوہر یرغون کے ساتھ اسلامی زندگی گزار رہی تھی کہ اچانک اس کے دل میں خیال آیا کہ اگر میں کسی طرح اپنے باپ کا قلعہ مسلمانوں کے حوالہ کردوں تو یہ اسلام کی ایک خدمت ہوگی، چنانچہ وہ کفر توثا میں یوقنا سے ضروری ہدایات لے کر باپ کے ہاں پہنچ گئی اور اندر اندر سے قلعہ کی فتح کے لئے راستہ ہموار کرنے لگی، اس کا باپ بہت خوش ہوا اور اس کے دوبارہ عیسائیت کی طرف واپس لوٹنے پر سرکاری جشن منانے کا اعلان کیا۔

ادھر حضرت عیاض بن غنمؓ اور دیگر اہل شوریٰ نے یہ طے کرلیا کہ چند صحابہ اس گورنر کے پاس جا کر پہلے اس کو اسلام کی دعوت دیں، پھر آگے دیکھا جائے گا چنانچہ قلعہ خلاط کے گورنر طاریون کے باپ بوسطیوس کی طرف پینتیس صحابہ کرام حضرت خالدؓ کی سرکردگی میں اور بیس مسلمان

حضرت یوقنا کی ماتحتی میں دعوت اسلام دینے اور مذاکرات کے لئے چلے گئے۔

قلعہ خلاط کے ارمن لوگوں نے جب گھوڑوں اور مسلمانوں کو دیکھا تو جا کر گورنر کو اطلاع کی کہ عرب لوگ بطور قاصد ملاقات کیلئے آئے ہیں، بادشاہ نے کہا آنے دو، دربانوں نے مسلمانوں سے کہا کہ اسلحہ رکھو اور داخل ہو جاؤ۔

خالدؓ نے کہا: "اِنَّا قَوْمٌ لَا نُسَلِّمُ سُیُوْفَنَا لِغَیْرِنَا وَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ بَعَثَ نَبِیَّنَا بِالسَّیْفِ"۔

ہم لوگ اپنی تلواریں کسی کے حوالے نہیں کیا کرتے اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کو تلوار کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔

بادشاہ نے کہا کہ ان کو اسلحہ سمیت آنے دیا جائے ہم ان کے اسلحہ سے ڈرنے والے نہیں ہیں۔

دربان: اے مسلمانو! داخل ہو جاؤ اسلحہ بھی لاؤ اور بادشاہ کے سامنے سجدہ بھی نہ کرو۔

مسلمان: ٹھیک ہے اور شیروں کی طرح زمین پر پوزیشن سنبھال کر جا کر بیٹھ گئے، ننگی تلواریں ہاتھ میں تھیں۔

دربان: آپ لوگ یہاں کس مقصد کے لئے آئے ہیں؟

یوقنا: ہمارے امیر یدلیس میں مقیم ہیں اور ہمیں بھیجا ہے کہ تمہیں کلمہ شہادت کی دعوت دے دیں تم اسلام قبول کرلو، اگر یہ نہیں تو پھر عام لوگوں کی طرح ذلیل ہو کر جزیہ ادا کرو اگر اس پر راضی نہیں تو پھر تلوار حاضر ہے۔

بادشاہ نے آگ بگولہ ہو کر کہا مسیح کی قسم نہ اسلام قبول کریں گے نہ جزیہ دیں گے میں ابھی اطراف کے گورنروں اور بادشاہوں سے مدد مانگ کر تم کو ایسا سبق سکھاؤں گا کہ تم کبھی نہیں بھولو گے ہم رومی نہیں ہم ارمن ہیں جناب!

یوقنا: پھر ہمیں اجازت دے دیں کہ ہم اپنے امیر حضرت عیاضؓ کو آپ کا پیغام پہنچا دیں۔

بادشاہ: نہیں بلکہ آج رات ادھر ہی گزار دو کل چلے جانا۔

مسلمان وہاں ٹھہر گئے اور انتظار میں رہے کہ طاریون کی طرف سے کیا کارروائی سامنے آتی ہے۔

قلعہ خلاط میں شدید لڑائی

جنگ کا دوسرا مرحلہ

ادھر بادشاہ بوسطیوس نے اپنی بیٹی طاریون سے مشورہ کیا اور پھر یہ مناسب سمجھا کہ زمام اقتدار اس ہوشیار عورت کے ہاتھ میں دے دے چنانچہ اس نے ارکان دولت اور دوسرے والیان مملکت کو جمع کر کے عام مجمع میں اپنا تاج طاریون کے سر پر رکھا اور پھر عرب سے مقابلہ پر مامور کیا، سب بڑے چھوٹے جرنیلوں نے طاریوں کے سامنے سر جھکا دیا اور تائید کی پھر اس کے باپ نے صحابہ کے بارے میں پوچھا تو طاریون نے کہا کہ میں اور آپ دونوں ان کے ہاں جائیں گے اور ان کو ایسا کھانا کھلائیں گے جس میں بھنگ ملایا گیا ہو جب وہ بے ہوش ہو جائیں گے تو ہم ان کو قید کر دیں گے، طاریون نے صحابہ کو اطلاع کر دی کہ جب میرا باپ آجائے تو اس کو پکڑ لو اور قتل کر دو، جب دونوں اندر آئے تو طاریون نے اشارہ کیا کہ ابھی قتل نہ کرو صحابہ کرام رک گئے اور وہ دونوں واپس چلے گئے۔

رات کے وقت طاریون پھر لشکر اسلام کے ان چند سفیروں کے پاس آئی اور کہا کہ میرے باپ نے آس پاس بڑے بڑے اشخاص کو میری تاج پوشی میں بلایا ہے وہ لوگ آئیں گے بڑے جرنیل ان میں ہیں اور کچھ گورنر بھی ہیں جب وہ لوگ مجلس تاج پوشی کی خوشی میں کشت زعفران ہو جائیں تو آپ لوگ ایک دم ان پر حملہ آور ہو جائیں تاکہ وہ لوگ اپنے منصوبے کے تحت پہلے آپ لوگوں پر حملہ نہ کر دیں۔

ادھر حضرت عیاض بن غنم بہت پریشان ہو گئے کہ خالدؓ اور ان کے ساتھیوں نے اتنی دیر کر دی اور اب تک کوئی پتہ نہیں چل سکا وہ اسی پریشانی میں یدلیس سے علاقہ ارزن کے مقام مرج میں آکر خیمہ زن ہوئے کہ اتنے میں سعید بن زیدؓ نے آکر زور زور سے آواز دی اے مسلمانو! جلدی نکلو، اے مسلمانو! جلدی کرو۔ حضرت عیاضؓ نے قصہ پوچھا تو آپ نے فرمایا

کہ طاریون کی تاج پوشی ہوگئی تو اس نے سب سے پہلے جا کر اپنے باپ بوسطیوس کو قتل کر دیا اور اس کے بعد دوسرے نامور گونروں اور جرنیلوں کو بھی قتل کر دیا۔ طاریون کے اس دھوکے کا پتہ جب عام جرنیلوں کو چلا تو چاروں طرف سے لوگ میدان میں نکل آئے ہم بھی میدان کارزار میں اتر گئے اور طاریون کی وفادار فوج بھی میدان میں آ گئی، شدید لڑائی ہوئی، کشتوں کے پشتے لگ گئے، ہم اس گھمسان کی لڑائی میں تھے کہ کفار کی تازہ دم فوج آئی اور ہم سب کو اپنے گھیرے میں لے لیا اور ہمیں گرفتار کرنا چاہا لیکن ہم ایسے لڑے کہ اس طرح کسی نے سنا بھی نہ ہوگا ہم نے زمین کو مقتولین سے بھر دیا، طاریون کے پاس بھی فوج بہت تھوڑی رہ گئی، بس میں نے لشکر اسلام کے چند جیالوں کو لڑائی کے گہرے سمندر میں چھوڑا ہے اب آپ حضرات جلدی کریں۔

حضرت عیاضؓ نے جب یہ سنا تو فوراً محمدی کچھار کے غضب ناک شیروں کو چلنے کا حکم دیا، چنانچہ یہ لوگ فوراً وہاں پہنچ گئے اور میدان کارزار میں مسلمانوں سے مل کر کفار کو کاٹنا شروع کیا، نعرہ تکبیر کی صدائیں بلند ہوئیں جس سے زمین لرز اٹھی، کچھ دیر کے بعد معرکہ ختم ہوا، ایک سو بیس خوش قسمت شہادت عظمیٰ پر فائز ہوئے، قلعہ خلاط پر اہل اسلام کا غلبہ ہوگیا، طاریون وہیں پر رہ گئی اور پھر اس کا شوہر یرغون بھی یہاں آیا پھر صحابہ کرام نے شہداء کو دفن کیا، انہیں شہداء میں حضرت معاذ کا بیٹا بھی تھا، دن کے وقت وہ مقتولین میں نہیں مل سکا، پھر رات کو حضرت معاذؓ نے جا کر ڈھونڈا تو دیکھا کہ ایک جگہ اسلام کا یہ شیدائی اپنی روح اللہ کے حوالے کر رہا ہے، حضرت معاذؓ اسکو اٹھا کر خیمے کے پاس لائے، باپ بیٹے کے سرہانے بیٹھا تھا جب یہ منظر لوگوں نے دیکھا تو ایک شخص زور سے رونے لگا تو حضرت معاذؓ نے فرمایا نہیں نہیں رونا نہیں یہ ایک مبارک معرکہ تھا رونے کی کوئی بات نہیں، پھر آپ نے بیٹے سے فرمایا کہ بیٹے! بس اب آپ اپنے رب کے پاس جانے والے ہو۔ جب بیٹے کا انتقال ہوا تو آپ نے اس کو اسی لباس میں خون میں لت پت دفنا دیا اور پھر غسل کر کے عمدہ کپڑے پہن لئے اور سرمہ لگا کر حضرت

عیاض بن غنمؓ کے پاس آئے اور مسکراکر ان کو بیٹے کی شہادت کی مبارک باد دی لوگ حیران رہ گئے کہ کیا صبر ہے۔اس طرح وہ ننھا مجاہد شہید ہوکر دور دراز صحراؤں میں باپ سے جدا ہوگیا اور زبان حال سے کہہ رہا تھا:

حَتّٰی یُقَالُ اِذَامَرُّواعَلٰی جَدَثِیْ　　　یَااَرْشَدَاللّٰہُ مِنْ غَازٍ وَقَدْ رَشَدَا

یعنی میری قبر پر جب کسی کا گزر ہوگا تو اس طرح کہے گا،واہ واہ کتنا بڑا غازی اور کتنا بڑا شہید تھا۔

اور کوئی یہ نظارہ دیکھے گا: ؎

لئے پھرتی ہے بلبل چونچ میں گل　　　شہید ناز کی تربت کہاں ہے

سچ ہے: ؎

خَلَقَ اللّٰہُ لِلْحُرُوْبِ رِجَالاً　　　وَرِجَالاً لِقَصْعَةٍ وَّثَرِیْدِ

بنا کردند خوش رسمے بخون وخاک غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

اس ساری کارروائی میں دیار بکر و ربیعہ کا خاتمہ ہوا کافرانہ نظام سرنگوں ہوا اور اسلامی عادلانہ نظام قائم ہوگیا۔**فقطع دابر القوم الذین ظلموا و الحمدللہ رب الغلمین**

فتوحاتِ عراق

جنگ کا پہلا مرحلہ

حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ جب دیار بکر و ربیعہ سے فارغ ہوئے تو آپ نے ایک سو مسلمانوں کو عراق کی طرف روانہ کیا تاکہ وہ عراق والوں کو دعوت اسلام دیں اور خود آپ رضی اللہ عنہ نے آس پاس کے علاقوں میں جہادی مہم تیز کر دی۔ چنانچہ رزن اسعر داور جبل مارون کو فتح یا صلح کرتے ہوئے آپ بلاد اسماعیلیات تک پہنچ گئے اور عمرو بن جند رضی اللہ عنہ کمانڈر کو آپ نے موصل کی طرف روانہ کر دیا، اس نے سارا علاقہ بزور شمشیر لے لیا لیکن ان لوگوں نے منظم ہو کر ان پر حملہ کیا ان کو قتل کیا اور سارا علاقہ واپس لیا، حضرت عیاض رضی اللہ عنہ کو جب اطلاع ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ موصل چلے گئے اور پوری قوت سے ان پر حملہ کیا، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے سب کو تو روند ڈالا اور فصیل نہ ہونے کی وجہ آپ رضی اللہ عنہ شہر پر قابض ہو گئے، جب آپ رضی اللہ عنہ نینوی کے قریب اتر گئے تو آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون سی جگہ ہے، لوگوں نے کہا یہ نینوی کا حصہ ہے آپ نے فرمایا کہ یہ شاید وہی یونس علیہ السلام کا شہر ہے۔

حضرت عیاض رضی اللہ عنہ نے ان کو مطیع ہونے کے لئے خط لکھا اس نے انکار کیا، حضرت عیاض رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ اس نے کہا کہ ہمیں چھ ماہ کی مہلت دے دو اور تم کسریٰ سے لڑو اگر تم ان پر غالب آ گئے تو یہ علاقہ تمہارے حوالہ کر دوں گا۔ یاد رہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ جب عراق سے شام چلے گئے تھے تو پیچھے فوجی امور حضرت مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھے، وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے احکامات کے انتظار میں تھے، ادھر فارس پر مردوزن کی حکومتیں تبدیل ہوتی رہیں، بالآخر وہ مدینہ منورہ واپس چلے گئے وہاں جا کر دیکھا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حالت نزع میں تھے۔

پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کو جمع کیا اور جہاد کی فضیلت پر ایک بلیغ خطبہ دیا اور پھر فارس کی طرف صحابہ کو جانے کا حکم دے دیا، عجیب بات یہ پیش آئی کہ فارس کی مہم کے لئے کوئی جلدی بطور امیر تیار نہیں ہوتا تھا، البدایہ والنہایہ میں لکھا ہے کہ تین دن تک مسلسل اصرار و ترغیب

کے بعد بھی کوئی تیار نہیں ہوا چوتھے دن حضرت ابوعبیدہ بن مسعود ثقفی اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر سب لوگ تیار ہو گئے یہ شخص صحابی نہیں تھا لیکن اس اقدام کی وجہ سے حضرت عمرؓ نے ان کو امیر بنا دیا اور سات ہزار لشکر کے ساتھ ان کو عراق کی طرف روانہ کیا۔

ادھر فارس کی ملکہ عورتوں نے جب دیکھا کہ میدان کارزار گرم ہونے والا ہے تو انہوں نے دس سال کے لئے رستم بن فرخزاذ کو امیر الحرب بنا دیا، یہ عورت بوران تھی اور ارمیدخت ملکہ کے قتل کے بعد فارس کی ملکہ بن گئی تھی۔

رستم کو جب پتہ چلا کہ صحابہ اس طرف آرہے ہیں تو اس نے اپنے بڑے جرنیل ''جابان'' کو مقابلہ کے لئے بھیجا، چنانچہ ابوعبیدہؓ اور جابان کی فوجوں میں مقام نمارق پر زبردست جنگ ہوئی، فارس والوں کو شکست ہوئی، جابان گرفتار ہوا اور دوسرا بڑا جرنیل مردانشاہ حالت قید میں مارا گیا، جابان نے اپنے قید کرنے والے کو دھوکہ کر کے جان چھڑائی، مسلمانوں کو جب پتہ چلا کہ یہی تو امیر الحرب ہے تو انہوں نے سوچا کہ اس کو نہیں چھوڑنا چاہئے لیکن ابوعبیدہؓ نے فرمایا کہ ایک مسلمان نے ان کی رہائی کی بات کی ہے ہم اس کی بات کو رد نہیں کریں گے۔

''سبحان اللہ ایفاو عھد''

پھر ابوعبیدہؓ نے نمارق سے بھاگتے ہوئے لوگوں کا پیچھا کیا جو کسکر نامی جگہ میں اکھٹے تھے، چنانچہ وہاں بھی گھمسان کی لڑائی ہوئی، کفر کے لشکر کا دوسرا جرنیل جالینوس تھا، وہ شکست کھا کر بھاگ گیا، مسلمانوں کو بے تحاشا مال غنیمت ملا اور پھر ادھر ادھر کے علاقوں کے ساتھ صلح ہوئی، جزیہ مقرر ہوا اور زمین صاف ہو گئی۔

واقعہ جسر، چار ہزار مسلمانوں کی شہادت
جنگ کا دوسرا مرحلہ

جب جالینوس جرنیل بھاگا تو فارس والے بڑے غصے ہوئے اور رستم کے پاس جا کر صورت حال رکھ دی، رستم نے بے شمار لشکر ''بھمس'' کی سرکردگی میں مقابلہ کے لئے بھیجا اپنا ایک تاریخی

مبارک جھنڈا ان کو دے دیا، نیز کسریٰ کا خاص جھنڈا بھی دیا، سمندر کی طرح ٹھاٹیں مارتا ہوا یہ لشکر مسلمانوں کے مقابلے میں پہنچ گیا اور فرات کے پاس ٹھہرا، بیچ میں دریا حائل تھا تو کفار نے مسلمانوں سے کہا کہ تم ہماری طرف آؤ گے یا ہم پل عبور کر کے آجائیں، مسلمانوں نے کہا تم آجاؤ لیکن امیر ابو عبیدہؓ نے فرمایا کہ جان دینے میں وہ ہم سے آگے نہیں ہم جائیں گے اور پھر آپ اپنے لشکروں کے ساتھ اس طرف گھس گئے یعنی دریائے فرات عبور کر لیا۔

جنگی لحاظ سے نقشہ صحیح نہیں تھا جگہ بہت تنگ تھی اسلامی لشکر دس ہزار سے کچھ زیادہ تھا فارس کے لوگ بڑے بڑے ہاتھی لے کر آئے تھے ان پر گھنٹیاں باندھی ہوئیں تھی، دیوہیکل ہاتھی جب حملہ آور ہوئے اور گھنٹیاں بجنے لگیں تو مسلمانوں کے گھوڑے بدکنے لگے کچھ گھوڑے زبردستی رکوائے گئے باقی سب بھاگ گئے، مجوسیوں نے مسلمانوں کو تیروں کا نشانہ بنایا اور بڑی مخلوق شہید ہوئی، ابو عبیدہؓ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ ہاتھیوں کو پہلے ماردو، چنانچہ گلشن اسلام کے ان سپاہیوں نے پیدل ہو کر سب ہاتھیوں کو ختم کیا لیکن سب سے بڑا سفید ہاتھی ابھی باقی تھا، حضرت ابو عبیدہؓ نے اس پر حملہ کر دیا، اس کی سونڈ کاٹ ڈالی لیکن اس نے آگے بڑھ کر ابو عبیدہؓ کو قدموں کے نیچے گرا کر روند ڈالا اور آپؓ کو ریزہ ریزہ کر کے چھوڑا، ابو عبیدہؓ نے اپنے قبیلہ ثقیف سے سات جرنیلوں کو ترتیب وار امیر الحرب بنا دیا تھا چنانچہ اسی ترتیب سے ایک ایک امیر ہاتھی پر حملہ کرتا تھا اور شہید ہو جاتا تھا، چنانچہ سات آدمی اسی جگہ اس ہاتھی نے کچل ڈالے، جب مسلمانوں نے اس کو دیکھا تو جم نہ سکے اور میدان چھوڑ کر بھاگ گئے، اس وقت مثنیٰ بن حارثہؓ امیر بن چکے تھے آپ نے ان کو سنبھالا دیا اور پل کے پاس سب کو اکٹھا کیا اتنے میں وہ پل ٹوٹ گیا اور سب کے سب دریائے فرات میں ڈوب گئے، ادھر مجوسیوں نے مارنا شروع کر دیا، بے شمار مخلوق شہید ہوگئی جو چار ہزار سے بھی زیادہ تھی جو بچ گئے سب تتر بتر ہو گئے اور بے شمار زخمی چھوڑ گئے، کفار کی فوج سے چھ ہزار آدمی واصل جہنم ہوئے، تاہم میدان فارس والوں نے جیت لیا۔

واقعہ بویب اور مسلمانوں کا بدلہ لینا

جنگ کا تیسرا مرحلہ

حضرت مثنیٰ بن حارثہؓ نے لشکر اسلام کو پھر منظم کیا اور بدلہ لینے کے لئے آگے بڑھے فارسیوں نے بھی تازہ دم فوج اور امیر روانہ کیا اس نئے امیر کا نام ''مہران'' تھا، دونوں فوجیں بویب نامی جگہ میں صف آرا ہوئیں، بویب کوفہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے، مسلمانوں سے کفار نے پھر کہا کہ بتاؤ ہم فرات عبور کر کے آئیں یا تم عبور کر کے آتے ہو، مسلمانوں نے فرمایا کہ تم آجاؤ، چنانچہ وہ آگئے رمضان کا مہینہ تھا، مسلمان روزے سے تھے اور دن کے وقت جنگ شروع ہوئی حضرت مثنیٰ نے فرمایا اے مسلمانو! میں تمہیں قسم دلاتا ہوں کہ روزہ توڑ دو اور ایسا لڑو کہ کفر کی کمر توڑ دو، چنانچہ سب نے روزہ توڑ دیا۔ آپ نے صفوں کو درست کیا، پھر جہاد کے متعلق زوردار انداز سے ترغیب دی اور پھر فرمایا کہ میں تین دفعہ اللہ اکبر کہوں گا تم خوب تیار ہو جاؤ، جب چوتھی بار تکبیر ہوگی تو پھر حملہ کر دو۔

چنانچہ صحابہ کرامؓ ان پر ایسے جھپٹ پڑے جیسا کہ شاہین اپنے شکار پر جھپٹتا ہے، گھمسان کا رن پڑا، مسلمان اللہ کے سامنے گڑگڑا کر دعا بھی مانگتے رہے اور خوب مقابلہ بھی کرتے رہے لیکن معرکہ نے طول کھینچا، پھر حضرت مثنیٰ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مہران کو نشانہ بنایا تو وہ اپنی جگہ سے ہٹ گیا، اتنے میں ایک شیر موت کا فرشتہ بن کر آیا اور مہران کا کام تمام کیا اس کا سامان اتارا اور واپس لوٹ گیا، اس جرنیل کا نام بھی مہران تھا دوسرا جرنیل مہران جلولا میں مارا گیا تھا، جب فارس والوں نے دیکھا کہ امیر مارا گیا تو سب کے سب بھاگ گئے وہ بھاگ رہے ہیں اور محمدی کھچار کے غضب ناک شیران کو کاٹ رہے ہیں، چنانچہ البدایہ والنہایہ نے لکھا ہے کہ اس معرکے میں کفار کی مقتولین کی تعداد ایک لاکھ تھی اور پھر کہا۔ الحمد للہ

یہ لڑائی تین دن رات مسلسل جاری رہی تھی اس کے بعد مال غنیمت میں سے خمس نکال کر عمر فاروقؓ کی طرف روانہ کیا گیا اور خوشخبری کے لئے قاصد اور خطوط روانہ کئے گئے، کہتے ہیں

کہ شام میں واقعہ یرموک اور فارس میں واقعہ بویب ملتے جلتے واقعات ہیں۔ سچ ہے

خَلَقَ اللّٰہُ لِلْحُرُوْبِ رِجَالاً وَرِجَالاً لِقَصْعَۃٍ وَّثَرِیْدٍ

اس معرکہ میں مسلمانوں نے اپنے چار ہزار شہداء کا پورا پورا بدلہ لے لیا۔

فائدہ: فتوحات عراق سے یہاں تک یہ مندرجات میں نے البدایہ والنہایہ سے لئے ہیں، اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کی اہم مہمات کیا ہوتی تھیں اور ہم نے کیا سمجھا ہے۔

دوسری بات یہ سمجھ میں آ گئی کہ دین اسلام کی سربلندی کے لئے اور کفر کو توڑنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جہاد فتنے کے خاتمے کا ذریعہ بتایا ہے۔

تیسری بات یہ معلوم ہوگئی کہ صحابہ کرام نے صرف آرزوؤں اور تمناؤں سے کام نہیں لیا ہے بلکہ خود میدان میں اتر کر بڑی بڑی جانی قربانیاں دی ہیں، چار ہزار سے زیادہ نفوس قدسیہ کی شہادت صرف ایک معرکہ میں دیکھو اور پھر اس فلسفہ کو دیکھو جو کہتے ہیں کہ ہم خود ٹھیک ہو جائیں گے تو کفر خود بخود مٹ جائے گا۔

چوتھی بات یہ سمجھ میں آئی کہ کفار اشرار چونکہ اللہ تعالیٰ کی باغی مخلوق ہیں اس لئے ان کا قتل کرنا شرعاً جائز اور کارِ ثواب ہے، حیرت ہے کہ آپ کا باغی تو واجب القتل ہو اور آپ کے رب کا باغی واجب تکریم و تعظیم ہو؟ صحابہ نے صرف اس معرکہ میں ایک لاکھ کفار کو قتل کیا ہے، اس کو کیا کہیں گے جب کہ آپ کا کہنا ہے کہ کافر کو مت مارو اس طرح وہ جہنم میں چلا جائے گا اور اس کی ذمہ داری تم پر آ جائے گی۔

• پانچویں بات یہ سمجھ میں آ گئی کہ جہاد کے بغیر ایمان نامکمل ہے، تکمیل ایمان کے لئے مسلمانوں پر جہاد فرض کیا گیا ہے۔ (مؤلف)

کسریٰ اردشیر کی تیاری

جنگ کا تیسرا مرحلہ

کسریٰ کی جانب سے عراق کے اطراف پر دو گورنر مقرر تھے ایک کا نام نعمان بن منذر تھا اور دوسرے کا نام یعمور تھا واقعہ بویب کی شکست کے بعد ان دونوں نے اردشیر شاہ فارس کو خطوط لکھے اور کہا کہ:

اے بادشاہ سلامت! مسلمانوں کی فوجیں مدینہ سے روانہ ہو چکی ہیں ان کو عمر نامی امیر نے روانہ کیا ہے تا کہ آنجناب سے عراق چھین لے اے بادشاہ! خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ اور اپنی حکومت و مملکت کی فکر کرو، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ کے تیور بدل چکے ہیں ہم تو نہیں مانتے تھے، لیکن بالآخر ماننا پڑا کہ ہم پر بھی کوئی شخص چڑھائی کر سکتا ہے، اب عمرو بن الخطاب امیر بن گئے ہیں جنہوں نے نام کا بادشاہ بھی روئے زمین پر نہیں چھوڑا ہم نے آپ کو پیشگی اطلاع دے دی ہے تا کہ آپ چوکس رہیں، اب آپ ہمت سے کام لیں اور مستقبل کے احوال سے چوکنا رہیں۔'' فقط

جب یہ خط کسریٰ کو پہنچا اور اس کے سامنے پڑھا گیا تو وہ اپنے تخت پر پیچ و تاب کھانے لگا، غصہ ہوا اور پھر اس نے ارکان دولت اور اعیان سلطنت اور بڑے سے بڑے مذہبی پیشوا اور اہل تدبیر کو اکٹھا کر کے ان کے سامنے اس طرح خطبہ دیا:

''جان لو! ان عربوں کو قحط سالی اور بدحالی نے اپنے علاقوں سے باہر نکالا ہے اب وہ دنیا میں رہنے کے لئے اچھے اچھے مقامات تلاش کر رہے ہیں آپ کو معلوم ہے کہ سرزمین شام میں انہوں نے وہاں کے بادشاہوں کو تتر بتر کر دیا ان کے شہروں کو چھین لیا اور ان کی قدیم خزانوں پر قبضہ جما لیا اب یہ لوگ تمہارے شہروں میں اتر آئے ہیں تا کہ تم سے بھی تمہاری حکومت چھین لیں اب تم کو بڑی احتیاط کی ضرورت ہے بڑی ہمت درکار ہے اور اپنی

بیوی بچوں اور علاقوں کو بچانے کے لئے بس ایک تلوار ہے، یاد رکھو! عرب کو تمہارے علاقوں کے چھیننے کی لالچ ہوگئی ہے اب اگر تم نے ہمت سے کام لیا تو ان لوگوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینک دو گے اور اگر تم نے سستی دکھائی تو پھر یہ شیر ہیں اور تم اس کے شکار ہو"۔

پھر اس نے ہر قسم کے خزانوں کے دھانے کھلوائے اور ہرمزان جرنیل کو بلا کر اس کو خوب نوازا اور پچاس ہزار لشکر اس کی کمان میں دے کر روانہ کیا، پھر عطار کو بیس ہزار لشکر دے کر رخصت کیا، اس کے بعد جرنیل قارین کو بیس ہزار پر افسر بالا مقرر کر کے بھیجا اور سب کو حکم دیا کہ جا کر مقام زرندان میں پڑاؤ ڈال دو۔ اس کے بعد فوراً اردشیر نے صحابہ کرامؓ کے مقابلے کے لئے مختلف اطراف میں خطوط اور قاصد روانہ کر کے لوگوں کو بلایا! چنانچہ خراسان ماوراء النہر اور دیگر علاقوں سے لوگ دوڑ دوڑ کر آئے اور ایک ٹڈی دل لشکر تیار ہوا، مشہور کمانڈروں میں سے شہریار، فرحان، اہوازی، جالینوس اور جاسن ہمدانی تھے۔ یہ لوگ چالیس مشہور زمانہ جنگ آزمودہ ہاتھیوں کے ساتھ آ گئے جب ساری فوجیں جمع ہو گئیں تو کسریٰ نے شہر طاق میں سب کا معائنہ کیا سب کو جنگ پر ابھارا، جب فوج کی گنتی ہو گئی تو معلوم ہوا کہ ڈیڑھ لاکھ فوج تیار ہے، بڑے بڑے ہاتھی لائے گئے ہیں، بعض ہاتھیوں پر تخت بنے ہوئے ہیں، ریشمی پردوں میں ملبوس ہیں اور ایک ایک تخت پر چالیس چالیس آدمیوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے، طبلے ڈھول بج رہے ہیں اور ہاتھیوں کی کمان ایک بڑے دیوہیکل ہاتھی کر رہا ہے جب وہ چلتا ہے تو سب ہاتھی چلتے ہیں اور جب وہ رکتا ہے تو سب رکتے ہیں، ہاتھیوں کے سونڈوں کے ساتھ تلواریں ایسی جوڑ دی گئیں ہیں کہ ہاتھی آسانی سے انسان کو قتل کر سکتا ہے اور ہاتھیوں کے ساتھ بیل گاڑی میں اسلحہ بھر بھر کر رکھا گیا ہے، اردشیر بادشاہ فارس نے اسی منظر کو دیکھ کر حوصلہ افزائی کر کے سب کو رخصت کیا اور خود واپس دار الخلافہ چلا گیا۔

جنگ قادسیہ، لشکر اسلام کا مدینہ میں آنا
جنگ کا پہلا مرحلہ

علامہ واقدی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے ارادہ کیا تھا کہ خود جا کر عراق اور قادسیہ کی جنگوں کی کمان کر لیں لیکن اہل شوریٰ نے آپ کو جانے سے روکا اور طے یہ ہوا کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو اس مہم پر امیر مقرر کر کے بھیجا جائے، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ حضور ﷺ کے ماموں اور بڑے بہادر صحابی تھے۔ حضرت عمرؓ کی خصوصی وصیتوں اور دعاؤں کے ساتھ تیس ہزار کا لشکر جرار لے کر اسلام کا یہ شیر مدینہ سے روانہ ہوا اور اکثر مجاہدین تو بیوی بچوں کے ساتھ عراق کی طرف چل پڑے حضرت عمرؓ نے سختی سے حکم دیا تھا کہ مجھے میدان جنگ کے نقشے سے لے کر ہر کارروائی کی مسلسل اطلاع بھیجا کریں۔

حضرت سعدؓ نے جا کر مقام رحبہ میں پڑاؤ کیا اور پھر وہاں سے کوفہ کے قریب حیرہ مقام میں معسکر بنا کر فوجوں کو اتارا، یہاں نعمان بن منذر کا لشکر موجود تھا اور اس نے ہر قسم کی مراعات سے اپنے لشکر کو نوازا تھا اور خوب ترغیب و ترہیب دے کر مسلمانوں سے لڑنے پر آمادہ کیا تھا کہ یہ لوگ بھی عرب ہیں اور تم بھی عرب ہو اور لوہا لوہے سے کاٹا جاتا ہے اس لئے خوب مقابلہ کر کے بادشاہ فارس کو خوش کرو، تمہارا دین قدیم ہے ہم انجیل اور عیسیٰ والے ہیں، ہمیں وہ فخر حاصل ہے جو اس جدید دین کی پیروکاروں کو حاصل نہیں ہے۔ وہ یہی گفتگو کر رہا تھا کہ اتنے میں لشکر اسلام کی طرف سے ایک قاصد آیا جب وہ نعمان بن منذر کے سامنے کھڑے ہو گئے تو دربانوں نے کہا کہ شاہ کے سامنے سجدہ کرو مسلم ایلچی نے کہا کہ ہم سجدہ صرف اپنے رب اللہ کے سامنے کرتے ہیں ہم انسان کے سامنے سجدہ کرنے والے نہیں ہیں یہ تم متکبروں کا کام ہے۔

نعمان: ہم متکبر اور ظالم نہیں ہیں البتہ تم بتاؤ کس لئے آئے ہو؟

قاصد: کلمہ شہادت پڑھ لو ورنہ جزیہ ادا کرو نہیں تو پھر لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ۔

نعمان: استہزاء کرتے ہوئے کہنے لگا تم لوگوں کو تمہاری جانوں نے خرافات میں ڈال رکھا ہے،

ہم رومیوں کی طرح نہیں ہیں ہم میں سے ہر شخص سخت جان اور مضبوط دل والا ہے تم ننگے بھوکے آکر فارس کے شہزادوں سے ٹکرلے رہے ہو یاد رکھو کہ ایسی لڑائی ہوگی جس کے شعلے بلند ہوں گے اور جس کا میدان گرم ہوگا، گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ بوقت مقابلہ تمہارا دماغ ٹھیک ہوجائے گا۔

قاصد: اے نعمان! تم باطل کے ساتھ منہ پھاڑ پھاڑ کر بول رہے ہو اور خواہ مخواہ بکواس بک رہے ہو، کیا تم کو معلوم نہیں کہ انجام کار کامیابی پرہیزگاروں کی ہوگی، ہمارے نبی نے ہم سے یہ وعدہ کیا ہے:

"سَتُفْتَحُ عَلٰی اُمَّتِیْ کُنُوْزُ کِسْرٰی وَ قَیْصَرَ"

یعنی عنقریب قیصر و کسریٰ کے خزانے میری امت کو ملیں گے۔

تو قیصر کے خزانوں کے تو ہم مالک ہوگئے، اب کسریٰ کے خزانے باقی ہیں۔

نعمان: تیری قوم ہلاک ہوجائے جاؤ ہمارا جواب صرف یہ ہے کہ فقط تلوار، فقط تلوار۔

ایلچی نے وہاں سے واپس آکر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو اس مکالمہ سے آگاہ کردیا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جواب سن کر یہ شعر پڑھے اور پھر آگے بڑھے:

سَاَحْمِلُ فِیْهِمْ حَمْلَةً عَرَبِیَّةً وَلَا اَنْثَنِیْ وَاللّٰهِ عَنْهُمْ بِعَسْکَرِیْ

فَاِمَّا تَرَی النُّعْمَانَ فِی الْقَیْدِ مَوْثَقًا وَاِمَّا طَرِیْحًا فِی الدِّمَاءِ الْمُعَفَّرِ

① میں ان پر شاندار عربی حملہ کردوں گا، خدا کی قسم! میں ان سے اپنی فوج پیچھے نہیں ہٹاؤں گا۔

② پھر نعمان کو ہم یا بیڑیوں میں جکڑا ہوا اور یا خون و خاک میں لت پت پڑا ہوا دیکھیں گے۔

یہ کہہ کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی فوجوں کو آگے بڑھنے کا حکم دیا، ادھر نعمان نے دیکھا تو اس نے اپنی فوجوں کو خوب تیار کیا جب حضرات صحابہ کا ان سے آمنا سامنا ہوا تو دونوں طرف سے فوجیں حرکت میں آگئیں، جنگی جھنڈے بلند ہوئے اور بہادروں نے نقارے بجائے، سچ ہے۔

کَاَنَّمَا الدِّیْنُ ضَیْفٌ حَلَّ سَاحَتَهُمْ بِکُلِّ قَرْمٍ اِلٰی لَحْمِ الْعِدیٰ قَرِمٍ

یعنی دین اسلام مہمان کے طور پر صحابہ کرام کے گھروں میں اتر آیا اور ضیافت میں دشمن کا گوشت طلب کیا۔

خورنق اور حیرہ میں گھمسان کی لڑائی

جنگ کا دوسرا مرحلہ

کسی بڑی جنگ کی تیاری ہورہی تھی لشکر اسلام کو حضرت سعدؓ نے میمنہ، میسرہ، قلب اور ساقہ پر استوار کیا اور پھر گلشن اسلام کے جیالوں کا صفوں کا اندر اور باہر سے گھوم گھوم کر معائنہ کیا، قاریوں کو حکم دیا کہ سورۃ توبہ کی جہاد کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سنائیں اور خود ایک پر مغز خطبہ دیا اور فرمایا آج کا دن ایسا ہے کہ اس کا ثانی نہیں ہے اس لئے بیدار ہو جاؤ، باہمت رہو اور اپنی تاریخ جو شام میں تم نے رقم کی ہے اس کو دہراؤ سب نے فرمایا کہ شدید حملہ ہمارا کام ہے اور مدد نصرت اللہ کا کام ہے، یہ کہہ کر نعرہ تکبیر بلند ہوا اور شہسواروں نے تیز وتند ہوا کی طرح کفار پر حملہ کر دیا اور گھمسان کا رن پڑا، یہ شدید جنگ نصف النہار تک جاری رہی اور نعمان کی فوجیں بھی ڈٹ کر مقابلہ کر رہی تھیں۔

محمدی کچھار سے ایک شیر بشر بن عمروؓ نے اس دستہ پر حملہ کیا جس میں نعمان بن منذر موجود تھا، گلشن محمدی کے اس جیالے نے پہلے سے اس کے دستے کو تتر بتر کر دیا اور پھر نعمان کو ایسا نیزہ مارا جو سینہ سے پار ہو کر پشت کی طرف جا چمکا اور نعمان زمین پر ڈھیر ہو گیا، نعمان کی افواج نے جب دیکھا کہ ان کا بادشاہ مارا گیا تو وہ سب قادسیہ کی طرف بھاگ نکلے، بادشاہ زمین پر پڑا ہوا رہ گیا اور راقم الحروف نے کہا۔

مِنْ عَهْدِ عَادٍ كَانَ مَعْرُوْفاً لَنَا ... أَسْرُ الْمُلُوْكِ وَقَتْلُهَا وَقِتَالُهَا

یعنی بادشاہوں سے لڑنا انہیں قید و قتل کرنا زمانہ قدیم سے ہمارے جانے پہچانے کارنامے ہیں۔

پھر مسلمانوں نے مال غنیمت اکٹھا کیا۔ حضرت سعدؓ قصر خورنق اور سدیر پر قابض ہو گئے، بھاری اسلحہ اور مال کو حیرہ میں چھوڑ کر ایک سو صحابہ کرام کو اس علاقے کی نگرانی پر مقرر کر کے اگلے مہم کی طرف متوجہ ہوئے: پانچ سو مسلمان شہدا کو ادھر ہی دفنا دیا گیا، نعمان کی فوج بھاگ کر قادسیہ پہنچی تو وہاں فارس کا لشکر جرار موجود تھا اور اس کی عمومی قیادت مشہور اور چالاک جرنیل

رستم بن اسفندیار کے ہاتھ میں تھی، اس نے بھاگے ہوئے لوگوں سے جنگ کے متعلق پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ ہمارا بادشاہ نعمان مارا گیا ہے بڑے بڑے جرنیل ہلاک ہو گئے ہیں اور مسلمان قصر خورنق، سدیر اور حیرہ پر قابض ہو چکے ہیں۔

یہ سن کر فارسیوں میں اضطراب برپا ہو گیا اور رعب عام لوگوں کے دلوں میں بیٹھ گیا اور طرح طرح کی چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں، تب رستم نے تمام کمانڈروں اور اہل شوریٰ اور اہل سیادت کو اکٹھا کر کے خود تخت پر بیٹھ کر اس طرح خطاب کیا، یاد رکھو حکومت کے لئے سیاست کی ضرورت ہے اور عظمت کا تعلق حکومت سے ہے، آپ کا ابھی ابھی عرب کے ساتھ مقابلہ ہونے والا ہے وہ لوگ سامنے آچکے ہیں تم ان کے مقابلے کے لئے میدان میں نکل جاؤ، لوگ ایک دم تیار ہو کر نکل گئے، سامنے سے گلشن اسلام کے نامور سپوت اور گلشن محمدی کے جیالے اپنے آب وتاب کے ساتھ نمودار ہوئے اور اپنی صفوں کو درست کیا، رستم نے بھی فوج خوب منظم کر لی اور اب دونوں طرف سے اشارہ آبرو کی دیر تھی، رستم کے پاس ایک لاکھ پچاس ہزار کا لشکر تھا اور تینتیس بڑے ہاتھی تھے اور مسلمانوں کا لشکر تیس اور چالیس ہزار کے درمیان تھا۔

رستم کو دعوت اسلام
جنگ کا تیسرا مرحلہ

رستم خود آرمینہ کا گورنر تھا لیکن شاہ فارس نے ان کو قادسیہ میں مقابلہ پر مامور کیا تھا، یہ شخص اگرچہ سخت تھا لیکن اس موقع پر وہ لڑنا پسند نہیں کرتا تھا بلکہ برابر لڑائی کو ٹالتا رہا، چنانچہ مدائن سے نکل کر چار ماہ کے بعد وہ قادسیہ تک پہنچا تھا، اس میں ان کی پوری کوشش تھی کہ لڑائی کسی طرح رک جائے، حضرت سعدؓ ان کے انتظار میں بیٹھے تھے، تین مختلف علاقوں پر چھاپہ مار کارروائی جاری تھی، جب رستم مقام ساباط پہنچا تو حضرت سعدؓ نے حضرت عمرؓ کو آگاہ کیا کہ دشمن کا لشکر اتنا بڑا ہے کہ صرف مقدمۃ الجیش میں چالیس ہزار فوج ہے اور میسرہ پر ساٹھ ہزار فوج ہے اور کل ایک لاکھ پچاس ہزار فوج ہے۔ حضرت عمرؓ نے جواب میں لکھا کہ اللہ پر بھروسہ رکھو کثرت افواج کو مت

دیکھو ہاں ان لوگوں کو کمزور کرنے کے لئے آپ پہلے ان کو دعوت دے دو، چنانچہ ایک دوسرے کے درمیان دعوت اسلام اور مذاکرات کا دور شروع ہوا، رستم کے لوگ تو اس کو صلح کے لئے مذاکرات سمجھتے تھے اور لشکر اسلام کی طرف سے یہ وہ دعوت اسلام تھی جس کا دینا اس کافر کو واجب کے درجے میں ہے جس کو اسلام کا کچھ پتہ نہ ہو اور نہ نام سے آشنا ہو لیکن جس کو ایک بار کسی بھی طریقہ پر پہنچی ہو تو میدان جنگ میں پھر دعوت دینا مستحب کے درجے میں ہے، یہ بھی اقدامی جنگ میں ہے دفاعی میں نہیں ہے۔

حضرت مغیرہ ابن شعبہؓ کا جانا

حضرت سعدؓ نے کئی افراد پر مشتمل ایک وفد کی شکل میں ان حضرات کو رستم کی طرف بغرض دعوت روانہ کیا اور رستم نے اس کا باقاعدہ مطالبہ کیا تھا کہ مذاکرات کے لئے کوئی آدمی بھیج دو، چنانچہ یہ گفتگو ہوئی۔

رستم: آپ لوگ یہاں کیوں آئے ہیں؟

مغیرہ بن شعبہؓ: اللہ تعالیٰ کے وعدے کے تحت آئے ہیں تا کہ تمہارا ملک تم سے چھین لیں اور تمہاری عورتوں اور بچوں کو قیدی بنائیں اور تمہارا مال تم سے لے لیں، ہمیں اس کا پورا یقین ہے۔

رستم: آپ لوگ ہمارے پڑوسی ہیں، ہم نے آپ کے ساتھ احسانات کئے ہیں اور کوئی تکلیف نہیں دی ہے اب آپ لوگ واپس چلے جائیں، آپ کے ساتھ ہماری تجارت ہمیشہ کھلی رہے گی۔

مغیرہ بن شعبہؓ: ہمارا مقصد دنیا نہیں ہے بلکہ آخرت ہے اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف ایک رسول ﷺ بھیجا ہے جن کو اللہ نے فرمایا کہ میں اس جماعت صحابہؓ کو ان لوگوں پر مسلط کیا ہے جو میرے دین کے تابع نہیں ہیں میں اس جماعت صحابہؓ کے ذریعہ سے ان لوگوں سے انتقام لوں گا یہ دین برحق ہے۔

رستم: وہ دین حق کیا ہے؟

مغیرہ بن شعبہؓ: کلمہ توحید کا اقرار کرنا اس کی بنیاد ہے اور پھر پورے دین کو تسلیم کرنا ہے۔

رستم: یہ تو بہت اچھا ہے اور بتاؤ کیا ہے؟

مغیرہ بن شعبہؓ: "وَاِخرَاجُ العِبَادِ مِنْ عِبَادَةِ العِبادِ اِلٰی عِبَادَةِ اللّٰہِ"

مخلوق خدا کو بندوں کی عبادت سے نکال کر اللہ کی عبادت کی طرف لانا۔

رستم: یہ بھی بہت اچھا ہے اور بتاؤ۔

مغیرہ بن شعبہؓ: سب لوگ ایک باپ کی اولاد ہے اور آپس میں بھائی ہیں۔

رستم: اگر ہم اسلام قبول کرلیں گے تو تم واپس ہو جاؤ گے۔

مغیرہ بن شعبہؓ: ہاں ہم پھر تمہارے ساتھ لڑنے کے لئے قریب بھی نہیں آئیں گے۔

اس کے بعد رستم نے اپنے اہل شوریٰ سے کہا کہ اسلام قبول کرنا چاہیئے وہ سب ناراض ہوئے تو رستم ناکام ہوا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کا دوبارہ جانا

رستم: تمہاری مثال یہاں آنے کی ایسی ہے جیسا کہ ایک مکھی نے شہد دیکھ لیا تو کہا کہ کون ہے جو مجھے اس شہد تک پہنچادے اور میں اس کو دو درہم دے دوں، پھر جب شہد میں پھنس کر رہ گئی تو اس نے کہا کوئی ہے جو مجھے اس سے نکال کر چھڑالے اور میں اس کو چار درہم دے دوں، تو تم بھی اسی طرح پھنس جاؤ گے؟ پھر رستم سخت غصہ ہوا اور کہا میں کل تم سب کو قتل کر دوں گا سورج کی قسم۔

حضرت مغیرہؓ: یہ تو کل تجھے معلوم ہو جائے گا کہ کون قتل کرے گا۔

رستم: میں تجھے کچھ جوڑے جامے دے دوں گا اور تمہارے امیر کو ایک ہزار دینار اور کچھ کپڑے دے دوں گا تم واپس ہو جاؤ۔

حضرت مغیرہؓ: میں اس وقت واپس جاؤں گا جب تمہاری عزت کو خاک میں ملا دوں اور تم کو ذلیل کر کے جزیہ وصول کروں اور تم کو غلام بنا کر چھوڑوں اگر چہ تمہیں ناپسند ہو۔

جب رستم نے یہ سنا تو جل بھن گیا۔

حضرت مغیرہ کا پھر جانا

راوی کہتا ہے کہ فارس کے لوگ ابتداء میں کوئی پرواہ ہی نہیں رکھتے تھے، صحابہؓ کے پھٹے پرانے کپڑے دیکھ کر ہنستے تھے اور تیروں کو دیکھ کر کہتے تھے دُوک، دُوک'' یعنی ان تکلوں سے کیا بنے گا۔

لیکن جب دیر ہوگئی اور صحابہ پیچھے نہیں ہٹے تو انہوں نے پیغام بھیجا کہ مذاکرات کے لئے کوئی بھیج دو۔ حضرت مغیرہؓ پھر چلے گئے اور جا کر رستم کے ساتھ تخت پر بیٹھ گئے، فارسی لوگ چیخ اٹھے کہ یہ کیا کیا؟ حضرت مغیرہؓ نے فرمایا کہ اس سے میری کوئی عزت بڑھی نہیں ہے اور نہ تمہارے آدمی کی عزت گھٹی ہے۔ رستم نے کہا سچ کہتا ہے، پھر گفتگو شروع ہوئی:

رستم: بتاؤ تم لوگ کیوں آئے ہو؟

حضرت مغیرہؓ: ہم گرے پڑے لوگ تھے اللہ تعالیٰ نے ایک نبی بھیجا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی وجہ سے ہمیں ہدایت بھی دی اور روزی ورزق بھی دیا اسی روزی میں سے تمہارے شہر کا غلہ بھی تھا جب ہم نے یہاں کا غلہ کھایا ہے اور بچوں کو کھلایا تو بیوی بچوں نے کہا کہ اس غلے کے بغیر چارہ کار نہیں ہے اب ہم کو ادھر ہی اتار دو جہاں یہ غلہ ہے اس لئے ہم بیوی بچوں کو ساتھ لے کر آئے۔

رستم: پھر تو ہم تم کو قتل کر دینگے۔

حضرت مغیرہؓ: اگر ہم کو قتل کیا تو ہم جنت میں چلے جائیں گے اور اگر ہم نے تم کو قتل کیا تو تم جہنم چلے جاؤ گے اور زندوں سے ہم جزیہ ٹیکس وصول کریں گے۔

یہ سن کر چاروں طرف سے شور اٹھا کہ ہم صلح نہیں کریں گے نہیں کریں گے تو حضرت مغیرہؓ نے فرمایا کہ پھر لڑنے کے لئے پہلے تم آؤ گے یا ہم آئیں۔ رستم نے کہا کہ ہم آئیں گے۔

رستم کو ربعی بن عامرؓ کی دعوت

رستم نے حضرت سعدؓ سے پھر قاصد مانگا کہ مزید مذاکرات ہو سکیں کیونکہ رستم کی یہ کوشش تھی

کہ کسی طرح جنگ ٹل جائے کیونکہ اس نے ایک خواب دیکھا تھا جس کی بنیاد پر وہ خطرہ محسوس کررہا تھا، چنانچہ حضرت سعدؓ نے گلشن اسلام کے ایک بلبل حضرت ربعی بن عامرؓ کو روانہ کیا، رستم کے لوگوں نے دربار کو اس طرح مزین کررکھا تھا جس کا بیان کرنا مشکل ہے، ہر طرف اعلیٰ قسم کی قالین بچھی ہوئی تھیں، بڑے بڑے تکیے قرینہ سے رکھے ہوئے تھے، تخت شاہی سونے کا بنا ہوا تھا، اس پر ہر قسم کے ریشم کے پردے لٹک رہے تھے، جرنیل رستم نہایت ٹھاٹھ باٹھ سے سر پر تاج رکھ کر تخت پر براجمان تھا اور قاصد کا انتظار کررہا تھا اور اس پر رعب ڈالنے کی امید رکھ رہا تھا۔

محمدی کھچار کے شیر حضرت ربعی بن عامرؓ بے کار سے گھوڑے پر سوار ہوئے، آپ کے ہاتھ میں ایک ڈھال اور ایک تلوار ہے، پھٹے پرانے میلے کچیلے کپڑے زیب تن کئے ہوئے ہیں آپ زرہ میں ملبوس سر پر خود رکھے ہوئے مختصر اسلحہ سے دربار میں داخل ہوئے، جب قالین کچھ حصہ گھوڑے نے روند ڈالا تو آپ نے گھوڑے سے اتر کر اس کو ایک بڑے تکیہ سے باندھ دیا اور اپنا نیزہ وغیرہ لے کر قالین کو نیزہ سے چھیدتے چیرتے پھاڑتے اندر چلے گئے، دربانوں نے کہا اسلحہ ادھر رکھ کر جاؤ تو آپ نے فرمایا میں خود نہیں آیا ہوں تم لوگوں نے مجھے بلایا ہے اگر چاہو تو اسلحہ کے ساتھ آؤں گا ورنہ میں واپس ہو جاؤں گا۔ رستم نے کہا ان کو آنے دو۔

رستم: آپ لوگ کیوں آئے ہو؟

حضرت ربعیؓ: اَللّٰہُ اِبْتَعَثَنَا لِنُخْرِجَ مَنْ شَاءَ مِنْ عِبَادَةِ الْعِبَادِ اِلٰی عِبَادَةِ اللّٰہِ، وَمِنْ ضِیْقِ الدُّنْیَا اِلٰی سِعَتِهَا وَمِنْ جَوْرِ الْاَدْیَانِ اِلٰی عَدْلِ الْاِسْلَامِ، فَاَرْسَلَنَا بِدِیْنِهٖ اِلٰی خَلْقِهٖ لِنَدْعُوَهُمْ اِلَیْهِ فَمَنْ قَبِلَ ذٰلِکَ قَبِلْنَا مِنْهُ وَرَجَعْنَا عَنْهُ، وَمَنْ اَبٰی قَاتَلْنَاهُ اَبَدًا حَتّٰی نُفْضِیَ اِلٰی مَوْعُوْدِ اللّٰہِ۔

یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں اس لئے اٹھایا ہے تاکہ اللہ جس کو چاہے ہم اس کو بندوں کی عبادت سے خالق کی عبادت کی طرف کھینچ لائیں اور دنیا کی تنگی سے اس کی فراخی کی طرف لے

آئیں، اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے دین کے ساتھ اپنی مخلوق کی طرف بھیجا ہے تا کہ ہم ان کو اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کی طرف بلائیں پس جس نے دین اسلام قبول کرلیا ہم اس کو مان لیں گے اور ان سے واپس چلے جائیں گے اور جس نے دین اسلام قبول کرنے سے انکار کیا تو ہم ہمیشہ ان سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے تک پہنچ جائیں۔

رستم: اللہ تعالیٰ کا وعدہ کیا ہے؟

حضرت ربعیؓ: انکار کرنے والے کفار سے لڑنے میں جو شہید ہو جائے اس کے لئے جنت ہے اور جو زندہ بچ جائے اس کے لئے کامیابی کا وعدہ ہے۔

رستم: تمہاری بات میں نے سن لی ہے کیا آپ ہمیں کچھ مہلت دیں گے تا کہ ہم اس پر غور کریں؟

حضرت ربعیؓ: جی ہاں مہلت دی گئی کتنی چاہئے ایک دن یا دو دن کی؟

رستم: نہیں بلکہ اتنی مہلت ہو کہ ہم اپنے بڑوں سے مختلف علاقوں میں خط و کتابت کرسکیں، اپنے اہل رائے لوگوں سے مشورہ کرسکیں۔

حضرت ربعیؓ: دشمن کو دعوت دینے کے بعد تین دن سے زیادہ مہلت دے دینا ہمارے رسول اللہ ﷺ کا طریقہ نہیں ہے، آپ اپنی قوم اور اپنے بارے میں سوچ لو اور تین دن کے بعد ایک بات اختیار کرلو یعنی ایمان یا جزیہ یا لڑائی۔

اس کے بعد رستم نے اپنے سرداروں سے کہا کہ اس سے زیادہ پر وقار پر عظمت اور صاف گو شخص کو کبھی تم نے دیکھا ہے؟ سرداروں نے کہا کہ اللہ کی پناہ کہ آپ اپنے دین کو چھوڑ کر اس کتے کی طرف مائل ہو رہے ہیں ان کے کپڑوں کو تو دیکھو، رستم نے کہا کہ کپڑوں کو مت دیکھو بلکہ کلام، عزم اور کردار کو دیکھو۔

فائدہ: دعوت کا یہ پورا نقشہ میں نے البدایہ والنہایہ سے لیا ہے اسکو آپ بار بار دیکھیں اور دعوت کی حقیقت کو پہچان لیں اس میں صحابہ کی عظمت اور کافروں کی آنکھوں میں آنکھیں

ڈال کر بات کرنے کا پورا منظر سامنے ہے: کیا اس میں کوئی معذرت خواہانہ رویہ نظر آتا ہے؟ یا اس میں کہیں کوئی لفظ ایسا ملتا ہے کہ ہم لڑنے والے لوگ نہیں ہیں ہم لڑنے نہیں آئے، ہم، "تو لوٹے والے ہیں، مصلے والے ہیں، دعا والے ہیں، لڑنے والے نہیں ہیں جیسا کہ بعض حضرات کا خیال ہے کہ صحابہ ایسا کہا کرتے تھے یا اس میں آپ کو کہیں کوئی لفظ ملتا ہے کہ صحابہؓ نے یہ کہا ہو کہ اگر ہم تم کو ماردیں گے تو تم دوزخ میں چلے جاؤ گے اور اس کی ذمہ داری ہم پر آجائے گی اس لئے ہم ماریں گے نہیں بلکہ اگر دیکھا جائے تو صحابہ کرامؓ نے صاف فرمایا ہے کہ ہمارا مقتول جنت میں جائے گا اور تمہارا مقتول دوزخ میں جائے، حالانکہ اس واقعہ سے کچھ پہلے صحابہ کرام نے بویب مقام پر کفار کے ایک لاکھ آدمیوں کو قتل کیا ہے۔

آخری بات یہ کہ یہ اسلامی دعوت ہے جو جہاد سے پہلے ضروری ہوتی ہے، آج کل جو مسلمانوں کو وعظ ونصیحت اور اصلاح کی کوشش ہورہی ہے اس پر جہاد موقوف نہیں ہے یہ جہاد والی دعوت نہیں ہے۔ (مؤلف)

قادسیہ کا میدانِ کارزار
جنگ کا چوتھا مرحلہ

رستم کے ساتھ تمام سفارتی مذاکرات کے آخر میں ابوموسیٰ اشعریؓ بھی ایک باران کے پاس چلے گئے، علامہ واقدیؒ فرماتے ہیں کہ ابوموسیٰؓ فوجی مرکز کے اندر جانا چاہتے تھے لیکن دربانوں نے کہا کہ آپ اپنا پیغام دے دیں ہم رستم تک پہنچادیں گے، چنانچہ ابوموسیٰؓ نے ترجمان سے کہا کہ رستم کو کہہ دو کہ اسلام قبول کر دو ورنہ جزیہ ادا کردو ورنہ تلوار بہترین فیصلہ ہے، رستم کو اس کی اطلاع دی گئی، جب رات کا وقت ہوا تو تاریکی میں رستم کی فوجوں سے کچھ عسکر بھاگ کر مسلمانوں کے پاس آگئے اور پناہ کی درخواست کی جب رستم کو اس کا پتہ چلا تو بہت غصہ ہوا اور فوراً حضرت سعدؓ کے پاس قاصد بھیجا کہ ہمارے فوجی واپس بھیج دو۔

حضرت سعدؓ نے فرمایا کہ ہم نے ان کو پناہ دی ہے اب ہم معاہدہ نہیں توڑ سکتے، اب ہم

پر لازم ہے کہ ان کی حفاظت کریں، رستم نے جب یہ جواب سنا تو جل بھن گیا اور پھر اپنی فوج کو مسلمانوں پر حملہ کرنے کا حکم دے دیا، چنانچہ وہ آگے بڑھنے لگی۔

ادھر لشکر اسلام نے جب دیکھا کہ عمومی حملہ شروع ہو گیا ہے تو حضرت قعقاع بن عمروؓ نے فرمایا کہ اے امیر! دشمن آگے بڑھ رہا ہے اور ان کے ساتھ آگے آگے ہاتھی ہیں ان ہاتھیوں کے سامنے عربی گھوڑے نہیں ٹھہر سکیں گے، حضرت سعدؓ نے فرمایا کہ ہمت کرو اور ہاتھیوں کو تیروں کا نشانہ بناؤ اور تلواروں سے ان کی سونڈ کاٹ ڈالو۔

ان ہاتھیوں کے سامنے ایک بڑا ہاتھی سب کی کمان کر رہا تھا جب وہ رکتا تھا تو سب رک جاتے جب چلتا تھا تو سب چلنے لگتے، چنانچہ ہاتھیوں کا حملہ شروع ہوا، ان کے اوپر فارس کے چوٹی کے بہادر بیٹھے تھے اور ان کی سونڈوں کے کناروں سے تلواریں جڑیں ہوئی تھیں جہاں یہ ہاتھی سر ہلاتے مسلمانوں کی صف سے لوگوں کو قتل کر دیتے، گھوڑوں نے جب دیو ہیکل ہاتھیوں کو دیکھا تو بدک کر بھاگ گئے، حضرت سعدؓ نے جب یہ پریشان کن صورت حال دیکھی تو اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑائے اور ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر یہ دعا مانگی:

"رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ"

اس دعا کا اتنا اثر ہوا کہ ہاتھیوں نے بجائے مسلمانوں کے مدائن کا رخ کیا اور واپس ہو گئے، بڑا ہاتھی مڑ گیا اور کسی کے روکنے سے نہیں رکا، رستم نے جب یہ حالت دیکھ لی تو بڑا غصہ ہوا اور سونے کا گرز لے کر ہاتھیوں کو مارنے لگا لیکن ہاتھی واپس میدان میں آنے کا نام نہیں لے رہے تھے، چنانچہ ہاتھی بھی بھاگے ان کے گھوڑے بھی پسپا ہو گئے اور پھر عام افواج بھی بھاگنے لگی، مسلمانوں نے ان کا تعاقب نہیں کیا اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے یہ مشکل دور فرما دی۔

اس کے بعد پھر رستم نے لوگوں کو منظم کیا اور گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی۔ حضرت سعدؓ رستم کو تلاش کرنے میں کئی صفوں کو چیر کر اندر گھس گئے لیکن رستم بچ نکلا، چنانچہ دن بھر لڑائی ہوتی

رہی حتی کہ رات نے دونوں فوجوں کو جدا کر دیا، دونوں فریق اپنے اپنے مقام پر لوٹ گئے، رستم اپنے عالیشان خیمہ میں جا کر اپنے جرنیلوں کو اس طرح ملامت کرنے لگا:

"تم نے کچھ نہیں کیا بس شرم و عار لے کر آ گئے تمہیں کیا ہو گیا کہ اس شجاعت و شہرت کے باوجود ان بے نام عربوں نے تم کو شکست دے دی تم مدائن جا کر اردشیر کو کیا منہ دکھاؤ گے، ان لوگوں نے تمہارے بڑے بڑے افسروں کو ہلاک کر دیا، معلوم ہوتا ہے کہ تمہاری حکومت ختم ہونے والی ہے۔"

اس معرکہ میں ایرانیوں کے ڈھائی ہزار آدمی مارے جا چکے تھے اور باقی بھاگ گئے تھے۔ سرداروں نے جواب دیا کہ جناب ایسے لوگوں سے واسطہ پڑا ہے جو موت سے ڈرتے ہی نہیں، کسی مصیبت پر فریاد نہیں کرتے ہیں جب بھی ہم ان کو مارتے ہیں وہ سینہ تان کر آگے ہی بڑھ جاتے ہیں، رستم نے کہا کہ میں ایک تدبیر کر کے رات کو ان لوگوں پر شبخون مارنا چاہتا ہوں، فوج نے کہا بہت اچھا۔

"لیلۃ الھریر" اور اس کی وجہ تسمیہ
جنگ کا پانچواں مرحلہ

صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں کہ جب ہم دن بھر کی لڑائی سے فارغ ہوئے تو حضرت سعدؓ کے خیمہ میں آ گئے وہ زمین پر خالی مٹی پر بیٹھے تھے، جب انہوں نے ہمیں دیکھا تو فرمایا مبارک ہوں وہ لوگ جنہوں نے دنیا کو چھوڑ کو آخرت کو اختیار کیا ہے بتاؤ آج کا دن کیسا رہا؟ سب نے فرمایا کہ ہم نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی خوب حمایت کی اور دشمنوں سے اپنے دلوں کو خوب ٹھنڈا کیا تاہم دشمن کے تیروں اور سخت حملوں سے ہمارے بہت سارے لوگ شہید ہو گئے، دشمن نے ایک دستہ ایسا تیار کیا ہے جو زنجیروں سے بندھا ہوا ہے وہ صرف تیر ہی چلانے کے لئے مقرر ہے۔ حضرت سعدؓ نے فرمایا کہ تم ایک کام کرو وہ اس طرح کہ اس علاقے میں فلاں فلاں قسم گھاس ہے جو جلانے کے کام آتی ہے اس کو جمع کر کے لاؤ جب گھاس لائی گئی تو حضرت سعدؓ

نے فرمایا کہ اس گھاس کو انٹوں پر لادلواور پھر اس میں آگ لگادواور پھر نیزہ سے اونٹوں کے جسم میں زخم کر کے بھگادو اونٹ کچھ زخم اور کچھ ڈر کی وجہ سے بالکل پاگل ہوکر ان دستوں پر چڑھ جائیں گے جو زنجیروں میں بندھے ہوئے لڑ رہے ہیں، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اونٹ جب زنجیر والوں پر چڑھ دوڑے تو سب کو روند ڈالا وہ لوگ تو ریزہ ریزہ ہوگئے لیکن رات کو اچانک رستم کی فوجیں شبخون مارنے کے لئے ایک دم پہنچ گئیں اور لڑائی کا ایسا معرکہ قائم ہوا کہ زمین میں زلزلہ برپا ہوگیا، دونوں طرف سے چیخ وپکار شروع ہوگئی اسی وجہ سے اس رات کو ”لیلة الهریر“ کہتے ہیں یعنی چیخ وپکار کی رات، دونوں طرف سے یہ لڑائی ہوتی رہی یہاں تک کہ صبح ہوگئی، خزیمہ کے جوان تو ایسے لڑے کہ ان کی نسل میں سے کوئی باقی نہیں رہا، جب سورج طلوع ہوا تو رستم بن اسفندیار نے اپنی پوری فوج کو میدان کارزار میں اتار دیا، اسلام کے شاہینوں نے فراخدلی سے ان کا استقبال کیا، حضرت سعدؓ لشکر اسلام کے بیچ میں گھوم رہے تھے اور وعظ ونصیحت کر رہے تھے۔

ابو محجنؓ کی بہادری
جنگ کا چھٹا مرحلہ

حضرت سعدؓ رات کے وقت فوج میں گھوم رہے تھے کہ اچانک دیکھا کہ ابو محجنؓ نے شراب پی ہے اور مست پڑا ہے، حضرت سعدؓ بہت غصہ ہوئے اور فرمایا اپنی جان کے دشمن اپنے جہاد کے ثواب کو خراب کر رہے ہو؟ اور پھر اس کو قید کر کے کمرہ میں رکھا وہ قید خانے کے دریچے سے لڑائی کا نظارہ کر رہا تھا اور شجاعت کے جوش سے بے اختیار ہوا جا رہا تھا آخر ضبط نہ کرسکا اور حضرت سعدؓ کی زوجہ محترمہ سے فرمایا کہ خدا کے واسطے مجھے اس وقت چھوڑ دو اگر لڑائی سے زندہ بچا تو پھر قید کے لئے حاضر ہو جاؤں گا اس نے انکار کیا، ابو محجن نے حسرت کے انداز سے بار بار پُردرد لہجہ میں یہ اشعار پڑھے:

① كَفٰى حُزْنًا اَنْ تَرْدِیَ الْخَیلُ بِالْقَنَا　　وَاُتْرَکَ مَشْدُوْدًا عَلَیَّ وَ ثَاقِیَا

② اِذَاقُمْتُ عَنَّانِی الْحَدِیْدُ وَاُغْلِقَتْ　　مَصَارِیْعُ مِنْ دُوْنِی تَصُمُّ الْمُنَادِیَا

③ وَقَدْ كُنْتُ ذَا مَالٍ كَثِير وَ اِخْوَةٍ   وَقَدْ تَرَكُونِى مُفْرَدًا لَا اَخَالِيَا

①اس سے بڑھ کر کیا غم ہوگا کہ سوار نیزہ بازیاں کررہے ہیں اور میں زنجیروں میں بندھا ہوا پڑا ہوں۔

② جب کھڑا ہونا چاہتا ہوں تو زنجیر اٹھنے نہیں دیتی اور دروازے اس طرح بند کئے جاتے ہیں کہ پکارنے والا پکارتے پکارتے تھک جاتا ہے۔

③ حالانکہ میں بہت مال اور کثیر جھتے والا تھا اب لوگوں نے مجھے ایسا چھوڑا ہے کہ میرا کوئی بھائی ہی نہیں۔

سلمیٰ یہ سن کر ضبط نہ کرسکی اور آکر بیڑیاں کاٹ دیں، انہوں نے فوراً جا کر حضرت سعدؓ کا گھوڑا لیا اور میدان کارزار میں کود پڑے، وہ دن بھر ایسے لڑے کہ حضرت سعدؓ کو حیرت میں ڈال دیا۔ وہ فرماتے تھے کہ یہ گھوڑا تو میرا لگتا ہے اس کو کون لے گیا ہے رات کو ابو محجن نے واپس آکر اپنے آپ کو بیڑیوں میں ڈال لیا۔ سلمیٰ نے پورا قصہ حضرت سعدؓ کو بتادیا، حضرت سعدؓ نے کہا کہ ابو محجن! خدا کی قسم میں تجھے کبھی بھی شراب کی سزا نہیں دوں گا کیونکہ آپ نے تو عجیب کارنامہ انجام دیا ہے، ابو محجن نے فرمایا کہ خدا کہ قسم! میں آئندہ شراب کے قریب بھی نہیں جاؤں گا۔

صاحب فتوح العجم میں علامہ واقدی نے جو نقشہ جنگ کا پیش کیا ہے اس میں رستم کے قاتل کو ابو محجن قرار دیا ہے لیکن البدایہ والنہایہ وغیرہ نے ایک دوسرے شیر کو رستم کا قاتل قرر دیا ہے جس کا تذکرہ آنے والا ہے۔ یادر ہے کہ ابو محجن صحابی نہیں بلکہ تابعی ہے۔

حضرت معدیکرب زیدیؓ کی بہادری
جنگ کا ساتواں مرحلہ

میدان کارزار میں خوش الحان قاریوں نے سورت توبہ کی جہاد والی آیتیں تلاوت کیں جس سے عام مسلمانوں کا جذبہ بھڑک اٹھا، حضرت سعدؓ نے قاعدے کے مطابق اللہ اکبر کے تین نعرے مارے اور چوتھے پر لڑائی شروع ہوئی سب سے پہلے ایک ایرانی جرنیل ریشمی لباس میں ملبوس، زرین کمر بند لگائے ہوئے ہاتھوں میں سونے کے کڑے پہنے میدان میں آیا اور مقابل کا خواہاں ہوا، ادھر سے حضرت عمرو بن معدیکربؓ نے گھوڑے کو دبایا اور قریب سے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھالیا اور پھر زمین پر پٹخ کر دے مارا اور تلوار سے اس کی گردن جدا کر کے فوج کو کہا، یوں لڑا کرتے ہیں''۔ لوگوں نے کہا ''ہر شخص معدیکرب کیونکر ہوسکتا ہے''۔

ایرانیوں نے نہایت سلیقے سے ہاتھیوں کے دائیں بائیں فوجیں لگا رکھی تھیں، عمرو بن معدیکربؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہا میں اس بڑے ہاتھی پر حملہ کرتا ہوں تم ساتھ رہنا ورنہ اگر معدیکرب مارا گیا تو پھر معدیکرب پیدا نہیں ہوگا، یہ کہہ کر آپ نے تلوار میان سے کھینچ لی اور ہاتھی پر حملہ کیا لیکن پیدل فوجیں دائیں بائیں تھیں ایک دم ان پر ٹوٹ پڑیں اور اس قدر گرد و غبار اٹھا کہ یہ نظر سے غائب ہوگئے، یہ دیکھ کر معدیکربؓ کی فوج حملہ آور ہوئی اور بڑے معرکے کے بعد دشمن پیچھے ہٹا عمرو بن معدیکرب کا یہ حال تھا کہ پورا جسم خاک سے اٹا ہوا تھا، بدن پر جگہ جگہ زخم آئے تھے۔ تاہم تلوار قبضے میں تھی۔

حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کی بہادری اور دعا

خنساء صخر کی بہن عرب کی مشہور شاعرہ تھی قادسیہ کے معرکے میں شریک تھی اور اس کے چار بیٹے بھی تھے، لڑائی جب شروع ہوئی تو اس نے بیٹوں کو خطاب کر کے اس طرح کہا:

پیارے بیٹو! تم اپنے ملک میں تنگ نہ تھے نہ تم پر کوئی قحط پڑا تھا، باوجود اس کے کہ تم نے

اپنی بوڑھی امی جان کو یہاں لا کر فارس کے لوگوں کے سامنے ڈال دیا، خدا کی قسم! جس طرح تم ایک ماں کی اولاد ہو اسی طرح ایک باپ کے بھی، میں نے تمہارے باپ سے بددیانتی نہیں کی، نہ تمہارے ماموں کو رسوا کیا، تم جاؤ اور آخر تک لڑو''۔

بیٹے جب حملہ آور ہوئے اور نگاہ سے اوجھل ہو گئے تو خنساء نے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر کہا، بارالٰہا میرے بیٹوں کی حفاظت فرما، یہ چاروں بیٹے یکے بعد دیگرے شہید ہو گئے، حضرت خنساءؓ صحابیات میں سے ہیں۔

حضرت قعقاعؓ کی بہادری اور رستم کا قتل ہونا
جنگ کا آٹھواں مرحلہ

حضرت سعدؓ کو جنگ قادسیہ کے بعض معرکوں میں پیچھے رہنا پڑا کیونکہ آپؓ کے جسم میں دانے نکل آئے تھے، آپؓ اپنے خیمے سے جنگ کی کمان کر رہے تھے، چنانچہ خیمہ سے میدان کے ہر کونے پر آپ کی نظر تھی اور پیغام دینے کے لئے جنگی نقشہ تبدیل کرنے کے لئے آپؓ اپنی جگہ سے کاغذ پر حکم صادر فرماتے اور پھر کاغذ کی گولی بنا کر سامنے والے فوجی کو پھینکتے وہ اپنے سامنے والے کو پھینکتے، چنانچہ بغیر کسی وقفے وہ حکم پہنچ کر نافذ ہو جاتا، یہ صحابہ کرامؓ کی جنگی مہارت تھی، حضرت سعدؓ نے عام افواج کے سامنے اپنا عذر پیش بھی کیا تھا، قادسیہ کی لڑائی میں ہر دن کا الگ الگ نام ہوتا تھا، چنانچہ پہلے دن کا نام ''**یوم الارماث**''، دوسرے دن کا نام ''**یوم اغواث**''، تیسرے دن کا نام'' **یوم عماس**'' اور چوتھے دن کا نام'' **یوم القادسیہ**'' تھا، چوتھے دن کی رات کا نام ''**یوم الھریر**'' تھا جیسا کہ گزرا ہے۔ پہلے دن کی لڑائی کے شہداء کو دفنانے اور زخمیوں کے مرہم پٹی کرنے سے جب مسلمان فارغ ہوئے تو اچانک دیکھا کہ شام کی طرف سے غبار اٹھ رہا ہے، گرد چھٹی تو معلوم ہوا کہ ابو عبیدہؓ نے امدادی افواج بھیجی ہے جس کی کمان حضرت سعدؓ کے چچا زاد بھائی کر رہے تھے اور جس کے ہراول پر ایک صحابی مقرر تھے، قادسیہ میں مسلمانوں نے اس کو تائید غیبی سے تعبیر کیا، یہ کل چھ ہزار کا لشکر تھا۔

حضرت قعقاع نے میدان میں پہنچتے ہی صف سے نکل کر اس طرح کفار کو للکارا ''ایرانیوں میں کوئی بہادر ہو تو مقابلے کے لئے سامنے آجائے، ادھر سے مشہور جرنیل بھمن نکل آیا، حضرت قعقاعؓ نے پکار کر کہا کہ ابو عبیدہ ثقفی کا قاتل آج بچ کر نہیں جائے گا۔

دونوں پہلوان تلوار لے کر ایک دوسرے جھپٹ پڑے، عزت و عظمت کی اسلامی تلوار غالب آئی اور حضرت قعقاعؓ نے بھمن کو قتل کر دیا اس کے بعد مشہور جرنیل بزرجمہر ہمدانی مقابلہ کے لئے آیا، حضرت قعقاعؓ نے ان کو بھی موت کا پیالہ پلایا، حضرت قعقاعؓ نے اپنی فوجوں کو قادسیہ میں داخل ہونے کے لئے کئی یونٹوں میں تقسیم کیا تھا، چنانچہ وقفے وقفے سے یہ دستے پہنچتے رہے اور جنگی لحاظ سے کفار کو مرعوب کرتے رہے اور نعرہ تکبیر بلند کر کے حملہ آور ہوتے رہے، قادسیہ کے میدان میں ہاتھیوں کے لئے حضرت قعقاعؓ نے یہ تدبیر کی کہ اونٹوں پر جھول ڈال کر اور برقع پہنا کر ہاتھیوں سے بھی زیادہ خوفناک بنا دیا، یہ مصنوعی ہاتھی جدھر کو رخ کرتے تھے ایرانیوں کے گھوڑے بدک جاتے تھے اور لشکر پسپا ہو جاتا۔

گھمسان کی لڑائی جاری تھی نہ دن کا اندازہ تھا نہ رات کا لوگ لڑتے لڑتے چور ہو گئے تھے لیکن اب تک فتح و شکست کا فیصلہ کن مرحلہ نہیں آیا تھا، چنانچہ قعقاعؓ نے گلشن محمدی کے چند نامور شہزادوں کا انتخاب کیا اور سیدھا رستم پر حملہ آور ہوئے۔ جوش جہاد کے فضائل بیان ہوئے جس سے اسلامی لشکر میں ایک آگ لگ گئی اور ہر سردار نے اپنے ماتحتوں سے کہا کہ دیکھو فلاں قبیلہ جہاد فی سبیل اللہ میں تم سے سبقت نہ لے جائے۔

یہ سن کر شہسوار گھوڑوں سے کود پڑے اور تیر و کمان پھینک کر تلواریں کھینچ لیں، محمدی کچھار کے یہ غضب ناک شیر جرنیل فیروزان و ہرمزان کو دباتے مٹاتے ہوئے رستم کے قریب پہنچ گئے۔

رستم تخت پر بیٹھا فوج کو لڑا رہا تھا جب اس نے ان شاہینوں کو جھپٹتے ہوئے دیکھا تو تخت سے کود پڑا اور دیر تک بہادری کے ساتھ مقابلہ میں جوہر شجاعت دکھاتا رہا جب زخموں سے بالکل چور چور ہو گیا تو بھاگ گیا لشکر اسلام کے ایک شیر ببر ''ہلال'' نامی کمانڈر سے اس کا تعاقب

کیا، اتفاق سے ایک نہر سامنے سے آ گئی، رستم کود پڑا کہ تیر کر پار نکل جائے لیکن ہلال بھی نہر میں کود ے اور اس کی ٹانگیں پکڑ کر باہر کھینچ لائے اور پھر تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا ہلال نے جرنیل رستم کی لاش خچروں کے پاؤں میں ڈال دی اور اس کے تخت پر چڑھ کر اس طرح پکارا "لو رستم کا میں نے خاتمہ کر دیا" ادھر رستم سسک سسک کر مر رہا تھا اور ادھر اسی مناسبت سے راقم الحروف نے ایک بار پھر کہا:

مِنْ عَهْدِ عَادٍ كَانَ مَعْرُوفاً لَنَا أَسْرُ الْمُلُوْكِ وَ قَتْلُهَا وَ قِتَالُهَا

یعنی بادشاہوں سے لڑنا انہیں قید و قتل کرنا زمانہ قدیم سے ہمارے جانے پہچانے کارنامے ہیں۔

ایرانیوں نے دیکھا کہ تخت سپہ سالار سے خالی ہے تو تمام فوج میں بھگدڑ مچ گئی، گلشن اسلام کے جیالوں نے ان کا تعاقب کیا اور ہزاروں لاشیں میدان میں بچھا دیں، شکست کے بعد بھی چند نامور افسر اور ریاستوں کے گورنر میدان میں ثابت قدمی سے مقابلہ کرتے رہے ان میں بعض نے تو جان دے دی اور بعض آخر میں بھاگ نکلے، ایرانیوں کے مقتولین کا تو کوئی شمار نہ تھا، مسلمان بھی کم و بیش چھ ہزار شہید ہو گئے، اس طرح فارس کی کمر ٹوٹ گئی اور میں یہ کہا:

وَبَاتَ اِيْوَانُ كِسْرىٰ وَهُوَ مُنْصَدِعٌ كَشَمْلِ أَصْحَابِ كِسْرىٰ غَيْرِ مُلْتَئِمِ

یعنی کسریٰ کا ایوان ایسا ریزہ ریزہ ہو گیا جیسا کہ اس کی فوجیں تتر بتر ہو گئیں

خَلَقَ اللّٰهُ لِلْحُرُوْبِ رِجَالاً وَرِجَالاً لِقَصْعَةٍ وَّ ثَرِيْدِ

حضرت عمر فاروقؓ کے نام حضرت سعدؓ کا خط

جنگ قادسیہ کا نواں مرحلہ

علامہ واقدیؒ فرماتے ہیں کہ قبائل عرب اور خاص کر بجیلہ اور نخع کی سترہ سو عورتیں بھی مجاہدین کے ساتھ بیوی بچوں کی شکل میں موجود تھیں، بعض خواتین زخمیوں کی مرہم پٹی اور بعض پانی پلایا کرتی تھیں۔ عورتوں کا بیان ہے کہ ہم کافروں کے سامان کو ہاتھ نہیں لگا سکتی تھیں بچوں کے ذریعہ سے ان کے سامان کو جمع کرتی تھیں، جنگ قادسیہ کے لئے کسریٰ نے ملک کی آدھی

دولت میدان کے لئے وقف کررکھی تھی، چنانچہ جب ان کو شکست ہوئی تو یہ پوری دولت مال غنیمت میں آئی، مشک وعنبر گھاس پھونس کی قیمت پر فروخت ہوتا تھا، ایک کلو کافور کی قیمت ایک کلو نمک کے برابر تھی، بعض فوجی اعلیٰ قسم کے کافور کو نمک سمجھ کر آٹے میں ملایا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہاں کے نمک کو کیا ہوگیا کہ اس میں ذائقہ ہی نہیں ہے یہ سب مال غنیمت کی فراوانی کا نتیجہ تھا، دشمن مدائن کی طرف بھاگ چکا تھا اور پورا علاقہ مسلمانوں کے ہاتھ میں تھا، مال غنیمت اکٹھا کرنے کی سرپرستی اور نگرانی سلیمان بن ربیعہؓ کے ہاتھ میں تھی، جب سارا مال جمع ہوگیا اور تقسیم کا معاملہ پیش آیا تو حضرت سعدؓ نے امیر المومنین کے نام اس طرح خط لکھا، خلاصہ خط ملاحظہ فرمائیں:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گورنر سعد بن ابی وقاص کی طرف سے امیر المومنین عمر فاروق کے نام السلام علیکم۔ حمد وصلوٰۃ کے بعد!

عرض ہے کہ ہم عراق پہنچ چکے ہیں، ہر ہر لمحہ نصرت خداوندی ہمارے شامل حال رہی ہے، یہاں ہمارا آمنا سامنا ایک متکبر سرکش اور اسلحہ میں غرق ایرانی فوج سے ہوا وہ اپنی قوت کے بل بوتے پر ہمیں نیست ونابوت کرنا چاہتی تھی کہ من جانب اللہ ہماری طرف سے ان پر تباہی ڈالی گئی، آخر ہم نے ان کی جماعتوں کو شکست دے دی، ان کے بڑے بڑے نامور سرداروں کو قتل کیا اور باقی کو جڑ سے اکھیڑ پھینکا کیونکہ تقدیر الٰہی کا فیصلہ یہی تھا ہم حیرہ اور قادسیہ پر قابض ہوگئے ہیں، جنگ کے ختم ہونے کے ایک دن بعد مرقال وہشام اپنے ستر ساتھیوں کے ساتھ آیا اور تین دن کے بعد ابوعبیدہؓ کی طرف سے فوج آئی، میں مال غنیمت کی تقسیم میں آپ کے حکم کا منتظر ہوں۔ والسلام

آپؓ نے یہ خط قاصد کو دے کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ کیا وہ عمدہ گھوڑے پر سوار ہو کر چل پڑا، ادھر عمر فاروقؓ قادسیہ کی جنگ کے متعلق سخت قلق واضطراب میں رہتے تھے اور

ہر روز عراق سے آنے والے راستے پر ظہر تک انتظار کرتے تھے کہ کوئی قاصد خبر لائے، ایک دن اچانک عمر فاروقؓ نے ایک شتر سوار کو دیکھا تو پوچھا کہ کدھر سے آ رہے ہو، قاصد تھا سعدؓ کا، وہ حالات بیان کرنے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا کی ہے میں مژدہ سنانے قادسیہ سے آیا ہوں۔

حضرت عمرؓ قاصد کی رکاب کے ساتھ دوڑتے جاتے تھے اور حالات پوچھتے جاتے تھے، قاصد شہر میں داخل ہوا اور ہر شخص سلام کرتا تھا اسلام علیک یا امیر المومنین، وہ قاصد کانپ اٹھا اور کہا کہ حضرت آپ نے نام کیوں نہیں بتایا کہ یہ گستاخی نہ ہوتی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا نہیں کوئی حرج نہیں سلسلہ کلام جاری رکھو، چنانچہ اسی طرح اس کے رکاب کے ساتھ ساتھ گھر تک آئے، پھر عمر فاروقؓ نے بھری ہوئی مسجد نبوی میں منبر پر بیٹھ کر صحابہ کرامؓ کو فتح کی خوشخبری سنائی اور ایک پر اثر تقریر کی جس کا ایک جملہ یہ تھا:

''مسلمانو! میں بادشاہ نہیں ہوں اور نہ تم کو غلام بنانا چاہتا ہوں، میں خود خدا کا غلام ہوں البتہ خلافت کا بوجھ میرے سر پر رکھا گیا ہے''۔

پھر آپؓ نے منبر سے اتر کر حضرت سعدؓ کو خط لکھا جس کے چند جملے یہ ہیں:

''مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ اللہ نے آپ کے ہاتھ پر فتح عطا کی، مال غنیمت ان لوگوں کا حق ہے جو جنگ میں شریک رہے ہوں اور جو بعد میں آئے ہیں وہ صرف تبرع و احسان اور غمخواری کے قابل ہیں۔ والسلام

پھر حضرت سعدؓ نے مالِ غنیمت تقسیم کر کے خمس مدینہ منورہ روانہ کیا اور قعقاعؓ کے بارے میں لکھا کہ اس نے ایک دن کفار پر تیس حملے کئے اور دوسرے صحابہ کی بہادری کا تذکرہ کیا اور شہداء کی تعداد اور مشہور کمانڈروں کی تفصیل روانہ کی۔ اصحاب تاریخ نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن مکتومؓ جو ایک نابینا صحابی تھے اور جسکی دربار نبوی میں بڑی شان تھی وہ بھی قادسیہ کے معرکہ میں شہید ہو گئے تھے، بعض نے کہا کہ آپؓ واپس مدینہ آئے تھے۔

ادھر ایرانی لشکر جب بھاگ کر مدائن پہنچا اور بادشاہ اردشیر کو تفصیلات شکست سے آگاہ

گیا تو وہ غم کے مارے ایک مکان میں جا کر تین دن تک چھپا رہا اور چوتھے دن شدت صدمہ سے مر دار ہو گیا۔ اس کے بعد حکومت فارس یزدجرد کے ہاتھ میں چلی گئی۔ گویا آدھا فارس رہ گیا تھا اور آدھا مسلمانوں کے ہاتھ میں تھا۔ سچ ہے:

وَبَاتَ اِیْوَانُ کِسْرٰی وَھُوَ مُنْصَدِعٌ كَشَمْلِ اَصْحَابِ كِسْرٰی غَیْرُ مُلْتَئِمٖ

یعنی کسریٰ کا ایوان اس طرح ریزہ ریزہ ہو گیا جس طرح اس کی فوجیں تتر بتر ہو گئیں۔

فتح نہمشیر، کمانڈر زہرہؓ کی بہادری

جنگ کا پہلا مرحلہ

قادسیہ کے معاملات کے بعد عمر فاروقؓ نے حضرت سعدؓ کے نام پیغام بھیجا کہ عورتوں اور بچوں کو حیرہ مقام میں چھوڑ کر ان کی حفاظت کا انتظام کر کے خود بمعہ افواج اسلامیہ مدائن کا رخ کرو اور ان عورتوں کا مال غنیمت میں مناسب حصہ مقرر کیا کرو، حضرت سعدؓ نے قادسیہ مقام میں دو ماہ قیام کے بعد افواج اسلامیہ کے مشہور کمانڈر زہرہؓ کو فوج دے کر روانہ کیا اور اس کے بعد یکے بعد دیگر بڑے بڑے سپہ سالاروں کو روانہ کیا، کمانڈر زہرہؓ جا کر کوفہ اترے اور کچھ وقت بعد دوسرے سپہ سالار پہنچ گئے، جب تمام فوج وہاں جمع ہو گئی تو کمانڈر زہرہؓ ساری فوج کو لے کر مقام بالس میں جا اترے وہاں کے زمیندار آئے اور مسلمانوں سے امان حاصل کر لی اور آس پاس کے سب لوگوں نے صلح کر لی۔

تب زہرہؓ نے ان لوگوں سے معلوم کیا کہ یہ تو بتاؤ کہ کفار اشرار کی فوج کہاں ہیں؟ وہ لوگ بولے کہ اے امیر! ہوشیار رہو احتیاط کا دامن تھامے رکھو یہاں ایک وڈیرہ، چودھری اور بڑا زمیندار ہے اس نے شاہ فارس کو ضمانت دی ہے کہ میں مسلمانوں کو ختم کروں گا، ادھر یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ادھر سے دشمن کا لشکر جرار جھنڈے اٹھائے ہوئے آب و تاب سے نمودار ہوا، کمانڈر زہرہؓ نے اپنے لشکر کو تیار رہنے کا حکم دے دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی۔ گلشن اسلام کے بلبلوں نے اللہ اکبر کی صدائیں بلند کیں اور ذکر اللہ سے دشت و بیاں گونج

اٹھے اور نیزوں نے دشمنان اسلام کے سینوں کو چھیدنا اور تلواروں نے چیرنا شروع کر دیا، کمانڈر زہرہؓ کی نگاہ لشکر کفار کے سرکش اور نہایت بہادر جرنیل پر پڑی تو شاہین کی طرح اس پر جھپٹ پڑے۔ پہلے تو دونوں طرف سے تلواریں ٹکرائیں پھر نیزہ بازی کے کرتب شروع ہوئے کچھ دیر میں کمانڈر زہرہ نے اس کو ایسا نیزہ مارا کہ وہ سینہ چھدتا ہوا پشت کی جانب سے نمودار ہوا اور کافر جرنیل ڈھیر ہو گیا، جب کفار نے اپنے جرنیل کو قتل ہوتے دیکھا تو سب بھاگ کر اپنی قرار گاہ میں جا پہنچے اس کے بعد قوم کفار کے ایک عقلمند اور با اثر آدمی نے آ کر صلح کی درخواست کی، حضرت زہرہؓ نے ان کو امان دے دی اور پھر پوچھا کہ بتاؤ بادشاہ کا لشکر کہاں ہے جو قادسیہ سے بھاگ کر آیا تھا؟ اس نے کہا کہ وہ لوگ جب بھاگ کر یہاں آئے تو سب کے سب جرنیل مہراق، ہرمزان اور بہرجان کے پاس اکٹھا ہوئے، پھران کے مشیر نے کہا کہ اب ہم بادشاہ کو کیا منہ دکھائیں گے ان کے بڑے بڑے احسانات کا تقاضا یہ ہے کہ یہیں عربوں کا مقابلہ کریں یا مارے جائیں گے اور یا عزت سے زندہ رہیں گے۔

حضرت زہرہؓ نے جب یہ بات سنی تو خود اور دیگر کمانڈر مثلاً ہاشمؓ، شرحبیل بن شمطؒ اور عبداللہ حضرت سعدؓ کے آنے کے انتظار میں بیٹھ گئے، جب حضرت سعدؓ پہنچے تو آپؓ نے فوراً حملہ کرنے کا حکم دے دیا، لشکر اسلام اور لشکر شیطان کے درمیان ایک نہر واقع تھی، مسلمان پہلے ہی اس پل پر قابض ہو چکے تھے اب سب کے سب پل پار کر کے اس طرف مقیم کفار کی طرف بڑھنے لگے۔

ایرانیوں میں ایک زلزلہ برپا ہو گیا اور سخت مرعوب ہو گئے جب انہوں نے صفیں درست کرنا شروع کیں تو آپس میں سخت اختلاف ہوا اور معمولی سی مزاحمت کے بعد وہ لوگ بھاگ گئے، ہرمزان تو اہواز کی طرف بھاگ نکلا اور مہراق و بہرجان مدائن کی طرف روانہ ہو گئے جب یزدجرد کو پتہ چلا تو اس نے یقین کر لیا کہ اب حکومت بچ نہیں سکتی ہے اور میں نے کہا:

وَبَاتَ اِیْوَانُ کِسْریٰ وَھُوَ مُنْصَدِعٌ　　کَشَمْلِ اَصْحَابِ کِسْریٰ غَیْرِ مُلْتَئِمٖ

نہاوند میں ابونباتہؒ اور شہریار کا مقابلہ
جنگ کا دوسرا مرحلہ

رات کے وقت یزدجرد نے اپنے بڑے بڑے جرنیلوں کو ہر قسم کے اسلحہ اور ساز و سامان سے لیس کر کے نہاوند روانہ کیا اور وہاں پر عظیم معرکہ کی تیاری شروع کر دی۔ ادھر سے گلشن محمدی کے جانثاروں نے ان کا تعاقب کیا اور کمانڈر زہرہ اور پھر دیگر افواج اسلامیہ اور آخر میں حضرت سعدؓ مقام ''کوثی'' میں اکٹھے ہو گئے، کوثی ایک تاریخی مقام تھا حضرت ابراہیمؑ یہیں پیدا ہوئے تھے اور پھر نمرود نے آپ کو یہیں پر آگ میں ڈالا تھا، چنانچہ قید خانے کی جگہ محفوظ تھی، حضرت سعدؓ اس کی زیارت کو گئے درود پڑھ کر یہ آیت پڑھی: ''وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ۔''

کمانڈر زہرہ نے اس موقع پر کچھ اشعار کہے ہیں اس کا ایک شعر یہ ہے:

لَقِيْنَا بِكُوْثـى شِـهْرَيَارَ نَقُـدُهُ عَشِـيَّةَ كُوْثـى وَالْاَسِـنَّةُ جَائِرَه

یعنی مقام کوثی میں ہماری ملاقات جرنیل شہریار سے ہوئی تو ہم نے شام کے وقت اس کو گھسیٹا جبکہ نیزے اس کو نوچ رہے تھے۔

جب فارس کی فوجوں نے صحابہ کرامؓ کو دیکھا تو ایک دم پوزیشن سنبھال کر لڑائی کے لئے تیار ہو گئے۔ جرنیل شہریار اس کی کمان کر رہا تھا اور کسی بڑی جنگ کی تیاری ہو رہی تھی، ادھر لشکر اسلام سے عظیم کمانڈر زہرہؒ جب اپنے آب و تاب سے سامنے آیا تو فارس کی فوجوں پر زبردست رعب پڑ گیا، جب دونوں طرف سے صفیں آمنے سامنے تیار ہو کر کھڑی ہو گئیں تو شہریار اکڑتا ہوا میدان میں نکل آیا، اہل فارس کا بارعب لباس پہنے ہوئے محمدی کچھار کے شیروں کو اس طرح للکار رہا تھا:

''کوئی ہے جو دو بدو مقابلہ کے لئے آئے؟ نہیں تو ایک کے مقابلے میں چار؟ نہیں تو ایک شہسوار کے مقابلے میں دس شہوار؟

کمانڈر زہرہؒ نے کہا کہ میں خود مقابلہ کے لئے آنا چاہتا تھا لیکن تو بہت اکڑتا ہے لہٰذا ہمارا ادنیٰ غلام مقابلہ پر آئے گا، چنانچہ آپ نے ابونباتہؒ کو نکلنے کا حکم دے دیا اور فرمایا کہ اللہ کا نام لے

کر عجمی کافر کو ختم کر دو، جب شہر یار نے ابونباتہ کو دیکھا تو اس کو معمولی سمجھا کیونکہ شہر یار بڑے اونٹ جتنا تن و توش رکھتا تھا بس وہ ابونباتہ پر گر پڑا، ابونباتہ نے شیر ببر کی طرح تلوار سے اس پر حملہ کر دیا، دونوں پہلوانوں کی تلواریں دیر تک ٹکرائیں اور ٹوٹ گئیں پھر دونوں کی کشتی شروع ہو گئی اور دونوں ایک ساتھ زمین پر گر پڑے لیکن شہر یار ابونباتہ کے اوپر جا گرا، ابونباتہ نیچے سے اٹھنے کی کوشش کر رہا ہے اور شہر یار اس کو دبا رہا ہے کہ اچانک شہر یار کا انگوٹھا ابونباتہ کے منہ پر پڑ گیا اس نے اس زور سے کاٹا کہ شہر یار تلملا اٹھا اور اس کے اعضاء سست پڑ گئے تو ابونباتہ ایک دم اس کے اوپر ہو گئے اور پھر اسی کا خنجر لے کر شہر یار کو ذبح کر دیا، پھر اس کا تاج اسلحہ اور گھوڑے لے کر مسلمانوں کی طرف واپس لوٹ آئے۔ جب شہر یار کے لشکر نے جرنیل کے قتل کو دیکھا تو سب کے سب بھاگ گئے اور جرنیل کو زمین پر تڑپتا چھوڑ گئے اور کاتب الحروف نے پھر کہا:

مِنْ عَهْدِ عَادٍ كَانَ مَعْرُوْفاً لَنَا   أَسْرُ الْمُلُوْكِ وَ قَتْلُهَا وَ قِتَالُهَا

یعنی بادشاہوں سے لڑنا انہیں قید و قتل کرنا زمانہ قدیم سے ہمارے جانے پہچانے کارنامے ہیں۔

مسلمانوں کا نہمشیر میں داخل ہونا
جنگ کا تیسرا مرحلہ

حضرت سعدؓ نے کوثی میں کچھ دن قیام کیا اور آس پاس کے زمینداروں جاگیرداروں نے ساباط وغیرہ علاقوں سے آکر صلح حاصل کی پھر لشکر اسلام آگے بڑھنے لگا جب کمانڈر زہرہ نہمشیر میں اترے تو وہاں فارس کے خاص خاص دستوں سے آمنا سامنا ہوا، فارسیوں کے لشکری کمان جرنیل فیروزان کے ہاتھ میں تھی وہ آگے بڑھ کر اس طرح فخر کرنے لگا:

''اے عرب! تم کو لالچ نے ہلاکت کے گڑھے میں ڈال دیا ہے تمہارے اندازے غلط ہیں ہم کسریٰ کی خاص جنگی فوج کے آدمی ہیں ہم میں شدت و قوت کوٹ کوٹ کر بھر دی گئی ہے میں اپنے لشکر کا چیف آف اسٹاف ہوں، میرا ہی ہم منصب میرے مقابلے میں آجائے۔

ابھی اس کی بات پوری نہیں ہوئی تھی کہ شکر اسلام سے شیر ببر ہاشم بن مرقالؓ نیزہ لہراتے

ہوئے اس پر حملہ آور ہوئے اور ایسا گھمسان کا رن پڑا کہ جس کی شدت سے بچے بوڑھے ہو جائیں، دیر تک نیزہ بازی ہوتی رہی، بالآخر ہاشمؓ نے اس کو ایسا جچا تلا نیزہ سینہ میں مارا کہ وہ ڈھیر ہو گیا اور ہاشمؓ واپس آیا۔ حضرت سعدؓ نے اٹھ کر اس کی پیشانی کو بوسہ دیا، اس نے جھک کر حضرت سعدؓ کے سامنے آداب بجالائے، پڑھنے والے نے پڑھا:

''اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ''

ترجمہ: کیا تم قسمیں نہیں اٹھا رہے تھے کہ تم پر کبھی زوال ہی نہیں آئے گا؟

اب سب لوگ شہر کے اندر قلعہ بند ہو گئے اور فصیل پر چڑھ کر مقابلہ شروع کیا مسلمان دو مہینہ تک اس علاقے میں آس پاس کارروائی کرتے رہے اور شہر کو محاصرہ میں لئے رکھا شہر والوں نے تیروں اور پتھروں سے مسلمانوں کو مارنا شروع کر دیا، پھر حضرت سعدؓ نے علاقے کے ایک زمیندار سے کہا کہ ہمارے لئے منجنیقین تیار کرلو، چنانچہ اس معاہد نے تین دن کے اندر تیس سے زائد منجنیقین تیار کر دیں اور پھر شہر کو منجنیقوں سے نشانہ بنایا۔

ایک طویل عرصہ تک محاصرہ رہا اور آپس میں شدید لڑائی ہوتی رہی، حضرت زہرہؓ نے سخت حملے کئے آپ کی زرہ میں کچھ کڑیاں ٹوٹی ہوئی تھیں کسی نے کہا کہ اس کو ٹھیک کر دو آپ کو کہیں تیر نہ لگے، فرمایا میں ان خوش قسمتوں میں کہاں ہوں جن کو دشمن کا تیر لگے اور وہ شہید ہو جائے، اس کے بعد کمانڈر زہرہ آگے بڑھا اور اس نے کفار کے جرنیل شہر براز پر سخت حملہ کر کے اسے قتل کیا لیکن فارس کا لشکر آپ پر ٹوٹ پڑا اور آپ کو شہید کر دیا، پھر کفار کا لشکر بھاگ کر شہر میں چھپ گیا، کمانڈر زہرہؓ کو مسلمانوں نے دفنا دیا کچھ عرصہ بعد ایک شخص نے فصیل سے بات کر کے کہا کہ بادشاہ صلح چاہتا ہے، لشکر اسلام کے ایک سپاہی نے آگے بڑھ کر غیر اختیاری طور پر فارسی میں کچھ کہا وہ آدمی چلا گیا، مسلمان سپاہی سے لوگوں نے پوچھا کہ تو نے کیا کہا اس نے کہا مجھے خود معلوم نہیں کہ میں نے کیا کہا تاہم زبان سے کچھ باتیں نکلیں ہیں، دوسرے دن ایک آدمی آکر چیخ رہا تھا، امن دو امن دو۔ مسلمانوں نے اس کو امن دے دی اور حضرت سعدؓ کے پاس

لے آئے، آپؓ نے اس سے حالات کا پوچھا، وہ کہنے لگا کہ کل بادشاہ نے آپ لوگوں کے پاس قاصد بھیجا تھا لیکن آپ نے جواب دیا تا کہ ہم صلح نہیں کریں گے جب تک ہم مقام افریز کے شہد کوثی کے ترنج کے ساتھ نہ کھائیں، بادشاہ کو جب پتہ چلا تو ڈر کے مارے بھاگ نکلا اور سارا مال ومتاع چھوڑ گیا، حضرت سعدؓ نے اس غیبی مدد پر اللہ کا شکر ادا کیا اور پھر شہر میں داخل ہونے کا عام حکم دیا تا کہ ہم اسلحہ سے لیس ہو کر جانے کا فرمایا تا کہ کوئی دھوکہ نہ ہو جائے، اس طرح نہرشیر پر اسلام کا جھنڈا الہرانے لگا، اسلام کا کلمہ بلند ہوا اور کفر کا کلمہ مٹ گیا، سچ ہے:

خَلَقَ اللّٰہُ لِلْحُرُوْبِ رِجَالاً وَرِجَالاً لِقَصْعَةٍ وَّثَرِيْدٍ

اللہ تعالیٰ نے بعض لوگوں کو جہاد کے لئے پیدا کیا ہے اور بعض لوگوں کو ثرید اور قورمے کھانے کے لئے۔

فارس میں ایوان کسریٰ کا فتح ہونا

جنگ کا پہلا مرحلہ

جب نہرشیر اور اس کے آس پاس کے علاقے فتح ہو گئے تو کچھ دنوں کے بعد حضرت سعدؓ نے ارادہ کیا کہ دجلہ کے اس کنارے پر جو کفار کا لشکر جمع ہے اور خود بادشاہ کسریٰ بھی اس طرف موجود ہے وہاں پر چڑھائی کرنی چاہئے لیکن درمیان میں بڑا دریا حائل تھا، کوئی پل نہیں تھا نہ کوئی کشتی مل سکتی تھی، دوسری طرف کنارے سے کفار وقتاً فوقتاً مسلمانوں پر تیر بھی برساتے تھے حضرت سعدؓ نے جانے کا ارادہ ترک کیا، ایک عجمی گھبرو نے آپؓ سے عرض بھی کیا کہ دیکھو یہاں بعض جگہوں سے گزرنا ممکن ہے لیکن آپ نے انکار کیا۔

اتنے میں کفار کی طرف سے ایک آدمی آیا، مسلمانوں نے پوچھا ادھر کیا احوال ہیں؟ اس نے کا کہا کہ بادشاہ نے خواب دیکھا ہے کہ مسلمان دجلہ عبور کر کے آئیں ہیں، اس لئے اس کو یقین ہو گیا ہے کہ مسلمان آئیں گے لہٰذا وہ ایوان شاہی چھوڑ کر فرار ہونے والے ہیں اور وہ خراسان کی طرف جائیں گے۔ حضرت سعدؓ نے مسلمانوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ بادشاہ بھاگ رہا ہے اب اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں کہ ہم بغیر کشتیوں کے اس دریا کو عبور کریں آپ کا کیا مشورہ ہے؟ سب نے

فرمایا آپ کی رائے پر لبیک ہے، چنانچہ حضرت سعدؓ نے ترتیب کے ساتھ فوج کو دجلہ عبور کرنے کے لئے اعلان کیا کہ بتاؤ سب سے پہلے اس دریا کو عبور کرنے کے لئے کون تیار ہے، گلشن اسلام سے ایک سپاہی آگے بڑھا اور فرمایا میں حاضر ہوں یہ حضرت عاصمؓ بن عمرو تھے۔

دریائے دجلہ، گھوڑے اور مجاہدین
جنگ کا دوسرا مرحلہ

حضرت عاصمؓ کے ساتھ چھ سو مجاہدین جانے کے لئے تیار ہوئے جن کے کارنامے بڑے مشہور تھے اور جو بڑے آزمودہ جنگ تھے، حضرت عاصمؓ آگے آگے اور جہاد کے یہ متوالے پیچھے پیچھے دریائے دجلہ کے کنارے پر جا کھڑے ہوئے ادھر سے قعقاع بن عمروؓ کا خاص دستہ جو گونگا دستہ کے نام سے مشہور تھا وہ بھی پہنچ گیا سب سے پہلے اللہ کا نام لے کر حضرت عاصمؓ نے اپنے گھوڑے کو دریائے دجلہ میں ڈال دیا اور اس کے بعد چھ سو شہسوار شہزادوں نے اپنے اپنے گھوڑے دریا میں ڈال دیئے۔

دوسری طرف سے جب فارس کی فوجوں نے دیکھا کہ یہ لوگ برابر بڑھ رہے ہیں تو انہوں نے مقابلہ شروع کیا چنانچہ حضرت عاصمؓ نے زوردار انداز سے مسلمانوں کو مقابلہ کرنے کی ترغیب دی، چنانچہ لشکر اسلام کے نیزے بلند ہوئے اور تیر برسنے لگے تو ایرانیوں نے کہا یہ لوگ تو سمندر میں بھی اسی طرح جم کر لڑتے ہیں جس طرح خشکی میں لڑتے ہیں۔ چنانچہ لشکر کفار پسپا ہو گیا اور حضرت عاصمؓ نے دریا پار کر کے اس کنارے پر قبضہ کر لیا، دریا میں جب گھوڑے تیرتے تھے تو سر نظر آتا تھا باقی پانی میں ڈوبے ہوئے تھے۔ جب حضرت سعدؓ نے دیکھا کہ پاس والا کنارہ مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا ہے اور دشمن پیچھے ہٹ گیا ہے تو آپ نے گلشن اسلام کے سپہ سالاروں کو عام حکم دیا کہ دریا میں کود جاؤ اور اپنے رب سے نصرت کی دعا کرو۔

اب ایک طرف دجلہ اپنی موجوں کا مظاہرہ کر کے ٹھاٹیں مار رہا ہے اور دوسری طرف لشکرِ اسلام کے بلند حوصلے اور عظیم ارادے زوروں پر ہیں ادھر تلاطم خیز موجیں اور خطرناک گرداب ایک

ڈرواؤنی منظر پیش کررہا تھا اور ادھر اصحاب رسول اللہ ﷺ نے بے خوف وخطر ایمانی قوت اور عقابی روحوں سے اس کو خاطر میں لائے بغیر گھوڑوں کی باگ سے باگ ملائے آپس کی معمول کی گفتگو اور ذکر اللہ میں مگن شوق جہاد میں دریائے دجلہ عبور کررہے تھے۔ سچ ہے:

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے ان کو اپنی منزل آسمانوں میں

حضرت عاصمؓ فرماتے ہیں کہ ہم جب گھوڑوں کے ساتھ دجلہ میں گھس گئے تو پانی کی سطح پر انسان اور گھوڑے ہی نظر آتے تھے جب ہم کنارے پر جا اترے تو گھوڑے ایسے ہنہنانے لگے جیسے ان کو لڑنے کا الہام ہو رہا ہے گھوڑے جب تیرتے تیرتے تھک جاتے تو نیچے سے جھاڑی نما ٹیلہ ابھر آتا اور گھوڑے اس پر آرام کرتے۔

حضرت سعدؓ نے بیچ دریا میں گھستے ہوئے یہ آیت پڑھی:

"ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ"

یعنی یہ بڑے علم والے خدائے غالب کا اندازہ کیا ہوا ہے۔

پوری فوج صحیح سالم کنارے پر جا اتری، اس نقشہ کے بارے میں سچ کہا گیا ہے:

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحرِ ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو
تلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

راوی کہتا ہے کہ غرقدنامی ایک مجاہد گھوڑے سے بیچ دریا میں گر گئے تو حضرت قعقاعؓ اپنے گھوڑے کے ساتھ اس کی طرف دوڑے اور ہاتھ سے پکڑ کر کنارے تک کھینچ کر لے آئے لوگوں نے کہا:

"عَجَزَتِ النِّسَاءُ اَنْ تَلِدَ مِثْلَکَ یَا قَعْقَاع"

اے قعقاع! تیرے جیسے جوان جنم لینے سے عورتیں عاجز ہیں۔

کسی شخص کا کچھ نقصان نہیں ہوا صرف ایک آدمی کا پیالہ گر کر دریا میں بہہ گیا تو اس نے کہا "بخدا! یہ ضائع نہیں ہوسکتا، چنانچہ بعد میں ایک سپاہی کو وہ پیالہ مل گیا اور اس نے لا کر اس کو دے دیا سچ ہے:

جب کچھ نہ بن بڑا تو ڈبو دیں گے سفینہ
ساحل کی قسم منت طوفان نہ کریں گے

اس روح پرور منظر کو اس طرف سے لشکر کفار بلکہ خود یزدجرد شاہ فارس بھی دیکھ رہا تھا، وہ لوگ آپس میں کہنے لگے:

"دیوان آمدند، دیوان آمدند" ارے بھائی دیو آ گئے دیو آ گئے۔

ادھر سے مجاہدین نے زبان حال سے یوں کہا:

حوادث سے الجھ کر مسکرانا میری فطرت ہے
مجھے دشواریوں پہ اشک برسانا نہیں آتا

صحابہ کرامؓ جب دریائے دجلہ عبور کر کے فارس کے دارالخلافہ مدائن کی طرف گئے تو یزدجرد نے اپنی فوجوں کی کمان ایک مشہور جرنیل ابن ساور کے ہاتھ میں دے کر مقابلہ کے لئے میدان میں اتار دیا، کسریٰ کی فوجوں نے عزم کر رکھا تھا کہ بس موت تک لڑیں گے، چنانچہ شدید لڑائی برپا ہوگئی، محمدی کچھار کے ایک شیر ابن نمیرؓ کا مقابلہ ابن ساور سے ہوا، آپؓ نے ان کو نیزہ مارا جس سے اس کی آنکھ ضائع ہوگئی، آپ نے دوبارہ حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا، ابن ساور گورنر کی موت پر میں نے کہا:

مِنْ عَهْدِ عَادٍ كَانَ مَعْرُوفاً لَنَا   أَسْرُ الْمُلُوكِ وَقَتْلُهَا وَقِتَالُهَا

پھر ایک شہسوار دستہ نے آ کر آواز لگائی کہ تم کس کے لئے لڑتے ہو تمہارا بادشاہ تو بھاگ چکا، یہ سن کر سب لشکر کفار پسپا ہو کر بھاگ نکلا اور مسلمانوں نے ان کو کاٹنا شروع کیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وائٹ ہاؤس میں
جنگ کا تیسرا مرحلہ

وَبَاتَ اِیْوَانُ کِسْرٰی وَھُوَ مُنْصَدِعٌ كَشَمْلِ اِصْحَابِ كِسْرٰی غَیْرِ مُلْتَئِمٍ
کسریٰ کا محل اس طرح ریزہ ریزہ ہو گیا جس طرح اس کی فوجیں تتر بتر ہو گئیں

شاہ فارس نے جب مسلمانوں کا سیلاب اپنی طرف آتا ہوا دیکھا تو کچھ ضروری سامان لے کر حلوان کی طرف بھاگنے لگا، اس نے اپنی بیوی بچوں کو اس سے پہلے دارالخلافہ سے حلوان بھیجا تھا، اب روتا ہوا خود بھی چلا گیا، گلشن اسلام کے نامور سپوت توحید کا نعرہ لگاتے ہوئے جب ایوان کسریٰ میں داخل ہو گئے تو گلیوں میں گھوم گھوم کر چکر لگایا لیکن مقابلے کے لئے کوئی موجود نہ تھا سب سے پہلے ایوان کسریٰ میں حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ اپنے خاص دستہ کے ساتھ داخل ہوئے کچھ غلام وغیرہ مال اٹھا کر لے جا رہے تھے، مسلمانوں نے ان کو پکڑ لیا، آخر میں ایک چودھری رہ گیا تھا اس نے اسلحہ پہن کر مقابلہ کی تیاری کی اتنے میں پیچھے سے ایک شیر نے ان کو نیزہ مار کر ٹھنڈا کیا اور کہا لو یہ تحفہ ہے اور میرا نام ابن مخارق ہے، پھر اس کی طرف مڑ کر بھی نہیں دیکھا کہ کیسا تڑپ رہا ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ آخر میں اپنی آب و تاب کے ساتھ فاتحانہ انداز میں دارالخلافہ اور پھر محل کسریٰ میں داخل ہوئے آپ کی زبان پر یہ آیت تھی:

"وَاَوْرَثْنَاهَا قَوْمًا آخَرِيْنَ"

یعنی ہم نے دوسری قوم کو اس کا وارث بنا دیا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے گھوڑے سے محل کسریٰ میں اتر کر آٹھ رکعات نماز فتح ادا کی اور پھر محل کسریٰ کو جامع مسجد میں تبدیل کیا، آپ رضی اللہ عنہ نے قیام کی نیت کر کے نماز مکمل پڑھنی شروع کی، اور پھر اسی جگہ پر جمعہ پڑھایا یہ تاریخ کا پہلا جمعہ ہے جو مدائن دارالخلافہ میں قائم ہوا۔

▪ تین دن کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ قصر ابیض وائٹ ہاؤس منتقل ہو گئے یہ ایسا ہی خاص محل تھا جس

طرح آج کل امریکہ میں وائٹ ہاؤس ہے اللہ تعالیٰ آج کے مسلمانوں کو بھی جہاد کے لئے بیدار فرمائے تا کہ اس وائٹ ہاؤس میں داخل ہو کر اذان دیں، بہرحال کسریٰ ساسان کا خاتمہ ہوا اسلام کا کلمہ بلند ہوا اور کفر پٹ اور مٹ گیا سچ ہے:

مِنْ عَهْدِ عَادٍ كَانَ مَعْرُوفًا لَنَا　　أَسْرُ الْمُلُوكِ وَقَتْلُهَا وَقِتَالُهَا

''بادشاہوں سے لڑنا انہیں قید کرنا قدیم زمانہ سے ہمارے جانے پہچانے کارنامے ہیں''۔

وائٹ ہاؤس کا مالِ غنیمت
جنگ کا چوتھا مرحلہ

ایوان کسریٰ کے مال غنیمت کو قید قلم میں لانا میرے بس کی بات نہیں تاہم کچھ اشارے کر دوں گا لیکن پہلے شبلی نعمانیؒ کی کتاب ''الفاروق'' کے اس سلسلہ میں چند فصاحت سے جملے ملاحظہ فرمائیں۔(مؤلف)

''دو تین دن ٹھہر کر سعدؓ نے حکم دیا کہ دیوانات شاہی خزانہ اور نادرات لا کر یکجا کیے جائیں، کیانی سلسلے سے لے کر نوشیروان کے عہد تک کی ہزاروں یادگار چیزیں تھیں، خاقان چینی، راجہ داہر، قیصر روم، نعمان بن منذر، سیاوش اور بہرام کی زرہیں اور تلواریں تھیں، کسریٰ، ہرمزاد رکیقباد کے خنجر تھے، نوشیروان کا تاج زرنگار اور ملبوس شاہی تھا، سونے کا ایک گھوڑا تھا جس پر چاندی کا زین کسا ہوا تھا اور سینے پر یاقوت اور زمرد جڑے ہوئے تھے، چاندی کی ایک اونٹنی تھی جس پر سونے کی پالان تھی اور مہار میں بیش یاقوت پروئے ہوئے تھے، ناقہ سوار سر سے پاؤں تک جواہرات سے مرصع تھا، سب سے عجیب وغریب ایک فرش تھا جس کو ایرانی بہار کے نام سے پکارتے تھے یہ فرش اس غرض سے تیار کیا گیا تھا کہ جب بہار کا موسم نکل جاتا تھا تو اس پر بیٹھ کر شراب پیتے تھے اس رعایت سے اس میں بہار کے تمام سامان مہیا کئے گئے تھے، بیچ میں سبزے کا چمن تھا چاروں طرف سے جدولیں تھیں ہر قسم کے درخت اور درختوں میں شگوفے اور پھول پھل تھے، طرہ یہ کہ جو کچھ تھا جواہرات کا تھا یعنی سونے کی زمین، زمرد کا سبزہ، پکھراج کی

جدولیں، سونے چاندی کے درخت، حریر کے پتے، جواہرات کے پھل تھے۔

یہ تمام سامان فوج کی عام غارت گری میں ہاتھ آیا تھا لیکن اہل فوج ایسے راست باز اور دیانت دار تھے کہ جس نے جو چیز پائی تھی بجنسہٖ لا کر افسر کے پاس حاضر کر دی، چنانچہ جب سب سامان لا کر سجا گیا اور دور دور تک میدان جگمگا اٹھا تو خود سعدؓ کو حیرت ہوئی، بار بار تعجب کرتے اور کہتے تھے کہ جن لوگوں نے ان نادرات کو ہاتھ نہیں لگایا بے شبہ انتہا کے دیانتدار ہیں، مال غنیمت حسب قاعدہ تقسیم ہو کر پانچواں حصہ دربار خلافت میں بھیجا گیا، فرش اور قدیم یادگاریں بجنسہٖ بھیجی گئیں کہ اہل عرب ایرانیوں کے جاہ وجلال اور اسلام کی فتح واستقبال کا تماشا دیکھیں، حضرت عمرؓ کے سامنے جب یہ سامان چنے گئے تو ان کو بھی فوج کی دیانت اور استغناء پر حیرت ہوئی۔

محلم نامی مدینہ میں ایک شخص تھا جو نہایت موزوں قامت اور خوبصورت تھا، حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ نوشیرواں کے ملبوسات ان کو پہنائے جائیں، یہ ملبوسات مختلف حالتوں کے تھے، سواری کا جدا، دربار کا جدا، جشن کا جدا، تہنیت کا جدا، چنانچہ باری باری تمام ملبوسات محلم کو پہنائے گئے، جب ملبوس خاص اور تاج زرنگار پہنا تو تماشائیوں کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں اور دیر تک لوگ حیرت سے تکتے رہے، فرش کی نسبت لوگوں کی رائے تھی کہ تقسیم نہ کیا جائے خود حضرت عمرؓ کا بھی یہی منشا تھا لیکن حضرت علیؓ کے اصرار سے اس بہار پر بھی خزاں آئی اور دولت نوشیروانی کے مرقع کے پرزے اڑ گئے"۔ (الفاروق ص ۱۱۸)

حضرت سعدؓ نے عمرو بن مقرنؓ کو مال غنیمت پر نگران مقرر کیا اور عام حکم دیا کہ جہاں جہاں کوئی چیز کسی کو مل جائے وہ عمروؓ کے پاس لا کر جمع کرا دے۔ چنانچہ سب سے پہلے وائٹ ہاؤس کا سامان اکٹھا کیا گیا اور پھر کسریٰ کے محلات کا سامان درجہ بدرجہ لایا گیا اور پھر عام شہر کا مال جمع کیا گیا اکثر کنوؤں کے ڈھکن سونے چاندی کے تھے، کچھ لوگ قیمتی سامان خچر پر لاد کر لے جانے کی کوشش کر رہے تھے اہل اسلام کے بعض کمانڈروں نے ان کا تعاقب کیا اور سب کچھ چھین کر واپس لے آئے، بعض جگہ ان لوگوں نے مقابلہ کیا لیکن ناکام ہوئے۔

ایک مقام پر حضرت قعقاعؓ نے ایک شہسوار کا پیچھا کیا اس نے مڑ کر تیر برسانے شروع کیے، اب عام مسلمان رک گئے کیونکہ وہ بہت زیادہ تیر برسا رہا تھا لیکن حضرت قعقاعؓ نے فرمایا: اے ذلیل کتے! اب میرے مقابلے کے لئے ٹھہر جا، آپؓ نے ان کو نیزہ مار کر ڈھیر کر دیا، سامان کو دیکھا تو اس میں دو صندوق تھے ایک صندوق میں پانچ تلواریں اور دوسرے میں بھی پانچ تلواریں تھیں جن کو سونے کا پانی دیا گیا تھا اس میں کسریٰ کی زرہیں، تاج اور دیگر بادشاہوں کا اسلحہ سامان تھا۔ حضرت ہاشمؓ نے بھی ان بھاگے ہوئے لوگوں پر حملہ کر دیا ان میں ایک دستہ جو ہر قسم کے اسلحہ سے لیس تھا اور وہ ایک ہودج کی حفاظت میں جان کی بازی لگا رہے تھے حضرت ہاشمؓ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان پر حملہ کیا وہ بھاگ گئے اور سواری کا شہسوار قید ہو گیا دیکھا تو وہ بادشاہ یزدجرد کی بیٹی شہران یا شیرین بانو تھی۔

جب بادشاہ کی بیٹی حضرت سعدؓ کے سامنے لائی گئی تو آپؓ نے یہ آیت پڑھی:

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ ۡ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ ۭ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۭ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۶﴾ (ال عمران)

ترجمہ: اے مالک الملک تو جسے چاہتا ہے ملک عطا کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ملک چھین لیتا ہے جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل کر دیتا ہے۔

ایک موقع پر جب ضرورت پڑی تو حضرت سلمان فارسیؓ نے آگے بڑھ کر مدائن کے لوگوں سے فارسی زبان میں تفصیلی گفتگو کی۔

وائٹ ہاؤس کا مال غنیمت مدینہ منورہ میں
جنگ کا پانچواں مرحلہ

حضرت سعدؓ نے مال غنیمت مجاہدین پر تقسیم کیا تو فی مجاہد کے بارہ ہزار دینار حصے میں آئے، آپؓ نے پانچواں حصہ مدینہ منورہ روانہ کیا اور اسی میں کسریٰ یزدجرد کی بیٹی شیریں بانو بھی تھی، حضرت سعدؓ نے حضرت عمرؓ کے نام ایک خط لکھا اور علاقے کا پورا نقشہ پیش کیا، حضرت عمرؓ نے

مدینہ منورہ میں مال غنیمت تقسیم کیا اور وہ فرش بھی ٹکڑے ٹکڑے کر کے تقسیم کیا جس شخص کا جو ٹکڑا املاوہ فروخت کے بعد بیس (۲۰) ہزار دینار کا نکلا اس طرح ہر شخص کو صرف فرش کے حصہ میں سے بیس ہزار دینار ملے۔

کسریٰ کے کنگن

کسریٰ کے کنگن کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ نے سراقہ بن مالکؓ کے سامنے کیا تھا کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ کسریٰ کے کنگن تو نے ہاتھوں میں پہنے ہیں، جب حضرت عمر فاروقؓ کے سامنے یہ کنگن آئے تو آپؓ نے سراقہ کو بلایا اور کنگن اس کو پہنا دیئے اور پھر فرمایا کہ اللہ اکبر کا نعرہ لگاؤ چنانچہ سراقہؓ نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا، حضرت عمرؓ نے فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ سَلَبَھُمَا کِسْرٰی بْنَ ھُرْمُزَ وَاَلْبَسَھُمَا سُرَاقَۃَ بْنِ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ اَعْرَابِیٌّ مِنْ بَنِیْ مُدْلَجٍ۔

سب تعریفیں اس اللہ کی ہے جس نے یہ دونوں کنگن کسریٰ بن ہرمز سے چھین لئے اور سراقہ بن مالکؓ کو پہنا دیئے جو بنی مدلج کا ایک گنوار آدمی ہے۔

کہتے ہیں کہ جب کسریٰ کی تلوار حضرت عمرؓ کے سامنے لائی گئی تو آپؓ نے فرمایا کہ سب تعریف اس رب کی ہے جس نے کسریٰ کی تلوار اس کے لئے مضر بنائی اور نافع نہیں بنائی۔

(البدایہ والنہایہ ج۷)

اس کے بعد کسریٰ کی بیٹی شیریں بانو لائی گئی، حضرت عمرؓ کے حکم سے اس کے زیورات اتارنے کی کوشش کی گئی لیکن اس نے اپنے زیورات کے قریب کسی کو آنے نہ دیا اور روتی رہی وہ ہر قسم کے زیورات سے لدی ہوئی تھی تب حضرت عمرؓ نے ارادہ کیا کہ یہ کسی کو دے دی جائے، وہ لڑکی حضرت حسینؓ کی طرف بار بار دیکھتی تھی تو حضرت عمرؓ نے بطور تحفہ حضرت حسینؓ کو دے دی جو آپؓ کی بیوی ہوگئی، رسول اللہ ﷺ کی پیشنگوئی پوری ہوئی کہ قیصر و کسریٰ کے خزانے میری امت کے ہاتھ آجائیں گے، اس طرح سلطنت کسریٰ پاش پاش ہوئی حق آیا اور باطل مٹ گیا، اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہوا اور کفر کی آواز دب گئی اللہ کی زمین اللہ کی ہوگئی سچ ہے:

وَبَاتَ اِیْوَانُ کِسْرٰیٰ وَھُوَ مُنْصَدِعٌ   کَشَمْلِ اَصْحَابِ کِسْرٰیٰ غیرِ مُلْتَئِم

یعنی محل کسریٰ ایسا ریزہ ریزہ ہوگیا   جس طرح کہ اس کی فوج تتر بتر ہوگئی

خَلَقَ اللّٰہُ لِلْحُرُوْبِ رِجَالاً   وَرِجَالاً لِقَصْعَۃٍ وَّثَرِیْد

یعنی اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کے جہاد کے لئے پیدا فرماتے ہیں اور بعض کو ثرید اور قورمے کھانے کے لئے۔

نوٹ: میرے محترم قارئین! صحابہ کرامؓ کی جرأتوں، عظمتوں عالی شان ہمتوں کا کچھ اندازہ آپ کو ان ہولناک معرکوں سے ہوا ہوگا اس سے ہم کم از کم یہ سبق تو حاصل کرلیں گے کہ صحابہ کرامؓ انسانیت، شجاعت، عبادت، ریاضت اور دنیوی امور کی مہارت میں اپنی نظیر آپ تھے اکثر لوگوں کا خیال ہوگا کہ بس صحابہ کرامؓ نے تو زندگی صرف اس طرح گزاری ہے کہ لوگ ان کو گالیاں دیا کرتے تھے تو وہ خاموش ہوجایا کرتے تھے، ان کو مارتے تھے تو وہ آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر کہتے تھے کہ بارالہا! ہم تو کمزور ہیں ہم میں استعداد نہیں تو خود ان سے نمٹ لے، یا ہر طرف سے ان کو پیٹا جاتا تھا اور وہ پیکر صبر بن کر اور لاجواب ہوکر فخر کرتے تھے، ان معرکوں سے آپ اندازہ لگائیں کہ صحابہؓ کی شان کیا تھی، اشداء علی الکفار کی صفت کس طرح کوٹ کوٹ کر ان میں بھری گئی تھی سچ ہے:

ھُمُ الجِبَالُ فَسَلْ عَنْھُمْ مصادِمَھُم   مَاذَرَایٰ مِنْھُمْ فِی کُلِّ مُصْطَدَم

صحابہ ہمت و عظمت کے پہاڑ تھے ذرا ان کفار سے معلوم کرو کہ ہر معرکہ میں انہوں نے کیا کچھ دیکھا۔

واقعہ جلولاء

جنگ کا پہلا مرحلہ

امام المغازیؒ فرماتے ہیں کہ ایوان کسریٰ سے جب کسریٰ بھاگ گیا تو وہ حلوان کی طرف چل پڑا، راستے میں آس پاس کی افواج پھر کسریٰ کے گرد جمع ہوگئیں، دیلم کے لوگ آئے، ادھر سے موصل کے لوگوں نے بغاوت کر کے کسریٰ کی مدد کی اس طرح جلولاء یا نشاور مقام پر بڑی مخلوق اکھٹی ہوگئی اس کے بعد کسریٰ نے قوم سے اس طرح خطاب کیا:

''اے قوم! ملک فارس چلا گیا، خزانے لٹ گئے، اموال وذخائر چھین لئے گئے، میری بیٹی قید ہوگئی، تمہاری عزتیں پامال ہوگئیں، مکانات میں آج عرب رہ رہے ہیں، بڑے بڑے قلعے ان کے قبضے میں چلے گئے، عرب نے پورے فارس پر قبضہ جمالیا ہے اب وہ یہاں بھی تمہارا پیچھا کرنے والے ہیں، ہر طرف وہ چھا گئے ہیں اب تو بھاگنے کی جگہ بھی نہیں ہے اس لئے ہوش کرو خواب غفلت سے بیدار ہوجاؤ اب اپنی زندگی کا سوال ہے بس حملہ کرو یا تم باقی یا عرب باقی، آگ اور سورج سے مدد مانگو وہ تمہاری مدد کریں گے''۔

بادشاہ کی تقریر سے سب لوگ زاروقطار رونے لگے، پھر ان کے دینی پیشوا آگئے، آگ روشن کی گئی اور دعائیں مانگی گئیں، پھر عورتیں آئیں اور بڑے بڑے جرنیلوں، سرداروں، بیٹی بیٹیوں اور ماؤں کے خون آلود کپڑے لاکر لشکر کے سامنے پیش کردیئے اور ہمت کے ساتھ لڑنے کا خوب جوش دلایا گیا۔

ادھر مسلمانوں کو جاسوسوں نے آکر بتایا کہ جم غفیر اور لشکر کثیر مقام جلولاء میں جمع ہوگیا ہے اور لڑنے کی تیاریاں کر رہا ہے، حضرت سعدؓ نے حضرت عمرؓ کو خط لکھا اور ساری صورت حال پیش کردی، حضرت عمرؓ نے مدینہ منورہ سے میدان جنگ کا نقشہ تیار کیا، میمنہ، میسرہ، مقدمۃ الجیش، ساقہ اور قلب لشکر کی ترتیب بنا کر بھیج دی، چنانچہ اس ترتیب کے موافق حضرت ہاشم بن عتبہؓ کو بارہ ہزار لشکر دے کر حضرت سعدؓ نے ان کو سب سے پہلے روانہ کیا، اسلامی لشکر نے جا کر جلولاء کو ہر طرف سے گھیرے میں لے لیا، ادھر مجوسیوں نے جلولاء شہر کے اردگرد مکمل حفاظتی انتظامات کئے تھے، پورا لشکر شہر کی ہر ہر جگہ کی حفاظت پر مامور تھا، بہت بڑی آگ جلائی گئی اور لوگ اس سے مدد مانگ رہے تھے، ہر اہم مقام پر چھوٹی بڑی ہر قسم کی منجنیقیں نصب تھیں اور اس پر مستزاد کہ یہ یزدجرد حلوان میں مقیم تھا اور اس کی طرف سے مسلسل امداد پہنچ رہی تھی، حضرت ہاشمؓ کو جب ایرانی مجوسی فوجوں نے دیکھ لیا تو کفر شرک کے نعرے بلند ہوئے فارس کے جھنڈے اور جنگی نشانہ اٹھائے گئے اور جنگ کے لئے فصیلوں پر چڑھ کر خوب زیب و زینت کا مظاہرہ کیا گیا فوج

کا سپہ سالار جرنیل مہران تھا اور اس کا معاون جرنیل فیروزان تھا، صحابہ کرامؓ نے شہر کا محاصرہ کرلیا۔ مجوسیوں کے پاس شہر میں ہر قسم کے ذخائر موجود تھے، چنانچہ ان کو اس محاصرہ سے کوئی خاص پریشانی نہیں ہوئی، نیز ان کو ایک طرف سے فوجی امداد بھی پہنچ رہی تھی، صحابہ کرامؓ نے طویل عرصے تک محاصرہ جاری رکھا، لڑائی کبھی کبھی ہو جاتی تھی لیکن باقاعدہ جنگ نہ ہونے کی وجہ سے صحابہ پریشان تھے، چنانچہ مقام جلولا میں آپس میں اسی ۸۰ معرکے ہوئے لیکن فیصلہ کن معرکہ نہیں ہوا۔

ایک لاکھ مقتولین
جنگ کا دوسرا مرحلہ

ادھر ایرانی مجوسیوں نے آکر مہران سے کہا کہ کافی عرصہ ہوا ہم محصور ہیں ہم کو لڑنے کا شوق ہے آپ ہمیں باہر نکلنے کی اجازت دے دیں تا کہ ہم ان کو مزہ چکھا دیں ہم ادھر پڑے پڑے تنگ آ گئے ہیں۔

چنانچہ اب شہر کا دروازہ کھولا گیا نقارے بجنے لگے، فوج کے آگے آگے جرنیل جوزان آب و تاب سے محمدی کچھار کے غضب ناک شیروں کی طرف بڑھنے لگا، مسلمان بہت خوش ہوئے کہ میدان جنگ مہیا ہو گیا، لشکر رحمٰن نے لشکر شیطان کا لمبے لمبے نیزوں سے استقبال کیا، ادھر کفر کے نعرے لگ رہے ہیں اور ادھر توحید کے مستانہ نعرے بلند ہو رہے ہیں۔

جنگ ابھی شروع ہوا چاہتی تھی کہ اچانک تازہ دم بارہ ہزار کا لشکر بادشاہ رَیْ کی طرف سے آن پہنچا اور لشکر کفار سے مل گیا۔ جب ہاشمؓ نے یہ دیکھا تو ایک بلیغ خطبہ دیا اور فرمایا اے عرب! ان کی کثرت کو مت دیکھو ہم کثرت کی بنیاد پر نہیں لڑا کرتے ہیں بلکہ اللہ کی مدد پر بھروسہ رکھو۔ یہ گفتگو جاری تھی کہ حضرت قعقاعؓ بن عمرو اپنے بارہ ہزار لشکر کے ساتھ شیر ژیان کی طرح دھاڑتے ہوئے آئے اور نعرہ توحید کی صدائیں بلند کیں۔

جلولاء کے واقعہ متعلق علامہ شبلی نعمانیؒ نے اس طرح نقشہ کھینچا ہے۔

ہاشم مدائن سے روانہ ہوکر چوتھے دن جلولا پہنچے اور شہر کا محاصرہ کیا، مہینوں محاصرہ رہا، ایرانی وقتاً فوقتاً قلعہ سے نکل کر حملہ آور ہوتے تھے، اس طرح اسی (۸۰) معرکے ہوئے لیکن ایرانیوں نے ہمیشہ شکست کھائی تاہم چونکہ شہر میں ہر طرح کا ذخیرہ مہیا تھا اور لاکھوں کی جمعیت تھی بے دل نہیں ہوتے تھے، ایک دن بڑے زور و شور سے نکلے، مسلمانوں نے بھی جم کر مقابلہ کیا، اتفاق یہ کہ دفعتہً اس زور کی آندھی چلی کہ زمین و آسمان میں اندھیرا ہوگیا، ایرانی مجبور ہوکر پیچھے ہٹے لیکن گرد وغبار کی وجہ سے کچھ نظر نہیں آتا تھا، ہزاروں آدمی خندق میں گر کر مر گئے، ایرانیوں نے یہ دیکھ کر جا بجا خندق کو پاٹ کر راستہ بنایا، مسلمانوں کو خبر ہوئی تو انہوں نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور حملہ کی تیاریاں کیں، ایرانیوں کو بھی دم دم کی خبریں پہنچتی تھیں، اسی وقت مسلمانوں کی آمد کے رخ کو گوکھرو بچھوا دیئے اور فوج کو ساز و سامان سے درست کر کے قلعہ کے دروازہ پر جما دیا، دونوں حریف اس طرح دل توڑ کر لڑے کہ لیلۃ الھریر کے سوا کبھی نہیں لڑتے تھے، اول تیروں کا مینہ برسا، ترکش خالی ہوگئ تو بہادروں نے نیزے سنبھالے یہاں تک کہ نیزے بھی ٹوٹ ٹوٹ کر ڈھیر ہوگئے تو تیغ و خنجر کا معرکہ شروع ہوا، قعقاع ؓ نہایت دلیری سے لڑ رہے تھے اور آگے بڑھتے جاتے تھے یہاں تک کہ قلعہ کے پھاٹک تک پہنچ گئے لیکن سپہ سالار قوم یعنی ہاشم ؓ پیچھے رہ گئے تھے اور فوج کا بڑا حصہ انہیں کے رکاب میں تھا، قعقاع ؓ نے نقیبوں سے کہلوایا کہ سپہ سالار قلعہ کے دروازے تک پہنچ گیا، فوج نے قعقاع ؓ کو ہاشم ؓ سمجھا اور دفعتہً ٹوٹ پڑے، ایرانی گھبرا کر ادھر ادھر بھاگے لیکن جس طرف جاتے تھے گوکھرو بچھے ہوتے تھے، مسلمانوں نے بے دریغ قتل کرنا شروع کیا، یہاں تک کہ مورخ طبری کی روایت کے موافق ایک لاکھ آدمی جان سے مارے گئے اور تین کروڑ غنیمت ہاتھ آئی''۔ (الفاروق، ص: ۱۲۰)

جلولاء سے جب ایرانی لشکر پسپا ہوگیا تو حضرت قعقاع ؓ نے ان کا تعاقب کیا اور شیر ببر کی طرح ایرانی فوج کے جرنیل مہران پر حملہ آور ہوئے، وہ جان بچانے کی فکر میں تھا لیکن اب کہاں ممکن تھا چنانچہ حضرت قعقاع ؓ نے اس کو قتل کر دیا اور غضب ناک شیر بن کر جرنیل فیروزان

پر حملہ کیا لیکن وہ بھاگنے میں کامیاب ہوا، حضرت قعقاعؓ سخت آندھی کی طرح آگے بڑھتے گئے یہاں تک کہ حلوان میں فاتحانہ انداز سے داخل ہوئے، کسریٰ وہاں سے ریَ کی طرف بھاگ نکلا اور حلوان پر مسلمان قابض ہو گئے، کفار کے بڑے بڑے جرنیل یا قید ہو چکے تھے اور یا جرنیل مہران کی طرح زمین پر تڑپ رہے تھے اس مناسبت سے میں نے پھر کہا:

مِنْ عَهْدِ عَادٍ كَانَ مَعْرُوفاً لَنَا   أَسْرُ الْمُلُوْكِ وَقَتْلُهَا وَقِتَالُهَا

یعنی بادشاہوں سے لڑنا انہیں قید و قتل کرنا زمانہ قدیم سے ہمارے جانے پہچانے کارنامے ہیں۔

اس طرح فارس کی عظیم سلطنت حضور ﷺ کی پیشن گوئی کے مطابق اور صحابہ کرامؓ کے عظیم الشان جہاد اور قربانی کی وجہ سے صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹ گئی اور قیامت تک سطحِ عالم سے اس کا نقشہ ہی ختم ہو گیا، سچ ہے:

وَبَاتَ اِيْوَانُ كِسْرىٰ وَهُوَ مُنْصَدِعٌ   كَشَمْلِ اَصْحَابِ كِسْرىٰ غَيْرُ مُلْتَئِمٖ

یعنی محل کسریٰ ریزہ ریزہ ہو گیا جس طرح اس کی فوج تتر بتر ہو گئی۔

فائدہ: میرے محترم بھائیو دوستو اور بزرگو! صحابہ کرامؓ کے ان کارناموں کا سارا نقشہ میں نے مستند تواریخ البدایہ والنہایہ، تاریخ طبری، فتوح عجم وغیرہ سے آپ کے سامنے پیش کیا ہے آپ خود فیصلہ کریں صحابہ کرامؓ کی محنت کیا تھی اور ان کا کام کیا تھا، دین اسلام کے پھیلانے کے لئے انہوں نے کون سا طریقہ اختیار کیا تھا اور حضرت پاک ﷺ نے ان کو کس طریقے پر ڈالا تھا سارا نقشہ آپ کے سامنے ہے کیا کسی صحابی کی ایک بات آپ کو ایسی مل سکتی ہے کہ اس نے کفر کے سامنے عاجزی اختیار کی ہو معذرت سے کام لیا ہو یا عمر بھر اس کو سمجھانے کی کوشش کی ہو یا اپنے اعمال کے بھروسہ پر ان کے خود بخود مٹنے اور ختم ہونے کا انتظار کیا ہو یا کسی شہر میں جا کر کچھ عرصہ ان کو سمجھا کر واپس مدینہ طیبہ آئے ہوں۔

میرے محترم دوستو! خدارا سوچو اور مجھے بتادو وہ کون سا بڑا شہر تھا یا کون سا ملک تھا جو صحابہ کرامؓ کے جہاد، مقدس خون اور مسلح چڑھائی کے بغیر ٹوٹا ہو، کیا صحابہ کرام کے اعمال سو فیصد صحیح

نہیں تھے؟ اگر تھے تو پھر ان کے سامنے کفر اور سلطنت کفر خود بخود کیوں نہیں ٹوٹی، جبکہ ہم کہتے ہیں کہ ان کا عمل جب درست ہوا تو بدر میں کافر خود بخود مٹ گئے، غزوہ خندق میں تو ان کو تلوار اٹھانے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی وہ کہتے تھے ہم تو لڑنے والے نہیں ہیں ہم فاتح نہیں ہیں ہم کو فاتح مت کہو یہ ہمارے حق میں گھٹیا بات ہوگی وغیرہ وغیرہ۔

میرے محترم بھائیو! ایسا نہیں تھا بلکہ صحابہ کرامؓ کا جہاد تو ایک خدائی طوفان تھا جو آتا گیا اور باطل کو مٹاتا گیا، اللہ تعالیٰ کے حکم یہ تھا:

قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴﴾ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ط (التوبہ)

ترجمہ: لڑو ان سے تا کہ اللہ تمہارے ہاتھوں سے ان کو عذاب دے اور رسوا کرے اور تم کو ان پر غالب کرے اور ٹھنڈے کرے دل مسلمانوں کے اور نکالے ان کے دل کی جلن۔

اے میرے محترم بھائی! مجھے بتادیں کہ صحابہ کرامؓ ان دور دراز صحراؤں میں اسلحہ اٹھا کر کیوں گئے تھے؟ اور پھر بڑے بڑے معرکے کیوں پیش آئے اور پھر ہزاروں کی تعداد میں صحابہ کرامؓ کیوں شہید ہوئے؟ اور دشت و بیابانوں میں جنگلوں اور میدانوں میں ان کی قبریں کیوں بنیں؟ اگر یہ جہاد فی سبیل اللہ نہیں تھا اگر یہ اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں تھا، اگر یہ رسول اللہ ﷺ کا طریقہ نہیں تھا تو پھر اتنا بڑا نقشہ عالم کے سامنے کیوں آیا اور اتنے وقت اور اتنی جانوں کی قربانی صحابہ کرامؓ نے کیوں دی اور لاکھوں انسانوں کو کیوں قتل کیا؟ ایک ایک معرکے میں ہزاروں اور کبھی لاکھوں کفار صحابہ کرامؓ نے کیوں مارے؟ کیا آپ ان مستند تاریخی واقعات کو جس کا مشاہدہ ان کے قبرستانوں سے آپ خود کر سکتے ہیں جھٹلانے کی جرأت کر سکتے ہیں؟ اگر نہیں تو کھلے دل سے مان لیں کہ صحابہ کرامؓ جہاد کے لئے جہاں جہاں آتے چلے گئے کفر اور نظام کفر کو مٹاتے چلے گئے اور اسلامی جھنڈے لہراتے چلے گئے۔ سچ ہے:

خَلَقَ اللّٰهُ لِلْحُرُوْبِ رِجَالًا وَرِجَالًا لِقَصْعَةٍ وَّثَرِيْدٍ

یہ بھی سچ ہے:

هُمُ الجِبَالُ فَسَلْ عَنْهُمْ مصادِمَهُم　　　مَاذَرَایٔ مِنهُمْ فِی کُلِّ مُصْطَدَمٖ

یعنی صحابہ کرامؓ ہمت وعظمت کے پہاڑ تھے ذرا ان کفار سے معلوم کرو کہ ہر معرکہ میں انہوں نے کیا دیکھا۔

کَاَنَّمَاالدِّیْنُ ضَیفٌ حَلَّ سَاحَتَهُمْ　　　بِکُلِّ قَرمٍ اِلیٰ لَحمِ العِدَی قَرِمٖ

یعنی گویا کہ دین اسلام ہر سردار کے گھر میں مہمان بن کر اترا اور دشمنوں کے گوشت کو مہمان نوازی میں طلب کیا۔

فَسَلْ حُنَیْنًاوَسَلْ بَدْرًاوَسَلْ اُحُدًا　　　فُصُوْلَ حَتْفٍ لَّهُمْ اَدْهیٰ مِنَ الْوَخَمٖ

یعنی پس جنگ بدر، احداور حنین سے پوچھو جو کافروں کے لئے وبا سے زیادہ سخت موت کی فصلیں تھیں۔

پس ہمیں کھلے دل سے ان کے جہاد کا اقرار کرنا چاہیے ان کے اس نقشہ کو بلا تاویل یا توڑ مروڑ بغیر کے عوام الناس کو پیش کرنا چاہیے، جہاد سے اسلام کے راستے کھلتے ہیں دین کا کام جہاد سے بند نہیں ہوتا بلکہ عظمت کے ساتھ پھیلتا ہے۔ (مؤلف)

خاتمہ فارس

جنگ کا تیسرا مرحلہ

حضرت سعدؓ جب مدائن، ایوان کسریٰ، جلولاء اور حلوان سے فارغ ہوئے تو آپ کو پتہ چلا کہ اہل موصل نے عراق میں عہد توڑ کر بغاوت کی ہے اور انطاق نامی جرنیل کی ماتحتی میں اکھٹے ہو گئے ہیں، حضرت سعدؓ نے ان کو سرکوبی کے لئے حضرت عبداللہ بن المعتمؓ کو روانہ کیا اور ہر اول دستہ پر حضرت ربعی بن الافکلؓ کو مقرر کیا، حضرت عبداللہ نے چالیس دن تک تکریت کا محاصرہ کیا، پانچ ہزار کا لشکر جرار وقتاً فوقتاً حملے کرتا رہا، چنانچہ اس عرصہ میں مجاہدین اسلام نے تکریت پر چوبیس (۲۴)

حملے کئے، بالآخر ایسا فیصلہ کن حملہ ہوا کہ مسلمانوں نے تکریت والوں کو چاروں طرف سے مارنا شروع کر دیا اور وہ لوگ تقریباً سارے ہلاک ہو گئے اور کچھ مسلمان ہو گئے اور کچھ نے جزیہ قبول کیا۔

مسلمانوں نے اس علاقے کا کنٹرول خود سنبھال لیا اور پھر قریب کے علاقے ماسبذان پر حملہ آور ہوئے، وہاں معمولی مزاحمت کے بعد لشکر اسلام قابض ہوا، ماسبذان کا جرنیل قتل ہوا اور وہاں کے لوگ پہاڑوں میں جا کر چھپ گئے پھر بعد میں کچھ مسلمان ہو گئے اور کچھ جزیہ قبول کر کے واپس شہر میں آ گئے، پھر آس پاس علاقوں پر چڑھائی ہوئی، اس طرح فارس کے بچے کھچے علاقے بھی لشکر اسلام نے روند ڈالے اور ایشیائے کوچک کا یہ عظیم الشان خطہ اسلام کے زیر نگین آیا، اسلام کا جھنڈا بلند ہوا اور کفر کی شوکت پارہ پارہ ہو گئی، کسریٰ اور فارس کا نام دنیا کے نقشے سے غائب ہو گیا اور صحابہؓ کی طرف سے بڑی قربانیاں سے کر اسلام کی آبیاری کی گئی۔

وَبَاتَ اِيْوَانُ كسرىٰ وَهُوَ مُنْصَدِعٌ ۔ كَشَمْلِ اَصْحَابِ كِسْرىٰ غَيْرُ مُلْتَئِم

یعنی محل کسریٰ ایسا ریزہ ریزہ ہو گیا جس طرح اس کی فوج تتر بتر ہو گئی۔

بنا کردند خوش رسمے ، بخون وخاک غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

اے مولا! اس مندرجات کو قبول فرما، مولائے کریم اس میں برکت عطا فرما، میرے مولا! تو خوب جانتا ہے کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں لیکن جن مقدس ہستیوں کا میں نے تذکرہ کیا ہے وہ تیرے نیک اور مقبول بندے تھے اس وجہ سے اس کتاب کو مقبولیت سے نواز دے، مولائے کریم! صحابہ کرامؓ پر اپنی خصوصی کروڑ ہا رحمتیں نازل فرما اور ہم کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما، اے رب لایزال! ہمارے جوانوں بوڑھوں مردوں اور عورتوں کو اپنے دین کا سپاہی اور مجاہد بنا، اے اللہ! جہاد کے اس مبارک عمل اور عزت وعظمت وشوکت والے اس طریقے کو زندہ فرما اور جہاد کی تمام تحریکوں کو کامیاب فرما، اے مولا! اپنے دین کے تمام مجاہدین اور مجاہدین کے خیر خواہ افراد کو جنت الفردوس عطا فرما۔ آمین یا رب العلمین۔

فُتُوحَاتِ بَہْنَسَاء وصعید

جنگ کا پہلا مرحلہ

علامہ یاقوت حمویؒ معجم البلدان ج ا ص ۵۱۶ پر فرماتے ہیں کہ بہنساء ہاء کے فتحہ باکے سکون نون کے فتحہ اور سین کے فتحہ کے ساتھ مصر کے شہروں میں سے ایک شہر کا نام ہے یہ شہر دریائے نیل کے مغربی کنارے پر واقع ہے جو صعید مصر کے شہروں کے قریب ہے بہت بڑا شہر ہے یہاں شہداءِ اسلام کا قبرستان ہے، لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی والدہ محترمہ کے ساتھ یہاں سات سال تک مقیم رہے، انتہی۔

صاحب فتوح العجم نے ص ۱۴۳ پر اس شہر کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے:

صاحب مصر اور یوسف علیہ السلام کے مابین جب زمین کی تقسیم کا مسئلہ آیا تو بادشاہ نے یوسف علیہ السلام کو مصر کی مغربی جانب دے دی، یہ علاقہ ریگستان تھا، حضرت یوسف نے ایک لاکھ مزدوروں کے ذریعہ سے اس طرف ایک نہر کھدوائی لیکن دریائے نیل کی طغیانی سے وہ خراب ہوگئی، سال تک یہ سلسلہ چلتا رہا، اللہ تعالیٰ نے پھر جبرئیل امینؑ کو بھیجا انہوں نے جب پَر مارا تو نہر علاقہ افیوم تک بن گئی، حضرت یوسف علیہ السلام نے شہر افیوم اور بہنساء کو آباد کیا اور پھر اپنے بیٹوں میں تقسیم کیا تو بہنساء کا یہ علاقہ آخر صعید تک سارا بنی اسرائیل کے ہاتھ میں تھا، اب اس دریائے یوسفی کے دونوں کنارے عظیم الشان باغ آباد ہو گئے اور پھل اس کثرت سے کہ ایک آدمی سر پر خالی ٹوکرا رکھ کر جب کچھ فاصلہ تک گزرتا تھا تو پھلوں سے خود بخود ٹوکرا بھر جاتا تھا۔

بعض مفسرین نے قرآن پاک کی اس آیت کا مصداق ارض بہنساء قرار دیا ہے، یعنی

وَاٰوَیْنٰھُمَآ اِلٰی رَبْوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیْنٍ ﴿۵۰﴾ (المؤمنون)

ترجمہ: اور ان کو ٹھکانا دیا ایک اونچی زمین پر جہاں ٹھہرنے کا موقع اور پانی جاری تھا۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی والدہ کے ساتھ مصر سے نکل کر یہاں اس لئے

آئے تھے کہ وقت کا بادشاہ ہیردوس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مصر میں قتل کرنا چاہتا تھا، اس شہر میں پانچ ہزار صحابہ کرامؓ شہداء کا ایک قبرستان ہے لوگ خاص طور پر اس کی زیارت کے لئے وہاں جاتے ہیں اس قلعہ کو فتح کرنے میں ستر (۷۰) صحابی بدری شریک تھے، ابوعلی نویؒ جب اس سرزمین پر آتے تھے تو کپڑے اتار کر مٹی میں الٹ پلٹ جاتے تھے اور فرماتے تھے:

''یَالکِ مِنْ اَرْضٍ طَالَمَاثَارَ غُبَارُکِ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ۔''

''اے مبارک سرزمین! کتنے عرصے سے تیرا غبار اللہ کے راستے جہاد میں اڑتا رہا ہے''۔

ابوعلی وقاقؒ جب اس سرزمین پر آتے تو فرماتے ''اے مبارک سرزمین! جس نے مردوں کو اپنے اندر سمیٹ لیا ہے، کون سے مردوں کو؟ ان مَردوں کو جن کے چہرے اللہ کے راستے جہاد میں عرصہ دراز تک پسینہ رہے اور انہوں نے اللہ کی رضا میں خوب قتال کیا۔

عبدالرحمن بن ظہیر فرماتے ہیں کہ میرا ایک پڑوسی تھا وہ گناہ میں ملوث تھا، لیکن مرنے کے بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ نعمتوں میں بیٹھا تھا سر پر تاج اور ریشمی لباس میں ملبوس تھا ان کے اردگرد روشن نورانی چہروں والے لوگ تلواریں لٹکائے ہوئے موجود تھے میں اپنے پڑوسی سے پوچھا کہ آپ یہاں کیسے آئے اور یہ نعمتیں کیسی ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ مجھے یہ فضیلت ان حضرات کے قریب دفن ہونے سے اللہ نے دے دی کیونکہ میں ان کا پڑوسی ہوا، یہ لوگ دنیا میں اپنے پڑوسیوں کو عار سے بچایا کرتے تھے کیونکہ مجاہدین تھے تو یہاں مجھے نار یعنی آگ سے بچالیا، انہوں نے اللہ تعالیٰ سے میرے لئے التجا کی اللہ نے مجھے معاف کر کے ان کے ساتھ جگہ دے دی، ان شہداء کا پڑوسی بھی محروم نہیں رہتا۔ ذوالنون مصریؒ ہر سال بہنساء جاکر شہیدوں کی زیارت کرتے تھے ایک سال جب ناغہ ہوا تو خواب میں شہداء نے ان سے کہا کہ آپ اس سال کیوں نہیں آئے؟

(فتوح الشام ج ۲ ص ۲۱۰)

عجیبہ

ہمارے ہاں جامعۃ العلوم الاسلامیۃ بنوری ٹاؤن میں ایک مصری استاد عبدالرزاق المحترم جامعہ ازہر کی طرف سے یہاں مبعوث ہیں نہایت ذہین جہاندیدہ اور بیدار مغز استاد ہیں، انہوں نے مجھے بتایا کہ صحابہ کرامؓ کے اس قبرستان میں اگر آج بھی رات کے وقت کوئی آدمی جاتا ہے تو اندر سے گھوڑوں کے دوڑنے ہنہنانے اور مجاہدین کے حملوں کی آوازیں سنائی دیتی ہیں گویا کہ گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے، پھر فرمایا کہ آج بھی اگر کوئی عیسائی اس قبرستان میں جاتا ہے تو اس کا پیٹ پھول جاتا ہے اور وہ وہاں سے بھاگ جاتا ہے، میں نے کہا سبحان اللہ آج بھی اللہ تعالیٰ ان شہزادوں کی عزت اور ان کی عظمت کی لاج رکھتے ہیں کہ جس طرح زندگی میں کوئی عیسائی ان کے قریب نہیں آسکا مرنے کے بعد بھی اللہ نے ان کے قریب آنے نہیں دیا۔ (مؤلف)

تنبیہ

میرے محترم قارئین! میں آپ کو ابھی ابھی جنگ کا منظر دکھانا چاہتا ہوں لیکن اس سے پہلے آپ یہ سمجھ لیں کہ فارس اور بہنساء کا محل وقوع کیا ہے اور جنگی حکمت عملی کیا تھی، تو حقیقت یہ ہے کہ بہنساء کا تعلق مصر سے تھا، دیار بکر اور ربیعہ کی فتوحات تک تو آپ حضرت خالدؓ اور حضرت ضرارؓ وغیرہما ابطال المسلمین کے معرکوں سے ہر لحہ لطف اندوز ہوتے رہے لیکن عراق سے لے کر جلولا اور تکریت تک آپ نے کسی معرکے میں ان کا نام نہیں سنا اور نہ ان کے قاہرانہ جارحانہ حملوں سے لطف اندوز ہوئے بلکہ آپ کو کچھ تشنگی رہ گئی ہوگی کہ وہ انداز جنگ اور زلزلہ برپا کرنے والی آوازیں کیوں نہیں گونجیں۔

تو حقیقت یہ ہے کہ فتوحات عراق کے لئے مدینہ طیبہ سے تازہ دم فوج حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی سرکردگی میں حضرت عمرؓ نے بھیج دی تھی اور کچھ مجاہدین پہلے سے عراق کے اطراف میں تھے اور کچھ مجاہدین حضرت ابوعبیدہؓ نے شام سے اور کچھ حضرت عیاضؓ نے دیار بکر سے

عراق کی طرف روانہ کئے لیکن حضرت خالدؓ اور حضرت ضرارؓ اور حضرت عیاضؓ بن غنمؓ وغیرہ حضرت عمر بن العاصؓ کے مشورہ کے مطابق دیار بکر ہی میں مقیم رہے نہ واپس مدینہ گئے اور نہ فارس کے ان معرکوں میں شریک ہوئے۔

اس کی دو وجہ سمجھ میں آتی ہے (۱) بہنساء کے اس عظیم الشان ریاست سے اب تک مصر کی اسلامی حکومت کو خطرہ لاحق تھا (۲) اگر بہنساء اور صعید کے اس پورے علاقے کو پہلے فتح کر لیتے تو ایک دم فارس کی حکومت حملہ آور ہو جاتی اور صعید والوں کی مدد کر کے مصر تک مسلمانوں کا پیچھا کرتی اور یہ نقشہ جنگی حکمت عملی کے لئے صحیح نہیں تھا، اس وجہ سے دیار بکر میں صحابہ کرامؓ مورچہ زن اور خمیہ زن رہے اور اس طرف سے عراق پر کارروائی شروع ہو گئی جب مدائن اور وائٹ ہاؤس پر اسلامی جھنڈے لہرا دیئے گئے، تب اس طرف کا خطرہ ٹل گیا اور بہنساء پر حضرت خالدؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ نے کارروائی شروع کی اور حق و باطل کے عظیم الشان معرکے ہوئے، ذرا جھانک کر دیکھئے۔ (مؤلف)

عمومی تعارض کے لئے مجاہدین کی تشکیل
جنگ کا دوسرا مرحلہ

علامہ واقدی محمد بن اسحاقؒ اور ابن کثیرؒ وغیرہ اہل تاریخ نے بہنساء میں شریک ہونے والے بڑے بڑے صحابہ کرامؓ اور بڑے بڑے شہسواران اسلام کا تذکرہ کیا ہے میں چند نام پیش کرتا ہوں کہ بصیرت بھی آجائے اور برکت بھی آجائے۔

امیر الحرب عمرو بن العاص، خالد بن ولید، آپ کا بیٹا سلیمان، قیس بن ہبیرہ، مقداد بن اسود، میسرہ بن مسروق، زبیر بن عوام، ضرار بن ازور، فضل بن عباس، جعفر بن عقیل، مسلم بن عقیل، عبداللہ بن جعفر، عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیق، عبداللہ بن عمرو بن الخطاب، ابان بن عثمان رضی اللہ عنہم وعن جمیع الصحابۃ دائمًا ابدًا ابدًا۔

صاحب فتوح العجم فرماتے ہیں کہ جب صحابہ کرامؓ نے مصر اور اس کے ملحقہ تمام علاقے فتح

لئے تو پہلے آپس میں مشورہ کیا کہ حضرت عمرؓ سے مشورہ مانگا جائے کہ اب ہم کس طرف رخ کریں، چنانچہ حضرت عمرو بن العاصؓ نے اس طرح خط لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ خط مصر کے گورنر عمرو بن العاص کی طرف سے امیر المومنین عمر بن خطاب کو ہے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

حمد وثنا اور درود کے بعد عرض ہے کہ اللہ کے فضل وکرم سے مصر اور اس کے ملحقہ تمام علاقے فتح ہو چکے ہیں کفر اور نظام کفر ذلیل وخوار ہو گیا ہے اور اللہ کا کلمہ بلند ہوا ہے، رسول اللہ ﷺ کے شان والے صحابی اور انصار ومہاجرین آپ سے اجازت مانگتے ہیں کہ وہ صعید کا رخ کریں یا جہاد کے لئے مصر کے مغربی کنارے یعنی بہنساء کی طرف جائیں، ہم آپ کے حکم کے منتظر ہیں آپ جلد جواب دیں کیونکہ صحابہ کرامؓ جہاد کے لئے بے چین ہیں۔

اس خط میں کئی اشعار درج ہیں اس کے دو شعر یہ ہیں:

صَوَارِمُنَا تَشْكُوا الظَّمَا فِي أَكُفِّنَا ۔۔۔ وَأَرْمَاحُنَا تَشْكُوا الْقَطِيعَةَ كَالْهَجْرِ

نَرَى الْمَوْتَ فِي وَقْعِ الْوَقَائِعِ مَغْنَمًا ۔۔۔ وَنَكْسِبُ مِنْ قَتْلِ الْعِدَاغَايَةَ الْأَجْرِ

(۱) تیز دھار تلواریں ہمارے ہاتھوں میں بوجہ عدم جہاد پیاس کی شکایت کرتی ہیں اور نیزے فراق جہاد کی شکایت کرتے ہیں۔

(۲) گھمسان کی لڑائی میں ہم موت کو غنیمت سمجھتے ہیں اور دشمنان اسلام کے قتل کو انتہائی ثواب کا کام سمجھتے ہیں۔

اس خط کو حضرت سالمؓ لے کر جلدی جلدی مدینہ منورہ پہنچے، حضرت عمرؓ سے ملاقات ہوئی ایک دوسرے کے احوال کا تبادلہ ہوا اور پھر عمر فاروقؓ نے یہ خط مجمع صحابہؓ میں پڑھ کر سنایا اور پھر مشورہ مانگا، حضرت علیؓ نے فرمایا کہ عمرو بن العاصؓ کو خود میدان میں نہیں جانا چاہئے اور دس ہزار لشکر پر سیف اللہ خالدؓ کو امیر الحرب مقرر کر کے روانہ کرنا چاہیے، حضرت عمرؓ نے فرمایا آپ

کا مشورہ صحیح ہے کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''خالد سَیف مِنْ سُیُوْفِ اللہِ تعالیٰ۔ اور فرمایا: اِنَّ خَالِدًا سَیف لَایُغْمَدُ عَنْ اَعْدَائِہٖ۔ یعنی خالد بن ولیدؓ اللہ کے دشمنوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی سونتی ہوئی تلوار ہے، چنانچہ حضرت عمر فاروقؓ نے اس طرح خط لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ کے بندے عمر بن خطاب کی طرف سے مصر میں اس کے گورنر عمرو بن العاص کے نام۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

حمد وثنا اور درود کے بعد عرض ہے کہ میں نے آپ کا خط پڑھا اور سمجھا جب آپ میرے خط کو پڑھ لیں گے تو فوراً اللہ کا نام لے کر گھوڑوں کو تیار کر دیں اور دس ہزار لشکر خالد بن ولید کی کمان میں روانہ کر دیں ان کے ساتھ زبیر بن عوام اور فضل بن عباس وغیرہ بہادران اسلام کو روانہ کر کے کفار کے علاقے میں جا کر ان کو اسلام کی دعوت دیں، اگر انہوں نے قبول نہیں کی تو پھر جزیہ ادا کرنے کا حکم دیں اگر یہ بھی قبول نہ کیا تو پھر صرف لڑائی اور جنگ ہے، جب شہر کا محاصرہ کر لو گے تو آس پاس کے علاقوں پر چھاپہ مار کارروائیاں شروع کر دو، سب سے پہلے ان دو شہروں کا محاصرہ کر دو جن میں ایک مشہور شیطان سرکش جرنیل موجود ہے جس کا نام بطلیموس ہے، جب تک یہ دونوں مضبوط قلعے فتح نہیں ہوتے ہیں صعید کی طرف مت جاؤ۔ والسلام

حضرت سالمؓ جلدی جلدی اس خط کو لے کر مصر پہنچ گئے، حضرت عمروؓ اور حضرت خالدؓ قبطی بادشاہ کے بڑے خیمے میں بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے اور سالمؓ باہر سن رہا تھا، حضرت عمروؓ نے فرمایا کہ سالم نے بہت دیر کی، حضرت خالدؓ نے فرمایا میرا خیال ہے کہ پہنچنے والے ہیں۔ پھر اس نے میری آہٹ محسوس کی اور فرمایا سالم ہو؟ میں نے کہا جی ہاں میں حاضر ہوں، وہ دونوں بہت خوش ہوئے اور پھر خط پڑھا، پھر مشورہ سے افواج اسلامیہ کو بلایا گیا کیونکہ مسلمان مصر کے مختلف علاقوں میں قیام پذیر تھے۔

اطلاع ملتے ہی صحابہ کرامؓ جنگ کی طرف ایسے دوڑ کر آئے جس طرح پیاسا آدمی ٹھنڈے پانی کی طرف دوڑتا ہے جب سب لوگ جامع عمرو بن العاصؓ میں جمع ہو گئے تو آپؓ نے خطبہ جمعہ دیا اور نماز کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خط پڑھ کر سنا دیا اور پھر تشکیل شروع کی، خط کا مضمون جب مجاہدین نے سنا تو غضب ناک شیروں کی طرح چھلانگیں لگا کر آگے آئے اور سب نے کہا ہم تیار ہیں، پھر عمروؓ نے فرمایا کہ مجھے امیر المومنین نے حکم دیا ہے کہ میں آپ پر شیر اسلام حضرت خالدؓ بن ولید کو امیر مقرر کروں، سب مسلمان اس سے بہت خوش ہوئے اور سولہ ہزار کا لشکر جرار میدان میں نکل آیا، حضرت عمروؓ نے ان میں سے دس ہزار غضب ناک شیروں کو چن لیا جو زرہ داؤدی میں ملبوس تھے، ہندی تلواروں سے لیس تھے عربی عمدہ گھوڑوں پر سوار بحرین کے اعلیٰ نیزوں اور دیگر اسلحہ سے مسلح تھے، حضرت عمروؓ نے ضروری نصیحتیں کر کے پھر ہر جرنیل کی جنگی جھنڈا دینے کے لئے بلایا۔

عظمت وشوکت کے جھنڈے اور جوشیلے اشعار

حضرت خالدؓ کے بعد سب سے پہلے حضرت زبیر بن عوامؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی آگے بڑھے، حضرت عمروؓ نے پانچ سو کا دستہ ان کو دے کر جھنڈا عطا کیا وہ عمدہ گھوڑے پر سوار مکمل مسلح تھے جنہوں نے جھنڈا لیا تو اس کو خوشی سے لہرایا اور پھر یہ اشعار پڑھے:

① اَنَا الزُّبَیْرُ وَلَدُ الْعَوَامِ　　لَیْثٌ شُجَاعٌ فَارِسُ الْاِسْلَامِ

② قَوْمٌ هُمَامٌ فَارِسٌ هَجَّامٌ　　اَقْتُلُ کُلَّ فَادِسٍ ضَرْغَامٍ

③ وَاِنَّنِیْ یَوْمَ الْوَغٰی صَدَّامٌ　　وَنَاصِرٌ فِیْ حَانِهَا الاسلام

① میں زبیر بن العوام ہوں، بہادر شیر اور اسلام کا مشہور شہسوار ہوں۔

② عالی ہمت حملہ آور سردار ہوں، ہر غضب ناک سوار شیر کو قتل کرنے والا ہوں۔

③ میں لڑائی کے دن سرکوبی کرنے والا ہوں اور اسی لڑائی میں دین اسلام کی مدد کرنے والا ہوں۔

پھر حضرت عمروؓ نے فضل بن عیاضؓ کو بلا کر پانچ سو کا امیر بنا کر جھنڈا ہاتھ میں دیا اس نے

جھنڈا لے کر اس طرح شعر کہا:

① إِنِّي أَنَا الْفَضْلُ وَإِبْنَ الْعَبَّاس   وَفَارِسٌ مُنَازِلٌ حَرَّاسٍ
② مَعِي حُسَامٌ قَاطِعٌ لِلرَّاسِ   وَقَالِقُ الْهَامَاتِ وَالْاَضْرَاسِ
③ اُنْبِي بِهِ الْاَعْدَا بِلَاالْبَاسِ   وَمَا عَلَيَّ فِيهِمْ مِنْ بَأْسٍ

① میں فضل بن عباس ہوں اور جنگ میں گھسنے والا بیدار مغز شہسوار ہوں۔
② میرے پاس سر کاٹنے والی گردن اڑانے اور دانت گرانے والی تلوار ہے۔
③ میں بلا شبہ اس کے ذریعہ سے دشمنوں کو فنا کر دوں گا اور مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔

حضرت عمروؓ بن عاص نے اس کے بعد زیاد بن ابی سفیان کو بلایا اور پانچ سو کا لشکر اور جھنڈا دے کر روانہ کیا اس نے بھی کئی اشعار خوش ہو کر پڑھے۔

پھر حضرت عمروؓ نے صدیق اکبرؓ کے صاحبزادے عبدالرحمنؓ کو بلا کر پانچ سو لشکر کا امیر بنا کر جھنڈا ہاتھ میں دیا، آپ نے یہ اشعار پڑھے۔

① اَسِيْرُ اِلَى الْاَعَادِيْ بِاهْتِمَامِ   بِقَلْبٍ صَادِقٍ حُسْنِ الذِّمَامِ
② بِاَبْطَالٍ جَحَاجِحَةٍ اُسُوْدٍ   سَرَاةٍ فِي الْوَغٰى قَوْمٍ كِرَامٍ
③ اُبِيْدُ بِهِمْ عُدَاةَ الدِّيْنِ جَمْعاً   وَلَا اَخْشٰى مِنَ الْقَوْمِ اللِّئَامِ
④ اِذَا مَا جُلْتُ فِي الْهَيْجَا بِرُمْحِيْ   اَصُوْلُ بِهٖ وَفِيْ اَيْدِيْ حُسَامِ

① میں صدق دل، بہترین ذمہ داری اور اہتمام کے ساتھ دشمن کی طرف جا رہا ہوں۔
② شیروں کی طرح بہادر سرداروں اور لڑائی کے شریف سپہ سالاروں کے ساتھ ہو کر جا رہا ہوں۔
③ ان سرداروں کے ذریعہ سے دین کے سب دشمنوں کو ہلاک کر دوں گا اور ان کمینوں سے میں خوف نہیں کھاتا ہوں۔
④ جب میں اپنا نیزہ تان کر میدان جنگ میں نمودار ہوتا ہوں تو میں اس کے ساتھ حملہ کرتا ہوں اور تلوار میرے ہاتھ میں ہوتی ہے۔

اس کے بعد آپؓ نے عبداللہ بن عمروؓ کو بلایا اور پانچ سو کا امیر بنا کر سرداری کا جھنڈا ہاتھ میں دیا تو آپ نے اپنے رجز میں کہا۔

①لَا اَنْثَنِي عَنْ لِقَى الْاَعْدَا وَلَوْ جَمَعَتْ حُمَاةُ اَبْطَالِهِمْ يَوْمَ الْوَغَا زُمَرٌ

②حَتّٰى اُبِيدَهُمْ ضَرْبًا وَاَتْرُكَهُمْ فَوْقَ الثَّرىٰ خَمْشًا مَخْدُوشَةَ الصَّدَرْ

③نَحْنُ الْكِرَامُ الَّذِي لِلدِّيْنِ اَرْسَلْنَا اِمَامُ دِيْنِ الْوَرىٰ غَيْثُ النَّدىٰ عُمَرُ

① میں دشمن کی جنگ سے چہرہ نہیں پھیروں گا اگر چہ جنگ کے دن ان کے بہادر گروہ در گروہ جمع ہو جائیں۔

② یہاں تک کہ میں ان کو مار مار کر ہلاک کر دوں اور خون سے تر زمین پر ان کو جگر خراش اور سینہ چاک حالت میں ڈال دوں۔

③ ہم وہ شریف زادے ہیں جن کو دین کی خدمت کے لئے لوگوں کے دین کے امام اور بارانِ سخاوت عمر فاروقؓ نے بھیجا ہے۔

اس کے بعد حضرت عمروؓ نے حضرت جعفر عقیل کو بلا کر پانچ سو کے دستے کا سردار بنایا اور عظمت کا جھنڈا ہاتھ میں پکڑایا وہ رجزیہ اشعار پڑھتا ہوا آگے بڑھا اور پھر حضرت عمروؓ نے فضل بن عقیل کو پانچ سو مجاہدین کا امیر بنا کر روانہ کیا اس نے بھی خوشی کا اظہار کیا اور اشعار پڑھے پھر آپؓ نے حضرت مقداد بن اسودؓ کو بلایا اور پانچ سو کا امیر مقرر کر کے سیادت کا جھنڈا ان کو عطا کیا آپؓ نے یہ رجز اشعار پڑھے:

①اَنَا الْمِقْدَادُ فِي يَوْمِ النِّزَالِ اُبِيدُ الضِّدَ بِالسُّمْرِ العَوَالِي

②وَسَيْفِي فِي الْوَغىٰ اَبَدًا صَقِيْلٌ طَلِيْقُ الْحَدِّ فِي اَهْلِ الضَّلَالِ

③فَيَاوَيْلَ الْعِدَا وَالرُّوْمِ مِنَّا اِذَا الْتَحَمَ الْفَوَارِسُ بِالنِّصَالِ

① میں لڑائی کے دن مقداد ہوں میں ٹھوس گندم گون نیزہ سے مدمقابل کو ہلاک کرتا ہوں۔

② میری تلوار لڑائی کے دن صیقل دار ہوتی ہے اور گمراہوں کے لئے ہمیشہ برہنہ رہتی ہے۔

③پس ہماری طرف سے دشمنوں اور اہل روم کے لئے اس وقت ہلاکت ہو جبکہ سوار ایک دوسرے کے گوشت نوچنے لگیں۔

اس کے بعد آپؓ نے عمار بن یاسرؓ کو بلایا اور پانچ سو کا لشکر ان کو دے کر شوکت کا جھنڈا دیا وہ اس طرح اشعار پڑھنے لگے:

①أَنَا الْهُمَامُ الْفَارِسُ الْكَرَّارِ ‏ أُفْنِيْ بِسَيْفِي عُصْبَةَ الْكُفَّارِ

②إِنْ جَالَتِ الْخَيْلُ بِلَا إِنْكَارِ ‏ وَقَامَ سُوْقُ الْحَرْبِ مِنْ عَمَّارِ

③أَحْمِيْ لِدِيْنِ الْمُصْطَفٰى الْمُخْتَارِ ‏ صَلّٰى عَلَيْهِ الْوَاحِدُ الْقَهَّارِ

①میں ہی عالی ہمت سوار بار بار حملہ کرنے والا اور اپنی تلوار سے کفار کی جماعت فنا کرنے والا ہوں۔

②جبکہ میدان میں گھوڑے بے فکر گھوم جائیں اور عمار کی وجہ سے جنگ کا بازار گرم ہو جائے۔

③میں احمد مصطفیٰ ﷺ کے دین کی حمایت کرتا ہوں اس برگزیدہ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے درود ہو۔

اسکے بعد آپؓ نے عباس بن مرداس سلمیؓ کو بلا کر جنگی جھنڈا اور پانچ سو کا لشکر دے کر روانہ کیا، آپ نے بھی اشعار پڑھے۔اس کے بعد آپؓ نے ایک مجاہد انصاریؓ کو بلایا اور پانچ سو کا لشکر دے کر عظمت کا نشان عطا کیا آپؓ نے فرمایا:

①أَسِيْرُ بِاسْمِ الْوَاحِدِ الْمَنَّانِ ‏ جَهْرًا لِأَهْلِ الْكُفْرِ وَالطُّغْيَانِ

②أُذِيْقُهُمْ ضَرْبًا عَلَى الْأَبْدَانِ ‏ بِكُلِّ هِنْدِيٍّ مُبِيْدِ الْجَانِيْ

③أَنْصُرُ دِيْنَ الْمُصْطَفٰى الْعَدْنَانِ ‏ صَلّٰى عَلَيْهِ الْمَلِكُ الدَّيَّانِ

①میں واحد لاشریک منان کے نام سے اہل کفر و سرکشی کے سامنے برملا جاتا ہوں۔

②ان کے جسموں کو مار کر مزہ چکھاؤں گا، یہ ایک ہندی تلوار کے ضربات ہوں گے جو نافرمانوں کو ہلاک کرے گی۔

③ میں مصطفیٰ عدنانی ﷺ کے دین کی مدد کروں گا ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دور ہو۔

پھر آپؓ نے غانم بن عیاضؓ اشعری کو بلایا اور پانچ سو کا لشکر دے کر عظمت کا نشان عطا کیا، آپ نے یہ رجز پڑھا:

① اِنّیِ اِذانتسب الفوارس اشعری قِرْنٌ ھُمَامٌ فی المعامع منتری

② فَلاَقْتُلَنَّ فَوَارِسًا وَعَوَابِسًا وَاُذِیْقُھُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْاَکْبَرِ

① جس وقت شہسواروں کی نسبت کی جاتی ہے تو میں اشعری قبیلہ سے ہوں جو عالی ہمت اور گھمسان کی جنگ میں یگانہ روزگار رہیں۔

② میں غضب ناک شہسواروں کو قتل کر کے ان کو عذاب اکبر چکھاؤں گا۔

اس کے بعد آپؓ نے ابوذر غفاریؓ کو پانچ سو کا دستہ دے کر عزت و شوکت کا جھنڈا دیا، آپؓ نے کہا:

سَأَمْضِیْ لِلْعُدَاۃِ بِلَا اکْتِئَابٍ وَقَلْبِیْ لِلِقَاءِ الْحَرْبِ صَابِی

وَلِیْ عَزْمٌ اُذِلُّ بِہٖ الْاَعَادِیْ وَاَرْجُوْ الْفَوْزَ فِیْھِمْ بِالثَّوَابِ

وَاِنْ صَالَ الْجَمِیْعُ بِیَوْمِ حَرْبٍ فَاِنَّ الْکُلَّ عِنْدِیْ کَالْکِلَابِ

① میں بغیر پریشانی کے دشمن کے مقابلے پر جاتا ہوں اور میرا دل میدانِ جنگ کے لئے بے چین ہے۔

② میرا ایک عزم و ہمت ہے جس سے میں دشمن کو زیر کر کے ذلیل کرتا ہوں اور قیامت کے روز ثواب کی امید رکھتا ہوں۔

③ اور اگر کسی دن وہ سب مل کر حملہ کر دیں تو پرواہ نہیں کیونکہ میرے نزدیک یہ سب کتوں کی طرح ہیں۔

اس کے بعد دوسرے کمانڈروں کو بھی حضرت عمروؓ بن عاص نے تیار کر کے روانہ کیا۔ اُدھر مدائن سے فارغ ہو کر بعض نامور سپہ سالار بھی یہاں پہنچ گئے تھے ان میں حضرت قعقاع بن

عمرو بھی تھے۔ ان سب حضرات نے بہنساء کی طرف جانے میں وہی خوشی محسوس کی جو خوشی انہوں نے بیت المقدس پر جانے کے محسوس کی تھی، کیونکہ بہنساء بھی مصر کے علاقوں میں بہت بڑا مقدس اور بڑا تاریخی مقام تھا، حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹوں سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک بہت سارے انبیاء کا یہ علاقہ مسکن رہا تھا، صحابہ کرامؓ کے جوشیلے اشعار تو بہت تھے لیکن یہاں بہت تھوڑے نقل کیے تا کہ ملال نہ ہو، بہر حال عزت و عظمت کا یہ لشکر بہنساء کی طرف روانہ ہوا۔

لشکر کفار کی تیاری
جنگ کا تیسرا مرحلہ

صاحب فتوح العجم فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کو حضرت عمروؓ نے رخصت کیا، یہ لشکر ہمت و عظمت کی داستان لئے چل پڑا، بیوی بچے بھی ساتھ تھے، چلتے چلتے یہ لوگ مرج الکبیر مقام میں جا اترے، جو شہر الجیزہ میں واقع ہے اور اہناس و بہنساء کے قریب پڑتا ہے پھر لشکر اسلام نے اپنے جاسوسوں کو اِدھر اُدھر دوڑا دیا تا کہ حالات کا پتہ چلے۔ یہاں ایک مشہور شہر تھا جس کا نام دہشور تھا، اس کا والی ایک سردار تھا جو بڑا سرکش اور مشہور بہادر تھا، یہ شخص کہتا تھا کہ میں بہنساء کے بادشاہ جرنیل بطلیموس کا ہم پلہ ہوں، دہشور کے اس گورنر نے صحابہ کرامؓ کی آمد اور الجیزہ میں پڑاؤ کرنے کا پورا تذکرہ کر کے شاہ بطلیموس کو خط لکھا، اسی طرح اس نے اشمونین، نفط، بجاوہ، نوبہ، سوڈان، اسوان اور بربر کے گورنروں اور بادشاہوں کو مطلع کیا، چنانچہ ان گورنروں نے اس خبر میں ذاتی دلچسپی لی اور ممکن حد تک تمام افواج کو اکٹھا کیا اور صعید کا علاقہ بہنساء کی طرف امڈ آیا، لشکر کا ایک سیل رواں باجے گاجے اور طبلے سارنگی بجا بجا کر مختلف علاقوں سے لوگوں کو ساتھ ملاتا ہوا بہنساء پہنچا، سیکڑوں جنگی ہاتھی اور ہر طرح کا اسلحہ وافر مقدار میں صلیبیں اور دیگر ساز و سامان ان کے پاس تھا، بادشاہ بطلیموس نے ان کا شاندار استقبال کیا اور پھر اس طرح خطاب کیا۔

''یاد رکھو عربوں کی مثال مکھیوں کی سی ہے اگر بھگاؤ گے تو بھاگ جائیں گے ورنہ گھس جائیں گے ان کو تمہارے علاقوں کی لالچ پڑ گئی ہے اب ہمت کی ضرورت ہے میں نے قدیم کتابوں

میں پڑھا ہے کہ جب عرب بہنساء کو فتح کرلیں گے تو پھر پورا صعیدان کے ہاتھ میں آجائے گا میں خود مقابلہ کے لئے نکل جاتا لیکن مجھے خطرہ ہے کہ کسی اور طرف سے عرب بہنساء میں گھس نہ جائیں۔

بطلیموس کی یہ تقریر جب جرنیلوں نے سنی تو سب نے تسلیم کیا کہ حقیقت یہی ہے۔ پھر بطلیموس نے اپنے خاص فوج میں سے دس ہزار ایسے اشخاص کا انتخاب کیا جن کی بہادری کا بڑا چرچا تھا، بطلیموس نے ان سب پر ایک مشہور سرکش جرنیل مقرر کیا جس کا نام بریض تھا، جرنیل بریض جب اپنی فوجوں کے ساتھ چل پڑا تو دوسرے گورنروں کی فوجیں بھی حرکت میں آئیں اور سب کے سب نہایت شان و شوکت سے چل کر مقام ''بباالکبریٰ'' پہنچے وہاں کا سردار استقبال کے لئے نکل آیا اور پھر دس ہزار کا لشکر اوریس نامی جرنیل کی سرکردگی میں سے کران کے ساتھ روانہ کیا، پھر یہ لشکر اپنے آب و تاب کے ساتھ آگے بڑھتا چلا گیا اور ہر علاقے سے اپنے فوجوں کو ملاتا رہا یہاں تک کہ یہ لوگ برتشت مقام پر جا کر اترے۔

دیرِ مسیح میں حضرت ضرارؓ کی گرفتاری
جنگ کا چوتھا مرحلہ

راوی کہتا ہے جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ صحابہ کرامؓ دہشور مقام میں مقیم تھے اور جاسوسوں کو اطراف میں بھیج دیا تھا اچانک جاسوس واپس آگئے اور حضرت خالدؓ کو اطلاع دی کہ دشمن کا لشکر جرار آرہا ہے، حضرت خالدؓ نے پوچھا کہ تخمیناً کتنے لوگ ہوں گے، انہوں نے کہا کہ دو لاکھ سوار ہیں اور پچاس ہزار پیدل ہیں، بربر، نوبہ، بجاوہ، اور سوڈان اور حبش کے لوگوں پر مشتمل ٹڈی دل لشکر ہے، ان کے ساتھ تیرہ سو جنگی ہاتھی ہے، مسلمان یہ سن کر حیرت میں پڑ گئے، پھر حضرت خالدؓ نے ترغیب دلائی اور آیتیں پڑھ کر سنائیں فرمایا:

''كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝۲۴۹''

یعنی اکثر چھوٹی جماعت والے بڑی جماعت والوں پر بتائید خدا غالب آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ

صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے''۔

پھر فرمایا کہ یرموک کو یاد کرو تم نے پورا شام ان سے لے لیا ان کے سو بادشاہوں کو تم نے قتل کیا، عراق تم نے فتح کیا، مصر تم نے چھین لیا تم کیوں پریشان ہوتے ہو اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اگر تم میں سے کوئی مارا گیا تو وہ جنت میں جائے گا اور وہاں کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوگا۔ یہ سن کر سب جوش میں آ گئے۔

اس کے بعد حضرت خالدؓ نے ایک آدمی کو حضرت عمروؓ کے پاس دوڑایا جو ابھی تک مصر میں تھے اور تمام احوال سے ان کو آگاہ کیا، انہوں نے وہاں اپنا قائم مقام مقرر کر دیا اور چار ہزار لشکر لے کر حضرت خالدؓ کے پہنچ گئے، جاسوس ہر روز حضرت خالدؓ کے پاس کوئی نہ کوئی خبر پہنچاتے رہے۔

آخر ایک دن حضرت فضل بن عباسؓ اور آپ کے ساتھ اہل بیت کے چند افراد اور دیگر نوعمر جوانوں نے مل کر جنگ کی تیاری کی ان میں عبدالرحمن بن ابی بکرؓ اور عبداللہ بن عمرؓ بھی تھے ان کو دیکھ کر چار سو اولاد صحابہؓ تیار ہوئے اور ایک ہزار چھ سو مختلف لوگ تیار ہو گئے۔ چنانچہ ان سب نے عظمت کی تلواریں سونت لیں اور شوکت کے جھنڈوں کو حرکت دے دی اور سیدھے دیر مسیح پہنچے، ابھی یہ حضرات وہاں اترے تھے کہ اتنے میں آسمان تک غبار اٹھتا ہوا نظر آیا اور اس کے نیچے سے دس ہزار لشکر کفار صلیب بردار نمودار ہوا اور کسی تامل کے بغیر مسلمانوں پر حملہ آور ہوا۔

ادھر عجیب افسوسناک بات یہ پیش آئی کہ حضرت ضرارؓ اپنے خاص دو سو کے دستے کے ساتھ پہاڑی راستے سے جا رہے تھے وہ راستہ بھول گئے تھے اور اچانک ان کا آمنا سامنا کفار کے لشکر سے ہوا، ان کا یقین ہو گیا کہ بس اب موت ہے پھر فرمایا: ''**لَا فِرَارَ مِنَ الْمَوْتِ**'' یعنی موت سے فرار ناممکن ہے اتنے میں کفار اشرار نے چاروں طرف سے ان پر حملہ کیا، حضرت ضرارؓ اور ان کے ساتھی شریف زادوں کی طرح لڑے اور ہر مصیبت پر صبر کیا، ہر طرف سے آپ کفار کا دفاع بھی کرتے تھے اور ان پر حملے بھی کرتے تھے، آپ کے ساتھیوں میں سے

ایک جماعت شہید ہوگئی اور آپ کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی جس کی وجہ سے آپ گر گئے اور کفار نے آپ کو قید کرلیا اور فوراً اپنے مرکز کی طرف روانہ کیا آپ کے تمام ساتھیوں کو بھی قید کر لیا صرف عبدالرحمن بن ابی بکرؓ کا ایک غلام بچ نکلا اور آکر حضرت خالدؓ اور حضرت عمرو بن العاصؓ کو اطلاع دے دی وہ بہت غمگین ہوئے اور پھر مسیب بن نجیہ فزاریؓ اور حضرت رافع بن عمیرہ طائیؓ نے اپنے ساتھ ایک ہزار کا لشکر لے لیا اور دشمن کے تعاقب میں نکلے، انہوں نے رہنمائی کے لئے الجیرہ کا ایک نومسلم اپنے ساتھ لیا اور جا کر راستہ میں کمین گاہ میں بیٹھ گئے۔

ابھی تک کفار آگے نہیں نکلے تھے حضرت خولہؓ نے بھی بے پردہ ہو کر اسلحہ زیب تن کیا اور حضرت خالدؓ سے اجازت مانگی آپ نے ان کو اجازت دے دی۔ مجمل کچھ رکے یہ غضب ناک شیر اپنے شکار کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں کفار آگئے، حضرت ضرارؓ کے ہاتھوں کو کندھوں سے باندھا ہوا تھا جس سے ان کو بڑی تکلیف ہو رہی تھی اور آپ سوز و گداز سے اشعار پڑھ رہے تھے جن کے چند اشعار یہ ہیں: ؎

① أَلَا بَلِّغَا قَوْمِيْ وَخَوْلَةَ أَنَّنِيْ — أَسِيْرٌ رَهِيْنٌ مُوْثَقُ الْيَدِ بِالْقَيْدِ

② فَيَا قَلْبُ مُتْ هَمًّا وَحُزْنًا وَحَسْرَةً — وَيَا دَمْعُ عَيْنِيْ كُنْ مَعِيْنًا عَلَى خَدِّيْ

③ فَلَوْ أَنَّ أَقْوَامِيْ وَخَوْلَةَ عِنْدَنَا — لَأَلْزِمْ مَا كُنَّا عَلَيْهِ مِنَ الْعَهْدِ

① اے میرے دو ساتھیو! میری قوم اور پھر خولہ کو یہ خبر دے دو کہ میں قید میں ہوں اور مضبوط قید میں دست بستہ پڑا ہوں۔

② اے دل تو غم اور حسرت میں مر جا اور اے آنسو تم میرے رخسار پر جاری چشمہ بن جا۔

③ اے کاش اگر میری قوم اور خولہ ہمارے پاس ہوتی تو ہم شہادت کو لازم پکڑتے جس کا ہم نے وعدہ کیا ہے۔

یہ سن کر حضرت خولہ نے کمین گاہ سے آواز دی کہ اللہ نے تیری دعا قبول کر لی میں خولہ موجود ہوں، یہ کہہ کر خولہ نعرہ تکبیر بلند کیا اور کفار پر حملہ کر دیا، حضرت رافعؓ نے بھی تکبیر کہی اور حملہ آور

ہوئے، گھوڑوں نے بھی ہنہنا کر تکبیر کا اظہار کیا اور لشکر اسلام نے چاروں طرف سے لشکر کفر کو اپنے نرغہ میں لے لیا، ابھی ایک گھنٹہ نہیں گذرا تھا کہ سب کفار مارے گئے اور حضرت ضرارؓ رہا ہو گئے، کفار کا سارا سامان اور گھوڑے مال غنیمت کے طور پر لا کر حضرت عمروؓ کے سامنے پیش کئے گئے، یہ علاقے میں پہلا مال غنیمت تھا، کفر کے بڑے سرغنے مارے گئے تو میں نے کہا:

أَسْرُ الْمُلُوْكِ وَ قَتْلُهَا وَ قِتَالُهَا مِنْ عَهْدِ عَادٍ كَانَ مَعْرُوْفاً لَنَا

یعنی بادشاہوں سے لڑنا انہیں قید وقتل کرنا قدیم زمانے سے ہمارے جانے پہچانے کارنامے ہیں۔

دیر مسیح میں شدید معرکہ
جنگ کا پانچواں مرحلہ

دوسری طرف دیر مسیح کے میدان کارزار میں فضل بن عباسؓ اور ان کے ساتھی شریف زادوں کی طرح دشمن کی ٹڈی دل لشکر کا برابر مردانہ وار مقابلہ کر رہے تھے اور دیکھتے ہی دیکھتے عظیم ہولناک معرکہ برپا ہوا، غبار جنگ سے آسمان کے کنارے سیاہ ہو گئے، گھمسان کی لڑائی جاری تھی، گردنیں کٹ رہی تھیں خون کی ندیاں بہہ رہی تھیں، بہادروں کے جوشیلے نعرے لگ رہے تھے، گلشن اسلام کے بلبل صرف تکبیروں کی وجہ سے پہچانے جاتے تھے کہ زندہ ہیں ورنہ وہ کفار کے لشکر کے بیچ میں غائب تھے۔ حضرت فضل بن عباسؓ چاروں طرف سے لڑ رہے تھے کبھی میمنہ کو میسرہ تک بھگایا کبھی میسرہ کو میمنہ تک بھگایا، اسلامی جھنڈا آپ کے ہاتھ میں تھا اور آپ کے ساتھ دوسرے اہل بیت بہادری سے لڑ رہے تھے، حضرت سلیمان بن خالدؓ اور دوسرے بہادر اس طرح لڑے کہ خون کے لوتھڑے ان کے بدن اور ان کی زرہوں پر ایسے جم گئے جیسے کلیجہ کے ٹکڑے ہیں۔

طلوع آفتاب سے لے کر غروب آفتاب تک یہ شدید معرکہ جاری رہا، رومیوں کے بہت زیادہ لوگ مارے گئے تھے، پھر حضرت فضل بن عباسؓ نے ان کے جرنیل پر حملہ کیا جو سوار تھا گویا کہ سونے کا پہاڑ ہے، آپؓ نے ان کے سینہ میں نیزہ مارا جو پشت کی طرف سے جا نکلا اور ڈھیر

ہو گیا، اس کو دیکھ کر کفار اشرار مزید بھڑک اٹھے اور مسلمانوں پر شدید حملہ کیا چالیس مسلمان شہید ہو گئے اور تین سو کفار مارے گئے اور اب مسلمان صرف خیال کر رہے تھے کہ بس موت یقینی ہے اتنے میں اسلام کے سپاہی اور دین کے شیدائی شیروں کی طرح غراتے ہوئے غبار اڑاتے ہوئے اسلامی جھنڈے لہراتے ہوئے آپہنچے، سب سے پہلے حضرت مقداد بن اسودؓ تھے اور پھر زیادؓ اور پھر حضرت قعقاع بن عمروؓ اور پھر شرحبیل بن حسنہؓ یہ کل تقریباً دو ہزار سپاہی تھے ،حضرت مقداد نے فوراً افواج کفار پر حملہ کر کے اندر گھس گئے اور کئی اشعار پڑھے جن میں سے دو یہ ہیں:

① اَلَا اِنَّنِی الْمِقْدَادُ اَکْبَرُ صَائِلٍ ۔۔۔ وَسَیْفِی عَلَی الْاَعْدَاءِ اَطْوَلُ طَائِلٍ

② اِذَا اشْتَدَّتِ الْاَهْوَالُ کُنْتُ اَمَامَهَا ۔۔۔ وَاَضْرِبُ بِالسُّمْرِ الطِّوَالِ الذَّوَابِلِ

① خبردار میں بڑا حملہ آور مقداد ہوں، میری تلوار دشمنوں پر بہت لمبی ہے۔

② جب سخت جنگ ہوتی ہے تو میں آگے آگے ہوتا ہوں اور عمدہ لچکدار گندم گوں نیزہ سے وار کرتا ہوں۔

پھر اپنے دشمن کے لشکر میں ہر طرف سے تباہی مچادی اور صفوں کی ترتیب برباد کردی۔

اس کے بعد حضرت قعقاعؓ حملہ کر کے کفار کے لشکر میں گھس گئے اور کہا:

اَنَا الْهُمَامُ الْفَارِسُ الْقَعْقَاعُ ۔۔۔ لَیْثٌ هُمَامٌ ضَیْغَمٌ مُطَاعٌ

یعنی میں سردار شہسوار قعقاع ہوں، زبردست شیر ہوں کہ سب شیر میرے زیردست ہیں۔

ان کے بعد حضرت شرحبیل بن حسنہؓ آگے بڑھ کر حملہ آور ہوئے، آپ نے بھی رجز کے کئی اشعار پڑھے، گلشن محمدی کے یہ عقاب پے در پے زاغان کفر پر جھپٹ پڑے زیاد تو کفار کے جرنیل کے تاک میں تھا جو بب الکبری کا گورنر بھی تھا، آپ نے اس پر حملہ کیا اور تلوار کے ایک ہی وار سے اس کی گردن اڑادی جس سے لشکر اسلام میں اللہ اکبر کے وہ نعرہ بلند ہوئے جس سے زمین ہل گئی اور پہاڑ لرز اٹھے، اب تو ہر اسلامی سپہ سالار نے اپنے مقابل جرنیل پر حملہ

کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے کفار بھاگ نکلے اور مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور قید کرنا اور مارنا شروع کر دیا ادھر سے کفار بھاگ رہے ہیں اور ادھر سے حضرت ضرارؓ آ رہے ہیں، مسلمانوں کی آپس میں ملاقات ہوئی علیک سلیک ہوئی، یہ لوگ حضرت ضرارؓ کی گرفتاری سے بے خبر تھے اب پوری تفصیل معلوم ہوئی۔

اُدھر حضرت خالدؓ پریشان ہوئے کہ فضل بن عباسؓ نے بہت دیر کر دی، چنانچہ اس نے چند آدمیوں کو حالات معلوم کرنے کے لئے بھیجا تو اس طرف سے یہ لوگ خوشی خوشی واپس آ رہے تھے، چھ سو کفار قیدی اور مال غنیمت ساتھ تھا تب جا کر حضرت خالدؓ کے سامنے سب کچھ پیش کر دیا، سب مسلمان خوش ہوئے اور اللہ کا شکر ادا کیا، سچ ہے:

خَلَقَ اللّٰہُ لِلْحُرُوْبِ رِجَالاً وَرِجَالاً لِقَصْعَةٍ وَّثَرِیْد

دھوکہ دہی کا انجام
جنگ کا چھٹا مرحلہ

لشکر کفار جب پسپا ہو کر اپنے مرکز میں پہنچا تو کفار کے بڑے جرنیل اور ذمہ دار افراد بہت غمگین ہوئے اور پھر بھرپور تیاری کر کے مسلمانوں کے مقابلے کے لئے نکل آئے ہر قسم کے اسلحہ سے لیس اور ہر قسم کے جوش دلانے والے سامان گاجے باجے اور طبلے بجا بجا کر رنگ برنگ جھنڈے اٹھا کر اونٹوں اور گھوڑوں پر سوار ہو کر سیلاب کی طرح مسلمانوں پر چڑھ دوڑے، مسلمانوں نے کل کے معرکے میں کامیابی حاصل کی تھی لیکن آج بھی میدان جنگ سے غافل نہ تھے اور انتظار میں تھے کہ اتنے میں جاسوس آ گئے اور نعرے لگائے

"اَلنَّفِیْرُ النَّفِیْرُ یَا خَیْلَ اللّٰہِ اِرْکَبِیْ وَفِی الْجَنَّةِ اِرْغَبِیْ"

نکلو، نکلو۔ اے اللہ تعالیٰ کے شہسوار و سوار ہو جاؤ اور جنت کی طرف بڑھو۔

گلشن اسلام کے سپاہیوں نے ایک دم اسلحہ زیب تن کیا، اسلامی جھنڈے اٹھائے اور بڑے بڑے بہادر سامنے آئے لشکر کی صف بندی ہو گئی، فضل بن عباسؓ اور اہل بیت نے پوزیشن

سنبھال لی، زبیر بن عوامؓ، قعقاع بن عمروؓ، مقداد بن اسودؓ، ہاشم بن مرقالؓ، ابوذر غفاریؓ، غانم بن عیاضؓ، خالدؓ بن ولیدؓ، عبداللہ بن عمرؓ، اور عبدالرحمن بن ابی بکرؓ جیسے شاہینوں نے لشکر اسلام کو زینت بخشی اور میدان کارزار میں تیار کھڑے ہو گئے اور اپنے رب کے ساتھ لو لگائے ہوئے گڑگڑانے لگے اور نصرت و مدد کی خوب دعائیں مانگی۔

ادھر سے کفار اپنے آب و تاب کے ساتھ گڑگڑا کر ہر قسم عَدَدی اور عُدَدی قوت کے ساتھ میدان میں اتر آئے، ایک طرف توحید کے زمزمے اور صدائیں بلند ہوئیں اور دوسری طرف شرک و کفر کے نعرے اٹھے، حق و باطل کے دونوں فریق ایک دوسرے کے بالکل قریب ہو گئے لشکر کفار نے جب گلشن محمدی کے شیروں کو دیکھا تو اللہ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور وہ رک گئے، پھر ان کے لشکر سے ایک دیوہیکل جرنیل باہر نکل آیا اور گھور گھور کر مسلمانوں کو دیکھا، ان کے سامنے ایک نصرانی عربی کھڑا تھا جو کہہ رہا تھا، اے عرب! اپنے امیر اور جرنیل کو بادشاہ سے مذاکرات کے لئے بھیج دو، حضرت خالدؓ جانے لگے لیکن حضرت مقدادؓ نے آپ کو روکا اور خود چلے گئے، جب حضرت مقداد ان کے سامنے کھڑے ہو گئے تو اس شیطان نے کہا کہ میں امیر کے علاوہ کسی سے گفتگو نہیں کروں گا، اگر تمہارا امیر مجھ سے ڈرتا ہے تو میں اسلحہ رکھ دوں گا، حضرت مقداد ہنس پڑے اور فرمایا بدبخت ہم ڈرنے والے نہیں ہیں ہم نے اپنی جانیں اللہ پر بیچ دی ہیں میں اکیلا تم سب کے لئے کافی ہوں لیکن خیر امیر آجائے گا اب بتاؤ کون سا امیر مانگتے ہو کیونکہ ہمارے اس وقت دو امیر ہیں ایک امیر عام ہیں دوسرا امیر الحرب ہیں، اس نے کہا نام بتاؤ، آپؓ نے فرمایا ایک کا نام عمرو بن العاصؓ ہیں دوسرے کا نام خالد بن ولیدؓ ہیں، اس نے کہا خالد کو بھیج دو میں ان کے بڑے عجائبات سنے ہیں، کافر ملعون کا خیال یہ تھا کہ حضرت خالدؓ کو قابو میں کر کے مار ڈالیں گے تو سارے عرب بھاگ جائینگے اور میرا نام ہو جائے گا، جب حضرت مقدادؓ واپس آئے تو حضرت خالدؓ نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ کافر نے مجھے بلایا ہے میں جاؤں گا اگر اس نے دھوکہ کرنا چاہا تو انشاء اللہ میں اس کو قتل کر دوں گا۔

بعض کمانڈروں نے حضرت خالدؓ کا دامن پکڑ کر روکا لیکن آپؓ نہ رُکے اور زرہ پہن کر لوہے کی ٹوپی سر پر رکھ کر تلوار لے کر چل پڑے اور کافر کے سامنے کھڑے ہو گئے، کافر غدار نے تلوار سونت لی تا کہ ان پر حملہ کر دے، لیکن خالدؓ نے شیر کی طرح گرجدار آواز سے کہا او جرنیل! میں خالد ہوں پوچھو کیا چاہتے ہو لیکن یاد رکھو کہ مت کرو کیونکہ ہم تدبیروں کے جڑ ہیں۔

بولص: تم لوگ ہمارے نزدیک سب سے کمزور تھے، تم اپنے ہاں قحط میں مبتلا تھے، پھر شام وغیرہ علاقوں کو فتح کر کے گوشت گندم کھا کر مست ہو گئے، ہم دوسروں کی طرح نہیں ہیں، اب ہم سے کچھ تھوڑا سامان لے کر واپس ہو جاؤ خون بہانا اچھا کام نہیں ہے۔

خالدؓ: اے نصرانیت کے کتے! اور اے معمودیہ کے پانی میں ڈوبے ہوئے خسیس انسان! ہمارے پاس اللہ تعالیٰ نے ایک نبی بھیجا ہے ان کی وجہ سے ہم ہر گمراہی سے نجات پا چکے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں سے ملکوں کو فتح کرایا، اب ہم تمہاری خیرات کے محتاج نہیں اللہ نے تمہارے مال، تمہاری بیویاں اور تمہارے بچے ہمارے لئے حلال کئے ہیں، یہاں تک کہ تم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کر لو اگر یہ نہیں تو پھر ذلت کے ساتھ جزیہ ادا کرو، اگر یہ نہیں تو تلوار خود فیصلہ کر دے گی صلح سے ہمیں جنگ زیادہ محبوب ہے اگر تمہارا خیال یہ ہے کہ ہم تمہارے ہاں سب سے زیادہ ذلیل ہیں تو یاد رکھو تم ہمارے نزدیک کتوں کی طرح ہو ہمارا ایک تمہارے ہزار کا مقابلہ کرتا ہے تم نے جو گفتگو کی ہے یہ صلح کا انداز نہیں ہے اگر تمہارا یہ خیال کہ اکیلے میں مجھے مار دو گے تو یہ خیال محال ہے اور اگر لڑنا چاہتے ہو تو میں حاضر ہوں اور تیرا بہترین ہمسر ہوں۔"

یہ سن کر بولص اپنے زین پر کھڑا ہو گیا اور تلوار کھینچ کر حضرت خالدؓ کو اس کی زین پر کمر بند سے پکڑا اور اپنے ساتھیوں کو مدد کے لئے پکارا جلدی کرو یہ عرب کا سردار ہے مسیح نے میرے قبضے میں کر دیا ہے اب اس کو کاٹ دو، دو سو سردار ایک دم حضرت خالدؓ پر ٹوٹ پڑے، حضرت خالدؓ نے جب یہ دیکھا تو اپنے گھوڑے کو ڈپٹ کر اور شیر کی طرح جھپٹ کر ایسی جست ماری کہ

اپنے آپ کو بولص کے قبضے سے چھڑا لیا، رومی چاروں طرف سے آپ کو گھیرے میں لئے ہوئے تھے اور بولص زور زور سے کہہ رہا تھا بدبختو! ان کو جلدی پکڑ لو کہیں بھاگ نہ جائیں۔

حضرت خالدؓ دائیں بائیں اندھا دھند تلوار چلا رہے تھے اور رومی فوج درفوج آپ پر جمع ہو رہے تھے، ادھر حضرت فضل بن عباسؓ، حضرت عمروؓ، حضرت ضرارؓ اور دیگر ابطال المسلمین ایک ٹیلہ سے دیکھ رہے تھے، جب انہوں نے دیکھا کہ کفار نے دھوکہ کیا ہے تو شیروں کی طرح دھاڑتے گرجتے ہوئے حضرت خالدؓ کی مدد کے لئے دوڑ پڑے، سب سے پہلے حضرت ضرار اپنی گرجدار آواز سے یہ اشعار پڑھتا ہوا پہنچ گیا:

① عَلَیکَ رَبّی فِی الْاُمُوْرِ الْمُتَکَلُ — اِغْفِرْ ذُنُوْبِیْ اِنْ دَنَا مِنِّیَ الْاَجَلُ

② اَنَا ضِرَارُ الْفَارِسُ الْقَرْمُ الْبَطَلُ — بَاغٍ عَلَی الْاَعْدَاءِ اَضْحی الْمُتَّصِلُ

① اے میرے پروردگار! میں ہر کام میں تجھ ہی پر بھروسہ کرتا ہوں، اگر میری موت قریب آئی ہے تو میرے گناہوں کو معاف فرما۔

② میں ضرار، شہسوار اور عظیم دلیر کارزار ہوں، دشمن پر پے در پے متصل حملے کرنے والا ہوں۔

حضرت ضرارؓ نے سب سے پہلے بولص پر حملہ کیا آپ کے جسم پر نہ زرہ تھی نہ قمیص تھی چھٹے ہوئے شیر کی طرح دھاڑ رہے تھے اور بہادران اسلام آپ کے پیچھے تھے، آپؓ نے جب تلوار لہرائی تو بولص کانپنے لگا اور خالدؓ سے کہنے لگا کہ مجھے اس شیطان سے بچاؤ اور تم خود مجھے قتل کردو مجھے اس کی شکل سے نفرت ہے خالدؓ نے فرمایا تجھے یہی شخص قتل کرے گا یہ وردان کا قاتل ہے یہ بڑے بڑے جرنیلوں کو ہلاک کرنے والا ہے، رحمٰن کے منکر اور صلبان کے پجاریوں کا یہی خاتمہ کرنے والا ہے۔

اتنے میں ضرار نے تلوار کو حرکت دی اور للکار کر کہا، اے اللہ کے دشمن! کیا صحابی رسول ﷺ کے ساتھ دھوکہ کرنے نے تجھے بچا لیا؟ پھر آپ نے تلوار تول لی کہ وار کریں لیکن خالدؓ نے فرمایا: ذرا صبر کرو! ہر صحابی چاہتا تھا کہ وہ اس کو قتل کرے لیکن حضرت ضرارؓ نہ رکے اور اس کو زین سے

گھسیٹ کر زمین پر پٹخ دیا اس نے نیچے سے ہاتھ اٹھا کر امن کی درخواست کی، حضرت خالدؓ نے فرمایا اے رومی کتے! امن تو امن کے مستحق کو دیا جاتا ہے تم نے دھوکہ سے ہم کو قتل کرنا چاہا اللہ نے ہمیں بچایا۔

"وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ﴿۵۴﴾"

اللہ کی تدبیر سب سے اچھی ہے۔

حضرت ضرارؓ نے جب یہ اشارہ دیکھا تو کافر غادر بولص کی کنپٹی پر تلوار سے ایسی ضرب لگائی کہ سر گردن سے اچھل کر دور گر پڑا اور دشمن خدا اپنے گرم خون میں لت پت ٹھنڈا ہو گیا اور راقم الحروف نے کہا:

مِنْ عَهْدِ عَادٍ كَانَ مَعْرُوْفاً لَنَا   أَسْرُ الْمُلُوْكِ وَ قَتْلُهَا وَ قِتَالُهَا

یعنی بادشاہوں سے لڑنا انہیں قید و قتل کرنا قدیم زمانے سے ہمارے جانے پہچانے کارنامے ہیں۔

مرج دہشور میں صحابہؓ کی بہادری

جنگ کا پہلا مرحلہ

علامہ یاقوت حموی معجم البلدان ج ۲ ص ۹۲ ۴ پر فرماتے ہیں کہ دھشور دریائے نیل کے مغربی کنارے پر واقع بہت بڑا شہر تھا اور علاقہ جیزہ میں مصر کے عملداری میں داخل تھا۔

صاحب فتوح العجم فرماتے ہیں کہ بولص کے قتل کے بعد رومیوں نے ہاتھیوں کی مدد سے ایک ساتھ بھرپور حملہ کیا، غبار جنگ اٹھا اور پردہ صلح پھٹا بڑے بڑے بہادر میدان میں اتر آئے صفیں درست ہو گئیں نعرے بلند ہونے لگے تلواروں کی جھنکار شروع ہو گئی، گھوڑے طمطراق کے ساتھ دوڑنے لگے، سوڈانیوں نے بڑبڑانا شروع کر دیا، نیزوں کے شرارے اٹھنے لگے اور جنگ کے شعلے بھڑکنے لگے، نوبہ، بجاوہ اور بربر کے لوگوں نے لشکر کو مرتب کر کے حملہ کر دیا۔ ادھر سے گلشن محمدی کے سپاہیوں نے نہایت عظمت اور وقار سے ان کا مقابلہ کیا، حضرت خالدؓ کبھی ان کے میمنہ پر حملہ کرتے کبھی میسرہ پر جا گرتے اور کبھی بجلی کی طرح قلب لشکر میں جا گھستے

اسی طرح زبیر بن عوامؓ اور عمرو بن العاصؓ اور فضل بن عباسؓ نے بڑھ چڑھ کر حملے کئے، حضرت قعقاعؓ اور غانم بن عیاضؓ نے شجاعت کے جوہر دکھائے اور ساتھ میں عورتوں اور بچوں کا مکمل دفاع کیا۔

عبدالرحمن بن صدیق رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی بہادری جنگ کا دوسرا مرحلہ

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت ہاشمؓ نے الگ ہو کر کفار کے ایک ہزار کی جماعت پر حملہ کر دیا اور ان میں اندر تک گھس گئے، اس دستہ میں کفار کا ایک مشہور جرنیل موجود تھا جس کا نام عرفان تھا اس نے آگے بڑھ کر صلیب کو بوسہ دیا اور پھر اپنے بہادروں سے کہا ان لوگوں پر حملہ کر دو، چنانچہ ایک ہزار لشکر نے محمدی کھچار کے تین شیروں کو اپنے نرغے میں لے لیا، صدیقؓ کے بیٹے نے عرفان کو تاڑ لیا اور ایک دم اس پر حملہ کر دیا، نیزہ بازی ہوئی اور پھر شمشیر زنی ہوئی، دیر تک دونوں جوہر شجاعت دکھاتے رہے کہ اچانک صدیقؓ کے بیٹے نے اس کے سینے میں تلوار ماردی وہ ادھر ڈھیر ہو گیا لیکن باقی رومی ایک ساتھ عبدالرحمنؓ اور ان کے دوساتھیوں پر ٹوٹ پڑے، اب ہر ایک صحابی اپنے کام میں مشغول تھا ہر ایک کو بس اپنی فکر تھی، حضرت عبدالرحمٰن دائیں بائیں اندھا دھند تلوار چلاتے رہے، آپ کے دائیں ہاتھ کو زخم لگا اور خون سے بدن لت پت ہو گیا، آپؓ نے تلوار بائیں ہاتھ میں تھام لی اور لڑتے رہے، حضرت ہاشمؓ کو ہاتھ اور چہرے میں گیارہ زخم آئے اور آپ چہرے سے خون بار بار صاف کرتے رہے اور لڑتے رہے، عبداللہ بن عمرؓ کے ہاتھ میں چھ گہرے زخم آئے تھے، ان تینوں حضرات نے یقین کر لیا کہ بس اب موت پہنچ گئی ہے۔

اُدھر گھمسان کی لڑائی میں فضل بن عباسؓ اور آپ کے ساتھی برابر لڑتے رہے اور دائیں بائیں حملے کرتے رہے یہاں تک کہ وہ حضرات ان تین شیروں تک پہنچ گئے، فضل بن عباسؓ نے دیکھا کہ رومیوں نے عبدالرحمن بن ابی بکرؓ کے گھوڑے کو مار ڈالا ہے اور آپ پر گھیرا

تنگ کررہے ہیں ان بیس نوجوانوں نے اس شہسوار کو قتل کیا جو عبدالرحمن کے اوپر مسلط تھا، حضرت عبدالرحمن فوراً اس کافر کے گھوڑے پر سوار ہوئے اور پھر لڑنا شروع کیا۔ حضرت ابن عمرؓ دائیں بائیں تلوار چلارہے تھے اور آپ کے ہاتھ سے فوارے کی طرح خون جاری تھا، یہ شیر لڑتے لڑتے آگے بڑھے اور کفار کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کیا۔

ادھر رومیوں کے ایک دستے نے سوڈانیوں کی مدد سے لشکر اسلام کے اس حصے پر حملہ کردیا جہاں عورتیں اور بچے تھے وہاں متعین ہمدان کے لوگ جم نہ سکے اور وہ پسپا ہوگئے، حضرت ابوہریرہؓ اور آپؓ کا بیٹا عبداللہ اور مالک نخعیؓ آوزیں دے رہے تھے کہ اے مسلمانو! کیا موت سے بھاگتے ہو؟ کل حضور ﷺ کو کیا عذر پیش کروگے؟ کیا تم لوگ عربوں کے لئے عار و شرم کا باعث بننا چاہتے ہو؟ یاد رکھو جنت تلواروں کے سائے تلے ہے، ان کی آواز کی کسی نے پرواہ نہ کی اور بھاگتے بھاگتے حضرت عیاضؓ، عورتوں اور بچوں تک پہنچ گئے عورتوں نے جب ان لوگوں کو دیکھا تو ڈنڈوں، پتھروں اور سخت جملوں سے ان کی اسی طرح تواضع کی جس طرح یرموک کے ایک مرحلہ میں کی تھی۔ اب حضرت خولہؓ باپردہ ہوکر میدان میں نکل آئیں اور اس طرح لڑائی لڑی کہ باید و شاید۔ یہ کیفیت جاری تھی کہ محمدی کھچار سے پانچ سو شیر آموجود ہوئے اور کفر کی لومڑیوں کو دبوچنا شروع کیا، یہ معرکہ صبح سے عصر تک برابر جاری رہا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے مدد اتاردی اور حضرت مفرج فزاریؓ نے آکر ہاتھیوں میں بڑے ہاتھی کی آنکھ میں نیزہ مارا، یہ ہاتھی چار سو ہاتھیوں کی کمان کررہا تھا اس زخم کی وجہ سے یہ ہاتھی بری طرح بھاگا اور اس کے پیچھے چار سو ہاتھی بھاگ نکلے اور اپنے سواروں کو زمین پر گراکر روند ڈالا۔

حضرت مفرجؓ نے اپنی قوم کو آواز دی کہ ہاتھیوں کو مارو چنانچہ ان لوگوں نے ایک سو ساٹھ ہاتھیوں کو مار ڈالا اور باقی بھاگ گئے، گھمسان کی یہ لڑائی جاری تھی کہ رات نے دونوں فریقوں پر پردہ ڈالا اور لوگ اپنے اپنے مرکز کی طرف واپس ہوگئے مسلمانوں نے اپنے شہیدوں کو تلاش کیا تو دوسو چالیس افراد شہید ہوچکے تھے اور کفار کے پانچ ہزار آدمی واصل

جہنم ہو گئے تھے سچ ہے۔

خَلَقَ اللّٰہُ لِلْحُرُوْبِ رِجَالاً وَرِجَالاً لِقَصْعَةٍ وَّثَرِیْد

مرج دہشور میں حق و باطل کا عظیم معرکہ
جنگ کا تیسرا مرحلہ

قیس بن علقمہ فرماتے ہیں کہ میں نے شام مصر اور فارس کے سارے معرکے دیکھے ہیں لیکن مرج دہشور میں جو جنگ میں نے دیکھی ہے اس کی کوئی نظیر نہیں تھی۔

راوی فرماتے ہیں کہ مسلمانوں نے رات گزار دی، اپنے شہداء کو وہیں صحرا میں دفنایا اور زخمیوں کی مرہم پٹی کی، ابھی صبح کی نماز ختم نہیں ہوئی تھی کہ ادھر سے رومی اور سوڈانی ٹڈی دل لشکر نمودار ہوئے، ان کی فوج ڈھائی لاکھ انسانوں پر مشتمل تھی، پچاس ہزار پیدل اور دو لاکھ سوار صف در صف کھڑے تھے، ہر صف چالیس ہزار فوجیوں پر مشتمل تھی، اب اس کی عمومی کمانؒ بطرس نامی جرنیل کے ہاتھ میں تھی یہ شخص بڑا بہادر اور سرکش آدمی تھا، اس نے اپنی فوج سے کہا کہ بس آج کا دن ہے اگر تم غالب ہو گئے تو ٹھیک ورنہ صعید تک تم کو پیر جمانے کی جگہ نہیں ملے گی۔

ادھر حضرت خالدؓ لشکر اسلام میں گھوم گھوم کر ترغیب دے رہے تھے اور جہاد پر ابھار رہے تھے، آپؓ نے فرمایا یاد رکھو آج کا دن ہے اگر کفر کی یہ شوکت ٹوٹ گئی تو کفار کو کہیں سر چھپانے کی جگہ نہیں ملے گی، کندھوں سے کندھے ملائے رکھو اور جب تک میں حکم نہ دوں حملہ مت کرو صبر کرو اور بھاگو نہیں کیونکہ بھاگنے میں جہنم ہے۔ پھر حضرت خالدؓ نے فرمایا کوئی ہے جو کفار کی فوج کی خبر ہم کو لا کر دے۔

حضرت فضل بن عباسؓ چل پڑے جب دیکھا تو زمین کفار سے بھری ہوئی تھی جھنڈے ایسے تھے جیسے چیل اور گدھ کے پر، فوج اس طرح مزین تھی جیسے سونے کا بازار ہے۔ اچانک کفار نے حضرت فضلؓ کو دیکھا اور تیس (۳۰) آدمیوں نے آپ کا پیچھا کیا آپؓ نے بھاگنے کی صورت بنائی جب دشمن کے تیس آدمی خوب میدان میں آ گئے تو آپ نے گھوڑا موڑ کر نیزہ

ایک شہسوار کو مارا پھر دوسرے کو پھر تیسرے کو مارا، یہاں تک کہ بیس (۲۰) سرداروں کو آپؓ نے قتل کیا۔ اس سے کفار کے دلوں میں رعب بیٹھ گیا، آپؓ جب واپس آئے تو صحابہ نے فرمایا کہ آپ کو اکیلے نہیں لڑنا چاہیئے تھا، آپؓ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ سے شرم آئی کہ میں بھاگنے کی صورت اختیار کروں، میں نے مقابلہ کیا اور جان لو کہ یہ لوگ ہمارے لئے مال غنیمت ہیں۔ پھر حضرت خالدؓ نے اسلام کی بہادر ماؤں کو نصیحت کی کہ بھاگنے والوں کو مارا کرو اور واپس جانے پر ہر طرح مجبور کیا کرو جس طرح یرموک میں آپ نے کیا تھا عورتوں نے کہا کہ ہم تو آگے جا کر لڑنے کیلئے بھی تیار ہیں ہم تو چاہتی ہیں کہ رومیوں اور سوڈانیوں کو خوب ماریں، پھر حضرت خالدؓ مردوں کے بیچ میں آ گئے اور ترغیب دی۔ آپؓ نے فرمایا:

"یاایّھا النّاس اُنصر اللہ یَنصُرکُم"

یعنی تم اللہ کے دین کی مدد جہاد کے ساتھ کرو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائے گا۔

تیر ایک ساتھ پھینکا کرو تو کوئی نہ کوئی لگ ہی جائے گا۔

ادھر جب رومیوں اور سوڈانیوں نے دیکھا کہ مسلمان تیار ہو گئے ہیں تو انہوں نے بھی مزید تیاری کر کے آگے بڑھنے کا حکم دے دیا، اس طرف سے کفر و شرک اور صلیب سے مدد کی چیخ و پکار تھی اور اس طرف سے کلمہ توحید اور عزت و عظمت اور وقار تھا۔

اتنے میں لشکر کفار سے ایک لاٹ پادری نکل آیا اور کہا اے عرب مذاکرات کے لئے اپنا امیر بھیج دو، حضرت خالدؓ آگے بڑھے، راہب نے کہا تم لوگوں نے یہاں آ کر بڑی جرأت کی ہے یہاں سے کوئی زندہ بچ کر واپس نہیں گیا ہے، اب بادشاہ نے مجھے بھیجا ہے تو میں تم کو بتاتا ہوں کہ تم مقابلہ نہیں کر سکتے ہو لہٰذا عام فوجی کو ایک عمامہ اور ایک دینار اور آپ کو سو دینار اور سو عمامے اور آپ کے بڑے امیر کو دس ہزار دینار اور اتنے ہی کپڑے اور عمامے دیں گے اور تم واپس ہو جاؤ۔

حضرت خالدؓ نے فرمایا کہ باتیں تین ہیں: ① اسلام قبول کر لو ② یا جزیہ ذلت کے ساتھ۔ ③ یا جنگ، باقی دینار اور کپڑے عمامے یہ تو ہمارے لئے مال غنیمت ہیں اس کو ہم

خود لے لیں گے آپ کو دینے کی ضرورت نہیں بلکہ ہم تمہاری زمین اور حکومت بھی چھین لیں گے۔راہب نے جا کر بطلیموس اور دیگر کمانڈروں کو بتایا تو وہ غصے ہوئے اور پھر اطراف کے گورنروں کو اکٹھا کر کے حملہ آور ہوئے، جب لشکر اسلام نے اس کو دیکھا تو ایک دوسرے کو بیدار کر کے ترغیب دی اور "اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ" آیت پڑھ کر سنائی، اکابر صحابہ نے مشورہ دیا کہ دشمن دس گنا ہم سے زیادہ ہے لہذا جنگ کو عصر تک طول دے دو تا کہ اللہ کی نصرت نازل ہو جائے کیونکہ عصر وقت نصر ہے یاد رکھو بھاگو نہیں اور بسم اللہ پڑھ کر حملہ کر دو۔

اب دونوں فریق قریب ہو کر ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے ،کفار کے ہاتھی اور ان پر سواروں نے ایسے تیر برسائے کہ بہت سے مسلمان شہید اور بہت سے زخمی ہو گئے۔

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ اور خالد رضی اللہ عنہ کی بہادری
جنگ کا چوتھا مرحلہ

ادھر حبشیوں کا ایک گروہ کفار کے پاس زنجیروں میں بندھا ہوا تھا ان لوگوں نے ان کو لا کر میدان میں اتار دیا، ان لوگوں کا کوئی کام نہیں ہوتا تھا سوائے لڑنے کے کیونکہ بھاگنے کی طاقت نہیں تھی صرف لڑنا تھا تیر برسانا تھا، ان لوگوں نے بھی تیر برسانے شروع کر دیئے حضرت خالدؓ لشکر کے ہر حصہ میں اندھا دھند تلوار چلا رہے تھے کہ اتنے میں ایک شخص برہنہ بدن نے گھوڑا میدان کی طرف سرپٹ دوڑایا اور رجزیہ اشعار پڑھے ایک شعر یہ ہے:

لَقَدْ مَلَکَتْ یَدِیْ سَنَانًا صَارِمًا   اُذِلُّ عُدَاةَ الدِّیْنِ اِنْ جِئْتُ قَادِمًا

ترجمہ: میں مضبوط نیزے اور کاٹنے والی تلوار کا مالک ہوں، میں جب آگے آتا ہوں تو دین اسلام کے دشمنوں کو ذلیل کرتا ہوں۔

اس کے بعد آپؓ نے للکار کر کہا میں شہسوار ضرار ہوں میں نے شام کے بادشاہوں اور بڑے بڑے جرنیلوں کو قتل کیا ہے میں دین اسلام کا مددگار ہوں اور رحمٰن کے منکروں پر قہر جبار

ہوں، کفار کے لشکر کا جرنیل ''بطرس'' تھا اس نے جب ضرار کو دیکھا تو تعجب سے آگے آ کر دیکھنے لگا اور پھر کہا کہ اس کے مقابلے میں میں خود جاتا ہوں لیکن ان کے دوسرے جرنیلوں نے کہا نہیں ہم پہلے جائیں گے، چنانچہ ایک جرنیل نے کہا میں پہلے جاتا ہوں، وہ آیا اور ضرارؓ سے مقابلہ کیا، اس مقابلے نے طرفین کے لوگوں کو حیرت و دہشت ہی میں ڈال دیا، حضرت خالدؓ نے چیخ کر کہا: ضرار! یہ کیا سستی کر رہے ہو؟ حالانکہ جنت کے دروازے تیرے لئے اور دوزخ کے دروازے تیرے مقابل کے لئے کھل گئے ہیں۔

دوپہر تک دونوں پہلوانوں کا معرکہ گرم رہا، پھر دونوں تھک گئے، ہاتھوں نے کام کرنا چھوڑ دیا تو جرنیل نے کہا گھوڑے سے اتر جاؤ پیدل لڑتے ہیں کیونکہ گھوڑے تھک گئے ہیں اتنے میں کفار نے اس جرنیل کے لئے ایک تازہ دم گھوڑا لا کر دیا وہ اس پر سوار ہوا اور حضرت ضرارؓ نے اپنے گھوڑے سے کہا، اس وقت میرا ساتھ دو ورنہ حضور ﷺ کے سامنے تیری شکایت کروں گا، یہ کہنا تھا کہ گھوڑا اچھلنے کودنے لگا اور ہنہنانے لگا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، پھر حضرت ضرارؓ نے اس جرنیل پر حملہ کیا اس شخص کا نام شنذم تھا۔

ادھر سے رومیوں کا ایک نیا دستہ حضرت ضرارؓ پر حملہ آور ہوا جس میں ایک بڑا جرنیل شادل بھی تھا، صحابہ کرامؓ نے خالدؓ سے عرض کیا کہ ہم یہاں کیوں بیٹھے ہیں حالانکہ کفار اشرار نے ضرار کو اپنے نرغے میں لے لیا ہے، چنانچہ محمدی کھچار سے چند نامور شیر بمعہ حضرت خالدؓ لشکر کفار پر حملہ آور ہوئے اور نعرہ تکبیر بلند کیا اور حضرت ضرار کو تسلی دی کہ اللہ کی مدد آ گئی ہے، ضرارؓ نے مد مقابل جرنیل سے کشمکش میں تھے کہ وہ بھاگنے لگا حضرت ضرارؓ نے ان کا پیچھا کیا اب دونوں کی دست بدست لڑائی شروع ہوئی، حضرت ضرارؓ نے ہاتھ سے نیزہ پھینک کر کافر کو کندھوں سے پکڑ لیا، کافر نے ضرارؓ کو پکڑ لیا اور زبردست کشتی شروع ہوگئی، کافر خبیث جسم میں پہاڑ کی مانند تھا لیکن حضرت ضرارؓ کی ایمانی قوت تھی آپؓ نے اس کو کمر بند سے پکڑ کر اٹھایا اور پھر زمین پر دے مارا، اس نے اپنے لوگوں کو مدد کے لئے پکارا، لیکن ضرارؓ نے اس کو مہلت نہ دی اور اس

کے سینے پر چڑھ بیٹھے وہ نیچے سے اونٹ کی طرح ہڑابڑا رہا تھا کہ حضرت ضرارؓ نے تلوار سے اس کو ذبح کر دیا، اس نے اتنا شور کیا کہ دونوں فریقوں نے سنا مسلمانوں نے زور سے نعرہ تکبیر بلند کیا اور کہا ''واہ واہ ضرار تیرا کیا کہنا''۔

ادھر حضرت خالدؓ برابر جرنیل شادل کی تاک میں تھے لیکن رومیوں نے اپنی پوری طاقت میدان میں جھونک دی اور زنجیروں والے میدان میں آ گئے۔ ہاتھیوں کے ساتھ بہادروں نے میدان کا رخ کیا، اب آگ بھڑک رہی تھی، سر کٹ رہے تھے، خون کے فوارے جاری تھے، ہاتھ اور بازو اڑ رہے تھے، زمین لاشوں سے اٹی پڑی تھی، راستے بند ہو چکے تھے اب میدان کارزار کی چکی پوری قوت سے گھوم رہی تھی، سوڈانیوں کے ہاتھوں میں بڑے بڑے گرز تھے، تیروں کی بارش ہو رہی تھی۔

حضرت عمرو بن العاصؓ لشکر اسلام میں گھوم گھوم کر جہاد کی ترغیب دے رہے تھے کہ اے مسلمانو! جنت آگے بڑھنے میں ہے اور دوزخ پیچھے بھاگنے میں ہے، صبح سے عصر تک یہ معرکہ عظیمہ اسی طرح جاری تھا، حضرت خالدؓ نے جرنیل شادل پر حملہ کر کے اس کے سینہ میں نیزہ مارا جو پشت کی طرف سے چمک کر نکلا اور جرنیل شادل کفر کا سرغنہ زمین پر گر کر ڈھیر ہو گیا، اس طرح کفر کے دو جرنیل اور گورنر مارے گئے اور میں نے کہا:

مِنْ عَهْدِ عَادٍ كَانَ مَعْرُوفًا لَنَا ۔۔۔ أَسْرُ الْمُلُوكِ وَ قَتْلُهَا وَ قِتَالُهَا

یعنی بادشاہوں سے لڑنا انہیں قید و قتل کرنا زمانہ قدیم سے ہمارے جانے پہچانے کارنامے ہیں۔

حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کی بہادری

جنگ کا پانچواں مرحلہ

اس کے بعد حضرت رفاعہؓ نے اپنے قبیلے کے پانچ سو جوانوں کو میدان میں کھڑا کیا اور خود ہاتھیوں کی طرف رخ کیا، یہ کل پانچ سو ہاتھی تھے اور ان کے شہسوار سوڈانی تھے، ان کا ایک سفید ہاتھی کمان کر رہا تھا، حضرت رفاعہؓ نے جاتے وقت ہاتھی کو مخاطب کر کے کہا:

① یَالَکَ مِنْ ذِیْ جُثَّۃٍ کَبِیْرَہْ لَقِیْتَ کُلَّ شِدَّۃٍ خَطِیْرَہْ

② اَلْیَوْمَ قَدْ ضَاقَتْ بِکَ الْحَظِیْرَہْ حَتّٰی تُرٰی مُلْقیً عَلَی الْحَفِیْرَہْ

① اے بڑے جسم کے مالک ہاتھی تو ہر بڑی مصیبت میں آپڑا ہے،

② آج تجھ پر زمین تنگ ہو چکی ہے ابھی ابھی لوگ تجھے گھڑے میں پڑا ہوا دیکھ لیں گے۔

یہ کہہ کر رفاعہؓ نے سفید ہاتھی پر تلوار چلائی وہ بھاگ نکلا اور اس کے سوار گر پڑے ان میں سے ایک دیو ہیکل شخص نے گرز لے کر حضرت رفاعہؓ پر سخت وار کیا آپؓ نے وار خالی دیا اور پلٹ کر اس پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ وہ ڈھیر ہو گیا اور پھر رفاعہؓ کے ساتھیوں نے ایک ساتھ حملہ کیا اور ہاتھیوں کی آنکھوں میں نیزے مار مار کر سب کو قتل کیا یا بھگا دیا اس کے بعد زنجیروں میں جکڑے ہوئے کافروں سے مقابلہ ہوا، صحابہ کرامؓ نے ان کی زنجیروں پر قبضہ کیا اب وہ لوگ اپنی تدبیر میں خود پھنس گئے، صحابہ کرامؓ ان کو کھینچ لائے اور ان کے ہاتھوں سے گرز چھین کر سب کو قتل کیا۔

یہ گھمسان کی لڑائی صبح سے شام تک برابر جاری رہی، رات نے آکر دونوں کو اپنے سیاہ دامن میں لے لیا اور لڑائی موقوف ہو گئی، دونوں طرف سے خلق کثیر مقتول ہو چکی تھی، اس معرکہ میں کفار کے عام فوجی بارہ ہزار مارے گئے تھے اور پندرہ گورنر جرنیل مارے جا چکے تھے، مسلمانوں نے رات بھر اپنے شہداء کو دفنایا اور زخمیوں کا علاج کرایا اور کچھ مسلمان سو گئے، حضرت خالدؓ اور حضرت مقدادؓ وغیرہ نے رات بھر مسلمانوں کا پہرہ دے کر گزاری۔ سچ ہے: ؎

ھُمُ الْجِبَالُ فَسَلْ عَنْھُمْ مصادِمَھُم مَاذَرَایٰ مِنْھُمْ فِی کُلِّ مُصْطَدَم

یعنی صحابہ کرامؓ عظمت و ہمت کے پہاڑ تھے ذرا ان کفار سے پوچھو لو کہ ہر معرکے میں انہوں نے کیا دیکھا۔

اور یہ بھی سچ ہے۔

خَلَقَ اللّٰہُ لِلْحُرُوْبِ رِجَالاً وَرِجَالاً لِقَصْعَۃٍ وَّ ثَرِیْدٍ

دہشور میں خواتین اسلام کی بہادری

جنگ کا چھٹا مرحلہ

رات گزر گئی جب موذنین نے صبح کی اذانیں دیں تو حضرت عمرو بن العاصؓ نے سورہ فتح کے ساتھ فجر کی نماز پڑھائی اور پھر اللہ تعالیٰ کے یہ سپاہی اپنے گھوڑوں کی طرف متوجہ ہوئے، صفیں درست ہو گئیں اور پھر گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی رافع بن عمیرہؓ کو پانچ سو سپاہیوں کے ساتھ ساقہ پر مقرر کیا جہاں بچے اور عورتیں تھیں، وہ فرماتے ہیں ہم آج کے دن خود بھی لڑائی میں مشغول تھے اور عورتیں بھی دفاع میں خوب لڑ رہی تھیں، جنگ کے شعلے بھڑک اٹھے اور تلوار سے تلوار ٹکرا کر جھنکار کی آوازیں شروع ہو گئیں کہ اچانک سوڈانیوں، بجادہ اور مختلف جرنیلوں نے چھ سو جنگی ہاتھیوں کی مدد سے عورتوں پر حملہ بول دیا جہاں اونٹ کا گلہ بھی تھا بچے بھی تھے اور عورتیں بھی تھیں ہم تو اس سے غافل تھے کیونکہ اُدھر جنگ میں شامل تھے، یہاں دو سو مجاہدین نے جان توڑ کر کوشش کی اور مقابلہ کیا عورتیں بھی بے جگری سے لڑ رہی تھیں ان کے ہاتھوں میں بانس، تلواریں خنجر اور نیزے تھے، انہوں نے کئی کافروں کو قتل کیا اور زور زور سے کہہ رہی تھیں:

اَللّٰہَ اَللّٰہَ یَانِسَاءَ الْعَرَبِ قَاتِلْنَ عَنِ الْعَسْکَرِ وَعَنْ اَنْفُسِکُنَّ وَاِلَّا صِرْتُنَّ بِاَیْدِ الْاَعْلَاجِ الْغُلْفِ وَالسَّوْدَانِ۔

ترجمہ: اے عربی عورتو! اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو اپنی ذات اور لشکر اسلام کے دفاع میں خوب لڑو ورنہ نا ختنہ عجمی کافروں اور حبشی زنگیوں کے ہاتھ میں چلی جاؤ گی۔

عورتوں نے جی بھر کر لڑائی کی وہ گھوڑے کے سامنے آ کر گھوڑے کو مار دیتی تھی اور جب

سوار گر جاتا تو اس پر جھپٹ کر پکڑ لیتی اور پھر زمین پر دے مارتی پھر اسے قتل کر دیتی۔ اس طرح کئی افراد کو انہوں نے مارا اور دین اسلام کا حق ادا کیا اور میں نے اپنی لغت میں اپنے انداز سے ان کی طرف سے کہا:

کـــہ دہ ســـړونـــہ خـــہ اونـــہ شوہ

خـــو کـــہ اســـلامـــہ جنـــکـئـی بہ دے کتونہ

ترجمہ: اگر مرد پیچھے رہ گئے تو اے پیارے اسلام ہم عورتیں میدان جیتنے کے لئے تیار ہیں۔

اس شدید مقابلہ کے باوجود کفار نے پندرہ مسلمانوں کو شہید کر کے کافی اونٹ اور کچھ عورتیں قید کر لیں اور لے گئے، اسلام کے ایک شیدائی نے جا کر وسط لشکر میں مصروف جنگ حضرت خالدؓ بن ولید اور عمروؓ کو اس حال سے آگاہ کیا۔ بس پھر کیا تھا مسلمانوں نے غضب ناک شیروں کی طرح کفار کے اس دستے کا تعاقب کیا، حضرت ضرارؓ گرج رہا تھا اور فضل بن عباسؓ اور دیگر اسلام کے نامور سپوت ایک دم کفار پر ٹوٹ پڑے وہ لوگ ایک پہاڑ کے قریب پہنچ گئے تھے اور فیوم جانے کا ارادہ رکھتے تھے کہ اتنے میں حضرت ضرارؓ نے ان کے دستے کے سرخیل کو مار کر قتل کیا، رومیوں نے بھی مڑ کر مقابلہ کیا لیکن اسلام کے شیروں نے ان کو موقع نہ دیا اور وہ لوگ سب سامان بیوی بچے چھوڑ کر بھاگنے لگے اور مسلمانوں نے ان کو کاٹنا شروع کر دیا، بڑی مخلوق کو قتل کیا اور چھ سو کو قید کر کے واپس آ گئے اور اپنا سامان بھی واپس کیا اور ان کا بھی چھین لیا اور میں نے پھر کہا:

خَلَقَ اللّٰہُ لِلْحُرُوْبِ رِجَالاً وَرِجَالاً لِقَصْعَةٍ وَّثَرِيْدٍ

دہشور میں مجاہدین کے ساتھ پرندے
جنگ کا ساتواں مرحلہ

یہاں تو یہ کچھ ہوا اور وہاں میدان جنگ میں شدید معرکہ جاری تھا سر کٹ رہے تھے اور تلواریں پھر خون اعداء سے پیاس بجھا رہی تھیں نیزے خوفناک سانپوں کی طرح الٹ پلٹ رہے تھے، ہر قسم کا اسلحہ میدان میں موجود تھا اور ہر قسم کے جانثار سینہ سپر تھے، حضرت خالدؓ اور حضرت عمروؓ نہایت بہادری سے اللہ کے راستے میں لڑ رہے تھے، حضرت قعقاعؓ اور دیگر بہادران اسلام شریف زادوں کی طرح میدان کارزار میں جم کر لڑ رہے تھے، ادھر سے کفار ہاتھیوں کے ساتھ حملہ کرتے تھے۔ تیروں کی بارش ہو رہی تھی اور تقریباً فوج کے اکثر لوگ زخمی ہو گئے تھے، ہر زخمی کہتا تھا:

وَ ایَدَاہُ۔ وَ اعَیْنَاہُ۔ ہائے میرا ہاتھ، ہائے میری آنکھ، یہ حالت دیکھ کر حضرت رفاعہؓ دوڑے اور جا کر حضرت خالدؓ اور حضرت عمروؓ سے کہنے لگے اے امیرو! اگر حالت یہی رہی تو ہم بالکل ختم ہو جائیں گے، انہوں نے پوچھا کہ آپ کی کیا رائے ہے؟ آپؓ نے عرض کیا میری رائے تو یہ ہے کہ ہم بہت ساری کپڑے اکٹھا کریں اور اس پر زیتون کا تیل چھڑک دیں اور پھر اپنے نیزوں کی نوکوں کے ساتھ باندھ لیں اور اس میں آگ روشن کر دیں اور نیزوں کو بلند کر دیں۔

دوسری تدبیر یہ ہے کہ یہاں جلانے کے لئے ایک گھاس ہے جس کا نام قیصوم ہے ہم اس کو جمع کر دیں اور پھر بوریوں میں بھر دیں اور اس بوریوں کو انٹوں پر باندھ کر اس میں آگ لگا دیں اور اونٹوں کو نیزوں سے چھید کر دشمن کی طرف بھگا دیں اس طرح ان لوگوں میں بھگدڑ مچ جائے گئی، چنانچہ ایک ہزار سپاہیوں نے یہ منصوبہ فوراً تیار کر لیا اور جب یہ اونٹ دشمن کی طرف بھگائے گئے اور آگ کے شعلے بلند ہوئے اور نیزوں پر آگ روشن ہوئی تو اونٹ پاگل ہو کر دشمنوں پر چڑھ دوڑے اس سے ہاتھی بھی ڈر گئے اور بھاگنے لگے زنجیریں جب کٹیں تو ہاتھیوں نے اپنے سواروں اور دیگر فوجیوں کو کچل ڈالا، ادھر سے مسلمانوں نے ان پر تلوار اور نیزے رکھ دیئے۔

ادھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص قسم کے پرندے آگئے، حضرت مسیبؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے خود دیکھا کہ چیلوں کی شکل میں پرندوں نے ہمارے سروں پر سایہ کیا ہم تو گرمی سے بچ گئے اور دشمن کے سروں پر اور چہروں پر پہلے تیر مار کر پھڑ پھڑانے لگ گئے اور پھر اپنے سخت نوک دار پنجوں کو کفار کی آنکھوں میں گاڑ کو ان کو زمین پر پچھاڑ دیا، ابھی ایک گھنٹہ نہیں گزرا ہوگا کہ عصر کی نماز کے بعد کفار کو شکست فاش ہوئی اور وہ بھاگنے لگے، مسلمانوں نے ان کا پیچھا کیا اور ان کو تلواروں کے سامنے دھر لیا، اب مسلمان ان کو قید بھی کررہے تھے اور بری طرح قتل بھی کررہے تھے یہاں تک کہ رات آگئی۔

کفار کے لوگ دیر، اور لاھون اور اھناس تک بھاگ گئے اور مسلمانوں نے ان کو قید و قتل کرنا شروع کردیا، چنانچہ جب گنتی ہوئی تو کفار کے نوّے ہزار آدمی مارے گئے اور پانچ ہزار آدمی قیدی تھے اور مسلمانوں کے اس معرکہ میں اور اس سے پہلے معرکوں میں کم و بیش ایک ہزار آدمی شہید ہوگئے تھے۔

حضرت عمروؓ نے عمر فاروقؓ کے نام فتح کا خط لکھا اور مالِ غنیمت کا خمس بھیجا اور مرج دہشور میں پانچ دن تک قیام کیا، اللہ کی زمین اللہ کے نام کیلئے صحابہ کرامؓ کے مقدس خون کی بڑی قربانی سے ہموار ہوگئی۔ الحمدللہ سچ ہے:

خَلَقَ اللّٰہُ لِلْحُرُوْبِ رِجَالاً وَرِجَالاً لِقَصْعَةٍ وَّثَرِیْدٍ

نوٹ: پرندوں سے مجاہدین کی مدد کے واقعات جہاد افغانستان میں بہت پیش آئے ہیں یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں ہے دوسری کتابوں میں دیکھ لیں۔ (مؤلف)

قلعہ اُھناس کا محاصرہ

جنگ کا پہلا مرحلہ

علامہ یاقوت حمویؒ معجم البلدان ج ا ص ۲۸۴ پر فرماتے ہیں کہ اھناس صعید مصر کے قریب ایک قدیمی شہر ہے اب اس کا اکثر حصہ ویران ہو چکا ہے یہ دریائے نیل کے مغربی کنارے پر واقع ہے، بعض مورخین کا خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی اھناس شہر میں پیدا ہوئے اور قرآن کریم میں مذکور درخت یعنی ''وَهُزِّيٓ إِلَيۡكِ بِجِذۡعِ ٱلنَّخۡلَةِ'' آیت میں جس کھجور کے درخت کا ذکر ہے وہ اب بھی وہاں پر موجود ہے اور حضرت مریمؑ حضرت عیسیٰؑ کے بڑے ہونے تک یہیں ٹھہریں تھیں، انتہی کلامہ۔

دھشور کے شکست خوردہ لوگ جب اھناس اور بہنساء پہنچ گئے اور سارے حالات سے اپنے جرنیلوں اور گورنروں کو آگاہ کیا تو وہاں کے ذمہ دار لوگ مرعوب ہو گئے اور پھر انہوں نے بہنساء اور اھناس قلعوں کی ہر قسم حفاظتی انتظامات مکمل کر لئے کئی سالوں کا ذخیرہ غلہ اسلحہ وغیرہ اکٹھا کیا تا کہ قلعہ بند ہو کر صحابہ کرام کا مقابلہ کیا جائے۔

ادھر حضرت عمرو بن العاصؓ دھشور کا مال غنیمت تقسیم کر کے مصر واپس چلے گئے اور حضرت خالدؓ اور دیگر اسلامی سپہ سالاروں نے آپس میں مشورہ کے بعد قلعہ اھناس پر چڑھائی کا فیصلہ کر لیا، ایک ہزار دستہ بطور مقدمۃ الجیش اور ہراول روانہ کر دیا گیا، تا کہ ہر سمت سے وقت وقت کی خبریں آتی رہیں۔

عمومی حملہ کے لئے مجاہدین کی تشکیل

جنگ کا دوسرا مرحلہ

حضرت خالدؓ اپنی فوجوں کو لے کر اھناس کی طرف روانہ ہوئے راستے میں مختلف علاقوں کے ذمہ داروں نے آ کر صلح کی درخواست کی، حضرت خالدؓ نے شرائط کے تحت ان سے صلح کی

بعض جگہوں میں معمولی سی جھڑپیں بھی ہوئیں جب مقامی لوگوں نے جزیہ ماننے یا اسلام قبول کرنے سے انکار کیا۔ جب خالدؓ اھناس کے فصیل کے قریب پہنچ گئے تو وہاں کا جرنیل اور گورنر مقابلے کے لئے باہر نکل آیا اس شہر کے چار دروازے تھے انہوں نے تین دروازے بند کر کے ایک مشرقی دروازہ کھول دیا اور سامنے خیمے اور مورچے سنبھال لئے، ہر قسم کی زینت واسلحہ سے مزین و مسلح ہو کر جرنیلوں کو الگ الگ جگہوں پر تقسیم کیا اور صحابہ کے انتظار میں بیٹھ گئے ان لوگوں کی تیار فوج کی تعداد ہزار تھی اس قلعہ کا گورنر اور فوجیوں کا جرنیل مارنوس تھا۔

اُدھر حضرت خالدؓ جب قریب پہنچ گئے تو حضرت زبیر بن عوامؓ کو بلایا اور ایک ہزار شہسواروں پر ان کو امیر الحرب بنا کر روانہ کیا، پھر فضل بن عباسؓ کو بلا کر ایک ہزار کا دستہ ان کو دیا وہ بھی چل پڑا، اس کے بعد میسرہ بن مسرونؓ کو ایک ہزار لشکر پر امیر مقرر کر کے روانہ کیا، پھر زیاد بن حارث کو ایک ہزار فوج پر کمانڈر بنا کر بھیج دیا، پھر خالدؓ نے مالک نخعیؓ کو بلا کر ایک ہزار پر امیر بنا کر روانہ کیا، اس کے بعد حضرت خالدؓ بقیہ لشکر لے کر دشمن کی طرف چل پڑے، حضرت زبیر بن عوامؓ اپنے لشکر کے ساتھ آگے بڑھتے جا رہے تھے اور آس پاس کے لوگوں پر چھاپے مارتے جاتے تھے یہاں تک کہ ایک مقام پر لشکر اسلام نے کفار کا ایک دستہ دیکھا اور ان پر حملہ آور ہوئے وہ لوگ اھناس جا رہے تھے تاکہ اندر والوں کی مدد کریں، مسلمانوں نے ان کو قید کیا، جب حضرت زبیرؓ نے آگے دیکھا تو اھناس والوں نے انتہائی انتظام کیا ہوا تھا اور بالکل تیار تھے حضرت زبیرؓ بن عوام نے زور سے نعرہ تکبیر بلند کیا مسلمانوں نے بھی جوش ایمانی کے ساتھ تکبیروں کی ایسی صدائیں بلند کیں کہ زمین ہل گئی لا الہ الا اللہ کے زوردار نعرے بلند ہوئے، ادھر سے رومیوں نے بڑے آب وتاب سے اپنی طاقت کا مظاہرہ کیا، اھناس کا گورنر مسلمانوں کو دیکھ رہا تھا اور اپنے جرنیلوں کو جوش دلا رہا تھا، ان لوگوں کے سروں پر تاج رکھے ہوئے تھے اور ہر قسم سونے چاندی سے مزین عمدہ تلواریں فضاؤں میں لہرا رہے تھے اور کفریہ اور شرکیہ نعرے بلند کر رہے تھے، انہوں نے مسلمانوں کو کم دیکھ کر تر لقمہ سمجھ لیا، حضرت زبیرؓ نے

اپنے جنگی جھنڈے کو حرکت دے کر لہرایا اور یہ چند اشعار کہے:

① اَیَا اَھْلَ اَھْنَاسِ الطُّغَاۃِ الْکَوَافِرِ ۔۔۔ وَیَا عُصْبَۃَ الشَّیْطَانِ مِنْ کُلِّ غَادِرِ

② اَتَتْکُمْ لُیُوْثُ الْحَرْبِ سَادَاتُ قَوْمِھَا ۔۔۔ عَلٰی کُلِّ مَشْکُوْلٍ مِّنَ الْخَیْلِ ضَامِرِ

③ فَاِنْ لَّمْ تُجِیْبُوْا سَوْفَ تَلْقَوْنَ ذِلَّۃً ۔۔۔ وَنَقْتُلُ مِنْکُمْ کُلَّ کَلْبٍ وَّفَاجِرِ

① اے اہل اھناس! اے سرکش کافرو! اے شیطان کی دھوکہ باز جماعت!

② تمہارے پاس جنگجو شیر اور قوم کے سردار نشان مند چھریرے بدن گھوڑوں پر پہنچ گئے ہیں۔

③ اگر تم اطاعت نہیں کرو گے تو عنقریب ذلت اٹھاؤ گے اور ہم تمہارے ہر فاجر کتے کو قتل کر دیں گے۔

تھوڑی دیر کے بعد حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ شان و شوکت سے لشکر کے ساتھ نمودار ہوئے اور رجز پڑھا:

① اَیَا اَھْلَ اَھْنَاسِ الْکِلَابِ الطَّوَاغِیَا ۔۔۔ اَتَتْکُمْ لُیُوْثُ الْحَرْبِ فَاصْغَوْا مَقَالِیَا

② اَقِرُّوْا بِاَنَّ اللّٰہَ لَا رَبَّ غَیْرُہٗ ۔۔۔ وَاِلَّا تَرَوْا اَمْرًا عَظِیْمًا مُّدَانِیَا

① اے اھناس کے سرکش کتو! میری بات غور سے سنو تمہارے پاس جنگجو شیر آ گئے ہیں

② یہ اقرار کر لو کہ اللہ کے سوا کوئی حاجت روا مشکل کشا نہیں ہے ورنہ آفتِ عظیم عنقریب دیکھ لو گے۔

پھر حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ زوردار تکبیر بلند کرتے ہوئے آئے اور مسلمانوں نے خوب جواب دیا، پھر حضرت زیاد بن الحارث جھنڈا لہراتے ہوئے رجز پڑھتے ہوئے آگے آئے، اس کے بعد باقی صحابہ تشریف لے آئے، سب نے دشمن کے سامنے رات گزار دی، رات کی چوکیداری برابر جاری تھی۔ صبح ہوتے ہی حضرت مقداد رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ نمودار ہوئے آپ نے اپنے جھنڈے کو حرکت دی اور یہ رجز پڑھا:

① اَنَا الْفَارِسُ الْمَشْھُوْرُ فِیْ کُلِّ مَوْطِنٍ ۔۔۔ وَنَاصِرُ دِیْنٍ لِّلنَّبِیِّ مُحَمَّدٍ ﷺ

② وَنَقْتُلُ عُبَّادَ الصَّلِیْبِ جَمِیْعَھُمْ ۔۔۔ بِاَسْمَرَ خَطِّیٍّ وَّعَضْبٍ مُّھَنَّدِ

① میں ہر میدان کارزار کا مشہور شہسوار ہوں اور نبی محمد ﷺ کے دین کی مدد کرنے والا ہوں،
② مدد کی صورت یہ ہے کہ ہم سب صلیب پرستوں کو گندم گون خطی نیزے اور تیز دھار ہندی تلوار سے قتل کر دیں گے۔

راوی کہتا ہے کہ رومیوں نے جب مسلمانوں کو دیکھا تو خیال آیا کہ سب کے سب یہی ہیں انہوں نے ہم سے کوئی بات نہیں کی نہ ہم نے ان سے کوئی بات کی، دوسرے روز صبح صبح غبار اٹھا اور جنگی جھنڈے نظر آئے دیکھا تو حضرت خالدؓ اپنی فوج کو لا رہے ہیں، حضرت ابو ہریرہؓ ابوذر غفاریؓ اور دیگر انصار اور مہاجرین شیروں کی طرح آگے بڑھ رہے تھے، رومیوں نے اس نئی فوج کو دیکھا تو گھبرا گئے اور مسلمانوں نے اھناس کی فصیل کے قریب مورچے سنبھال لئے۔

تیسرے روز حضرت خالدؓ نے چند سپاہیوں کو صاحب قلعہ مارنوس کے پاس بھیجا تا کہ دعوت کا سنت طریقہ پورا ہو جائے کہ یا اسلام یا جزیہ یا قتال، یہ لوگ گئے اور گھوڑوں سے خیموں کے دروازوں پر جا کر اترے، ایک ہاتھ میں لگام ہے تو دوسرے میں تلوار ہے بغیر کسی خوف و خطر اور بغیر ناجائز آداب بجالائے اندر داخل ہوئے، لوگ چیخ اٹھے کہ سجدہ کرو لیکن یہ تو عظمتوں والے صحابہ تھے یہ کیسے ممکن تھا اندر جب دیکھا کہ فرش ریشم کا ہے تو کوئی نہ بیٹھا جب بادشاہ نے دیکھا تو فرش اٹھوایا صحابہ بیٹھ گئے، لوگوں نے کہا ہتھیار رہٹاؤ لیکن یہ شیر انکار کر گئے۔

گورنر: کیسے آئے ہو کیا چاہتے ہو؟

صحابہ کرامؓ: ① اسلام قبول کر لو ② یا جزیہ مان لو ③ یا پھر جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔

گورنر: جاؤ ہم اس کو نہیں مانتے ہیں بس کل لڑائی ہو گی۔

وہ لوگ وہاں سے واپس آئے اور حضرت خالدؓ کو پوری تفصیل سے آگاہ کیا۔

اھناس میں شدید لڑائی
جنگ کا تیسرا مرحلہ

گلشن اسلام کے جانبازوں نے جب کفار کا جواب سنا تو جنگ کے لئے تیار ہو گئے، جب حضرت خالدؓ نے فجر کی نماز پڑھائی تو اسلام کے شیروں نے ایک دوسرے کو یہ آواز دی، اَلنَّصرُ اَلنَّصرُ۔یعنی اَلمدد۔اَلمدد یا خدا یا خدا ''یَا خَیلَ اللہِ اِرْکَبِیْ وَ لِلْجَنَّۃِ اُطْلُبِیْ'' اے اللہ کے لشکر سوار ہو جاؤ اور جنت کو تلاش کرو۔

چنانچہ عزت وعظمت کے جھنڈے لہرانے لگے فوجی ترتیب قائم ہوگئی۔حضرت خالدؓ ابھی وسط لشکر میں تھے کہ اتنے میں کفار کے جھنڈے نمودار ہوئے آگے آگے صلیبیں تھیں اور پیچھے ایک لشکر جرار تھا، حضرت محمد بن مسلمہ انصاریؓ فرماتے ہیں کہ جب ہم نے کفار کے لشکر کے جھنڈوں کو دیکھا تو ہم نے حساب لگایا تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر پچاس ہزار آدمیوں پر مشتمل ہیں۔سب سے پہلے جس شخص نے جنگ کا آغاز کیا وہ ایک جرنیل تھا جو ہر قسم زیب وزینت اور اسلحہ سے غرق تھا، اس کے مقابلے میں لشکر اسلام سے زید بن ہلال نامی سپاہی نکل آیا، کافر نے اس کو شہید کر دیا اور پھر مقابل کا خواہاں ہوا محمدی کھچار سے اب حضرت عبداللہ بن عمرؓ باہر آئے اور بغیر مہلت دیئے کافر فاجر پر ایسی تلوار ماری کہ وہ ڈھیر ہو گیا اور پھر ''ھَلْ مِنْ مُبَارِزْ'' کا نعرہ مستانہ لگایا، ایک شہسوار آ گیا اس کو جہنم رسید کیا، دوسرا آیا اس کو بھی ٹھنڈا کیا اور پھر کفار کے میمنہ پر چڑھائی کر کے کئی بہادروں کو مارا۔پھر قلب لشکر پر جا گرے اور کئی کو ڈھیر کر دیا۔

اس کے بعد کاتب وحی رسول اللہ ﷺ شرحبیل بن حسنہؓ میدان میں کود پڑے، اس نے بھی ابن عمرؓ کی طرح کارنامہ انجام دیا، پھر فضل بن عباسؓ نے تلوار لہرا کر حملہ کر دیا، پھر عباس بن مرداسؓ نے حملہ کیا، پھر حضرت ابوذر غفاریؓ نے آندھی کی طرح حملہ کر دیا، پھر عمومی حملہ ہوا۔پورا لشکر میدان میں اتر آیا، گھمسان کی یہ لڑائی دوپہر تک جاری رہی، اب سَیْفٌ مِنْ سُیُوْفِ اللہِ محمدی کھچار کے مایہ ناز سپہ سالار اور اللہ تعالیٰ کے شیر خالدؓ بن ولید میدان میں

کود پڑے، آپؓ نے دشمن کے میمنہ پر ایسا حملہ کیا کہ اس کو میسرہ تک ایک کر دیا دائیں بائیں تابڑ توڑ حملوں سے آپؓ نے لشکر کفار کو پچھاڑ کر رکھ دیا، شدید لڑائی جاری تھی کہ رات نے آ کر دونوں پر سیاہ پردے ڈال دیئے اور دونوں فریق اپنی اپنی قرار گاہ میں واپس چلے گئے۔

مسلمانوں نے اپنے شہداء کو ڈھونڈا تو معلوم ہوا کہ بیالیس نفوس قدسیہ شہادت کے رتبہ عالیہ پر فائز ہوئے ہیں اور کفار اشرار کے لشکر سے تیرہ سو سے کچھ زیادہ مارے گئے تھے، مسلمانوں نے باقاعدہ پہرہ دے کر رات گزار دی اور طلوع فجر کے انتظار میں اللہ کی عبادت میں مشغول رہے۔ سچ ہے:

خَلَقَ اللّٰہُ لِلْحُرُوْبِ رِجَالاً وَرِجَالاً لِقَصْعَۃٍ وَّثَرِیْدٍ

سرمایہ اخلاص فضل بن عباسؓ میدان میں
جنگ کا چوتھا مرحلہ

والی اھناس مارنوس جب اپنے جرنیلوں سے نتائج جنگ کے متعلق مشورہ کرنے بیٹھ گیا تو اس نے مسلمانوں سے صلح کی بات پیش کی مگر عام جرنیل اس پر غصہ ہوئے اور کہا کہ صرف قتال، صرف قتال۔ دوسرے دن جب مسلمانوں نے فجر کی نماز پڑھی تو فوراً اپنے گھوڑوں کی طرف دوڑ پڑے اور لڑائی کے لئے صف بندی کی، آج لشکر کفار آب و تاب کے ساتھ نکل آیا تھا اور سب سے زیادہ اسلحہ میں غرق ایک جرنیل مقابلہ کے میدان میں آیا جو طنسا کے نام سے مشہور تھا، محمدی کھچار سے نامور شیر فضل بن عباسؓ مقابلے کے لئے میدان میں آئے پہلے دونوں پہلوان میدان میں اکڑ اکڑ کو گھومے جھومے پھر ایک دوسرے کے قریب ہو کر ٹکر لی، پھر پیچھے ہٹ گئے، پھر باقاعدہ شمشیر زنی شروع ہوئی، ابھی صرف وہ دو وار ہوئے تھے کہ فضل بن عباسؓ نے اس کے سر پر تلوار ماری جو جبڑوں تک اترتی چلی گئی۔ عربی عبارت یہ ہے:

"فَکَانَ السَّابِقُ بِالضَّرْبَۃِ الفَضْلُ بْنُ الْعَبَّاسِ فَضَرَبَہٗ بِالسَّیْفِ عَلٰی رَأْسِہٖ فَوَصَلَ اِلٰی اَضْرَاسِہٖ فَانْجَدَلَ صَرِیْعًا یَخُوْرُ فِیْ دَمِہٖ وَعَجَّلَ اللّٰہُ بِرُوْحِہٖ الی النار وَبِئْسَ الْقرار"

"یہ عبارت ہر کافر جرنیل کے لئے صاحب تاریخ پیش کرتا ہے میں نے لطف کے لئے نقل کی ہے" مؤلف۔

اس کے بعد مقابلہ کے لئے دوسرا جرنیل آیا اس کو بھی آپؓ نے قتل کیا اس طرح چار بڑے جرنیل ایک ہی جگہ پر حضرت فضلؓ نے مار ڈالے اور میں نے پھر کہا۔

مِنْ عَھْدِ عَادٍ کَانَ مَعْرُوْفاً لَنَا أَسْرُ الْمُلُوْکِ وَ قَتْلُھَا وَ قِتَالُھَا

یعنی بادشاہوں سے لڑنا انہیں قید و قتل کرنا زمانہ قدیم سے ہمارے جانے پہچانے کارنامے ہیں۔

اس کو دیکھ کر رومیوں نے ایک ساتھ مسلمانوں پر حملہ کیا، مسلمانوں نے بھی مل کر حملہ کیا اور پھر گرجتے ہوئے حضرت ضرارؓ میدان میں تشریف لائے اور بہادری کے جوہر دکھائے، پھر حضرت خالدؓ کے نوجوان صاحبزادے سلیمان بن خالدؓ تلوار لہراتے ہوئے میدان میں آئے اور آزمودۂ جنگ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ بھی لشکر اسلام میں آموجود ہوئے، اب میدان کارزار گرم ہوا۔ غبار جنگ نے فضاء کو تاریک بنا دیا، تیر دونوں طرف سے بارش کی طرح برسنے لگے، ہاتھ اڑنے لگے جہاں بھی دیکھا جاتا گھوڑے گھستے جاتے تھے اور خون فوارہ کی طرح بہہ رہا تھا، نیزہ بازی اور شمشیر زنی زوروں پر تھی سپاہ کی آنکھیں سرخ لال ہو رہی تھیں پسینہ بہہ رہا تھا، حضرت خالدؓ غضب ناک شیر کی طرح گرج رہے تھے اور منہ جھاگ سے بھرا جا رہا تھا۔ اس نقشہ کو عربی عبارت میں دیکھ لیں جو اکثر جگہ ہوتا ہے۔

وَعَظُمَ الْخَطْبُ وَ کَثُرَ الطَّعْنُ وَالضَّرْبُ وَثَارَ الْقِتَامُ حَتّٰی صَارَ النَّھَارُ کَالظَّلَامِ وَتَرَاشَقُوْا بِالنِّبَالِ وَاشْتَدَّ الْقِتَالُ وَقُطِعَتِ الْمَعَاصِمُ وَطَارَتِ الْجَمَاجِمُ فَمَا کُنْتَ تَرٰی اِلَّا جَوَادًا غَائِرًا وَدَمًا فَائِرًا وَاِشْتَدَّ الْکَرْبُ وَکَثُرَ الطَّعْنُ وَالضَّرْبُ وَسَالَ الْعَرَقُ وَاِحْمَرَّتِ الْحَدَقُ وَجَالَ خَالِدٌ کَالْاَسَدِ وَاَرْغٰی وَاَزْبَدَ۔

"یہ عبارت میں نے علماء عظام اور طلباء کرام کی دلچسپی کے لئے نقل کی ہے، صاحب تاریخ اکثر جگہ اسی طرح نقشہ کھینچتا ہے"۔

اس کے بعد حضرت غانم بن عیاضؓ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا اور اس طرح دعا مانگی اور مجاہدین نے آمین کہہ دی۔

یَاعَظِیْمَ الْعُظَمَاءِ اَنْزِل عَلَیْنَا نَصْرَکَ کَمَا اَنْزَلْتَهُ عَلَیْنَا فِی مَوَاطِنَ کَثِیْرَةٍ وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ۔

ابھی ابھی دعا ختم ہوئی تھی کہ کفار بھاگنے لگے اور ان کی لاشیں گر رہی تھیں اور مارنے والے کا پتہ نہیں چلتا تھا جب رومیوں نے یہ حالت دیکھ لی تو سب کے سب قلعہ کے دروازہ کی طرف بھاگے اور مسلمانوں نے ان کو تلواروں کے سامنے دھر لیا اور ان کو کاٹنا اور قید کرنا شروع کر دیا اوپر فصیل سے مسلسل تیروں اور پتھروں کی بارش ہو رہی تھی لیکن صحابہ اس کی پرواہ نہیں کرتے تھے گورنر مارنوس پر حضرت خالدؓ نے بار بار حملے کئے لیکن یہ لوگ دروازوں سے اندر چلے گئے اور مسلمان واپس ہو گئے۔ اس معرکہ میں کفار کے تین ہزار آدمی مارے گئے، رات نے آکر پھر دونوں فریقین کی عارضی جنگ بندی کر دی۔

قلعہ اہناس میں صحابہؓ کا داخل ہونا
جنگ کا پانچواں مرحلہ

مسلمانوں نے قلعہ اہناس کا تین ماہ تک مکمل محاصرہ کئے رکھا لیکن چونکہ فصیل کی دیواریں بہت اونچی تھیں دروازے سخت مضبوط تھے، صحابہ کرام بلاناغہ تین ماہ تک لڑتے رہے لیکن فتح کی کوئی صورت نہ بن سکی، صحابہ کرامؓ نے آس پاس کے تمام علاقوں پر چھاپے مار کر اہناس کو کاٹ کر رکھ دیا، فصیل کے اندر شہر کے لوگ اب عاجز آ چکے تھے کہ مقابلہ کر سکیں، حضرت خالدؓ نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا کہ دروازے کا کیا علاج ہے؟ ہم تو بے بس ہو گئے۔

تب فارس کے ایک نومسلم کسریٰ کے خاص جرنیل نے کہا کہ میں نے جہاد میں اپنی جان وقف کر دی ہے مجھے ایک ترکیب معلوم ہے اس سے دروازہ کھل جائے گا، حضرت خالدؓ نے فرمایا وہ کیا ترکیب ہے؟ مرزبان نومسلم نے کہا کہ جب ہم فارس کا محاصرہ کرتے تھے اور وہ فتح

نہیں ہوسکتا تھا تو ہم زیتون کا تیل اور گندھک جمع کر دیتے تھے اور پھر اس کو پیپوں میں ڈالتے تھے یہ پیپے بھی لکڑی کے ہوتے تھے اس کے کناروں پر ہم دستے لگا کر اٹھاتے تھے اور دروازے کے ساتھ لگا کر رکھتے تھے اور پھر اس میں آگ چھوڑتے تھے، آگ کے شعلوں سے دروازے کی لکڑی جل جاتی اور لوہا پگھل جاتا اس طرح دروازہ کھلتا تھا، حضرت خالدؓ نے اس کو پسند کیا، لشکر نے رات گزار دی اور صبح صبح حضرت خالد نے اس نسخے کو استعمال کیا اور وافر مقدار میں اس کا انتظام کیا، اب آگے آگے نومسلم فارسی مرزبان جارہا تھا اور پیچھے پیچھے انصار مہاجرین صحابہ کرامؓ جارہے تھے اور اوپر سے پتھروں اور تیروں کی بارش ہورہی تھی لیکن یہ بڑھ رہے تھے یہاں تک کہ شہر کے پہلے دروازہ باب شرقی تک پہنچ گئے یہ سب سے بڑا دروازہ تھا، وہاں مجاہدین نے لکڑی کے ان پیپوں اور صندوقوں کے تیل میں آگ سلگادی جب شعلے بلند ہوئے تو ان صندوقوں کو دروازے سے الٹا کر کے ٹیک دیا، اب دروازے نے زوردار آگ پکڑ لی، اور دیکھتے ہی دیکھتے وہاں کے پتھر لکڑی اور لوہا آگ میں جلنے لگا اور قلعہ کی بلند ترین برج تک آگ پہنچ گئی، برج جب گر گیا تو بہت سے رومی ہلاک ہوگئے۔

اب مسلمانوں نے دوڑ کر پانی سے آگ بجھادی اور نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے قلعہ میں داخل ہوگئے اور شہر میں دارالامارۃ کی طرف دوڑنے لگے، دارالامارۃ سے گورنر نے خود نکل کر امن کی درخواست کی ان کے ساتھ ان کے مشہور کمانڈر بھی تھے، حضرت خالدؓ نے ان پر اسلام پیش کیا جنہوں نے انکار کیا تو ان کی گردنیں ماری گئیں، اتنے میں عام لوگ آگئے اور منتیں شروع کر دیں کہ ہم مجبور تھے پھر ان میں سے جنہوں نے اسلام قبول کیا تو وہ مسلمان ہوگئے اور دیگر پر جزیہ لگا کر معاف کر دیا گیا مسلمانوں نے قلعہ اھناس کا سونا چاندی اور دیگر اسباب بطور مالِ غنیمت اکٹھا کیا قلعہ کی جگہ بڑی مسجد قائم کی، اب یہاں یا صرف مسلمان تھے یا ذمی تھے اور اللہ کی زمین عظیم جانی قربانیوں کے بعد اللہ کی ہوگئی۔ سچ ہے:

هُمُ الجِبَالُ فَسَلْ عَنْهُمْ مصادِمَهُم　　　مَاذَا رَاى مِنْهُمْ فِي كُلِّ مُصْطَدَمِ

یعنی صحابہ کرامؓ عظمت و ہمت کے پہاڑ تھے ذرا ان کفار سے پوچھ لو کہ ہر معرکہ میں انہوں نے کیا کچھ دیکھ لیا۔

کانما الدین ضیف حل ساحتھم بکل قرم الی لحم العدا قرم

گویا کہ دین بمنزلہ مہمان ان سرداروں کے گھروں میں اتر آیا اور ضیافت میں دشمن کے گوشت کا شوق ظاہر کیا۔

خَلَقَ اللّٰہُ لِلْحُرُوْبِ رِجَالاً وَرِجَالاً لِقَصْعَۃٍ وَّثَرِیْد

لشکر اسلام کی بہنساء کی طرف روانگی
جنگ کا پہلا مرحلہ

اہناس کے معاملات سے فارغ ہو کر حضرت خالدؓ نے مالِ غنیمت سے خمس نکال کر حضرت عمرو بن العاصؓ کی طرف روانہ کیا تاکہ وہ مدینہ منورہ کی طرف خمس کو بھیج دے۔

صحابہ کرامؓ نے آرام کرنے کے لئے اور نئی تشکیل کے لئے چالیس دن وہاں قیام فرمایا اور اس کے بعد حضرت خالدؓ نے عدی بن حاتمؓ کو بلایا اور ان کو ایک ہزار لشکر دے کر بہنساء کی طرف روانہ کیا، اس کے بعد حضرت خالدؓ نے غانم بن عیاضؓ نے سرکردگی میں ایک ہزار کا لشکر جرار بہنساء کی طرف روانہ کیا، اس شوکت و عظمت کے لشکر میں حضرت خالدؓ نے اسلام کے ان نامور شہسواروں اور اللہ تعالیٰ کے پرستاروں کو بھی شامل کیا جن کے چند نام یہ ہیں:

① فضل بن عباسؓ ② مسیب بن نجیہؓ ③ ابوذر غفاریؓ ④ مرزبان فارسیؓ ⑤ جعفرؓ ⑥ مسلم بن عقیلؓ ⑦ عبداللہ بن مقدادؓ ⑧ اپنے بیٹے سلیمان بن خالد ⑨ کاتب وحی حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہم۔

ان حضرات کو حضرت خالدؓ نے حکم دیا کہ تم جاؤ اور بہنساء کے قریب پہنچو میں بھی پیچھے آرہا ہوں، فرمایا کہ جب تم جاؤ گے تو ایک ساتھ جاؤ مقدمۃ الجیش کا دستہ اِدھر اُدھر پھیلا دو اور جب شہر بہنساء کے قریب ہو جاؤ تو وہاں کے بادشاہ کو ان تین باتوں کی دعوت دو: ① اسلام

قبول کر لو ۲ ورنہ جزیہ مان لو ۳ نہیں تو میدان جنگ کے لئے نکل آؤ۔ پھر آپ نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ بہنساء میں بہت سے لوگ موجود ہیں بڑا جنگی ساز و سامان ہے اور اس کے اردگرد بہت بڑی آبادی دیہاتیوں کی ہے تم جب جاؤ گے تو ان لوگوں پر چھاپہ مارو اگر کوئی صلح کرنا چاہتا ہے تو صلح کر لو اور جو لڑنا چاہتا ہے ان سے لڑو اور یاد رکھو یہاں انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے، آخر میں آپؓ نے حضرت عثمانؓ کے بیٹے ابان کو بلا کر روانہ کیا اور پھر حضرت مغیرہ بن شعبہ کو رخصت کیا، یہ حضرات نہایت عظمت اور وقار کے ساتھ چل کر میدوم پہنچے وہاں کے لوگوں نے صلح کی درخواست کی جو قبول کر لی گئی اور یہ خدائی طوفان کفر کے میدانوں پر اڑتا ہوا برنشت مقام پر پہنچا وہاں معمولی سی مزاحمت ہوئی کفر کا جرنیل مارا گیا عوام نے جزیہ قبول کر کے صلح کر لی۔

وہاں سے عظمت کا یہ سیلاب کفر کو خس و خاشاک کی طرح بہاتا ہوا طفیح اور پھر برنبل پہنچے، یہاں ایک جرنیل رہتا تھا جس کا نام "صول" تھا اس کو فتح کرتا ہوا حق کا یہ سمندر نوس اور پھر دلاص مقام پر چڑھ دوڑا، اس کو فتح کرتے ہوئے اصحاب رسول ﷺ ویرابی جرجا پہنچے، یہ بہت بڑا مقدس مقام تھا اور عیسائی ایک بڑی طاقت کے ساتھ اس کی حفاظت کر رہے تھے۔

اتفاق کی بات تھی کہ ان لوگوں کی عید تھی وہ اپنے کھیل کود میں مشغول تھے کہ لشکر اسلام کی تلواروں اور گھوڑوں نے ان کو کاٹنا اور روندنا شروع کر دیا، معمولی مقابلہ کے بعد وہ لوگ بھاگ گئے قلعہ بہت محفوظ تھا، صحابہؓ قلعہ میں داخل ہونے کے لئے رسیوں کے ذریعے سے دیواروں پر چڑھ گئے اور داخل ہو کر سب سامان قبضہ میں لے لیا، ایک سو آدمیوں کو قید کر لیا اور پھر بحر یوسفی جو آج تک مشہور ہے کے قریب اقفہس مقام پر چھ ہزار عیسائیوں سے مقابلہ ہوا وہ شہر بنی صالح میں جمع ہو گئے وہاں شدید لڑائی ہوئی اس جگہ کفار کا مشہور جرنیل لاوی تھا وہ مقابلہ پر آیا، صحابہ میں سے سنانؓ بھی میدان میں اتر آیا لیکن کافر نے ان کو شہید کیا، پھر اس کے مقابلے پر حضرت عمار بن یاسرؓ میدان میں نکل آیا، دونوں پہلوانوں کا شدید معرکہ ہوا، کشتی اور شمشیر زنی کے دو تین دور ہوئے، پھر حضرت عمارؓ نے میدان جیت لیا اور نیزہ مار کر اس کو واصل جہنم کیا لیکن رومیوں

نے ایک ساتھ حملہ کیا اور مسلمانوں کو سخت گھیرے میں لے لیا وہ شریفوں کی طرح لڑ رہے تھے اور معاملہ بڑا سخت ہو گیا تھا۔

فائدہ: میرے محترم قارئین! آپ نے صحابہ کرامؓ کا جہاد دیکھ لیا اور نبی کے طریقوں پر چلنے کا نقشہ دیکھا آپ نے یہ بھی پڑھا کہ قلعہ کی دیواروں پر چڑھنے کے لئے صحابؓ رسیوں سے چڑھ گئے یہ جہادی ٹریننگ سے ہوتا ہے اس کو سیکھنا پڑتا ہے خاص کر جندُ اللہ ٹریننگ تو اسی لئے ہوتی ہے، ہم پر لازم ہے کہ اسلام کی سربلندی اور کشمیر، بوسنیا، فلسطین، تاجکستان اور صومالیہ و برما کے مظلوم مسلمانوں کی مدد کے لئے جہاد میں حصہ لیں، صحابہؓ کے کارنامے آپ کے سامنے ہیں، مظلوم مسلمانوں اور اسلامی ریاستوں کی رہائی اور آزاد کرنے کے لئے جہاد ہوتا ہے، یہ مقصد صرف زبانی دعوت سے حاصل نہیں ہو سکتا، اگر ایسا ہو سکتا تو صحابہ صرف دعوت دیتے، لڑنے کی ضرورت نہیں تھی یا ان کی بزرگی کی وجہ سے کفار خود تسلیم ہو جاتے لیکن آپ نے دیکھا کہ صحابہ کی روشن اور مبارک چہروں کا کفار نے ہر جگہ مقابلہ کیا ہے تو پھر ہم کون ہوتے ہیں۔ (مؤلف)

حضرت خالدؓ کا بیٹا سلیمانؓ میدان میں جنگ کا دوسرا مرحلہ

یہ حضرات اس شدید معرکے میں گھرے ہوئے کہہ رہے تھے:

"اَبْشِرُوا بِالْحُوْرِ وَاَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ۔"

یعنی تمہیں حوریں مبارک ہو اور یہ بھی مبارک ہو کہ جنت تلواروں کے سایہ میں ہے۔

یہ لوگ اس گفتگو میں تھے کہ اچانک ایک طرف سے زبردست غبار اٹھا اور کچھ دیر کے بعد پھٹا تو اندر سے اسلام کے شیدائی دین محمد ﷺ کے فدائی غصے سے بھرے ہوئے زرہ داؤدی میں ملبوس اور نیزہ تلواروں سے مسلح نمودار ہوئے، معلوم ہوا کہ سلیمان بن خالدؓ ایک ہزار لشکر جرار کے ساتھ آرہے ہیں، انہوں نے آتے ہی نعرہ تکبیر بلند کیا اور کفار کی صفوں میں گھس کر مارنا شروع کر دیا، اسلام کے ہر سپہ سالار نے کفر کے ہر جرنیل کو اپنے ذمے کر کے قتل کر دیا تو

رومی دُم دبا کر بھاگ گئے اور مسلمانوں نے ان کو تلواروں کے سامنے دھر لیا، مقام شیزی تک وہ لوگ بھاگے اور مسلمانوں نے خوب قتل کیا، چنانچہ پانچ سو گرفتار ہوئے اور تین ہزار مارے گئے اور باقی بھاگ گئے، ان کا بڑا جرنیل ''شنذا'' قتل ہو گیا اور میں نے کہا:

مِنْ عَهْدِ عَادٍ كَانَ مَعْرُوفاً لَنَا أَسْرُ الْمُلُوكِ وَ قَتْلُهَا وَ قِتَالُهَا

سردار کے قتل کے بعد باقی لوگوں نے صلح کر لی اور یہ معرکہ مکمل ہوا، اب آس پاس کے علاقوں میں کارروائی ہوئی اور معمولی مزاحمت سے سب لوگ اسلام کے سامنے جھک گئے۔ طَبنَدَا اور سملوڑ کے لوگوں نے صلح کر لی اور کچھ لوگ بہنساء کی طرف بھاگ کر چلے گئے اور وہاں بڑے شیطان بطلیموس کو ساری تفصیل سے آگاہ کیا، اس نے ہر طرف سے بہنساء کی حفاظت شروع کر دی۔

نوجوان سلیمان بن خالدؓ کی شہادت
جنگ کا تیسرا مرحلہ

علامہ واقدیؒ فرماتے ہیں کہ ''طبندا'' کا گورنر بولیاص تھا، اس نے بطلیموس کو خط لکھا کہ میں نے مسلمانوں سے جو صلح کی ہے یہ ایک چال ہے میں ان کو دھوکہ دے کر قتل کرنا چاہتا ہوں لہٰذا آپ اپنے خاص کمانڈروں کی ماتحتی میں میری مدد کے لئے فوج روانہ کر دیں تاکہ ہم اپنا بدلہ ان عربوں سے لے لیں جو ہمارے بڑے بڑے جرنیلوں کو مار چکے ہیں۔

بولیاص کا یہ پیغام جب شیطان بطلیموس کو ملا تو وہ بہت خوش ہوا اور ایک خاص جرنیل روماس کو بلا کر پانچ ہزار لشکر کے ساتھ اس کو روانہ کیا کہ رات کو اندھیرے میں جاؤ، چنانچہ یہ لوگ رات کے آخری حصے میں طبندا پہنچ گئے، بولیاص بہت زیادہ خوش ہوا اور ایک دم مسلمانوں پر حملہ کے لئے تیار ہو گیا۔

مسلمان فجر کی نماز پڑھ کر ابھی فارغ ہی ہوئے تھے کہ ادھر سے شہسواروں کے گھوڑے نمودار ہوئے لشکر اسلام نے **اَلنَّفِيْر اَلنَّفِيْر هَاجَمُوْنَا وَ غَدَرُوْنَا** کے نعرے لگائے، یعنی نکلو نکلو

دشمن نے دھوکہ سے حملہ کر دیا ہے، گلشن اسلام کے سپاہی ایک دم گھوڑوں پر سوار ہو کر مقابلے کے لئے نکل آئے، دیکھا تو دس ہزار کا مسلح لشکر کفار قریب پہنچا تھا یہ فوج تو میدان میں تھی لیکن کمین گاہ میں بھی کفار نے فوج بٹھا رکھی تھی، مسلمانوں نے جہاد کی ترغیب ایک دوسرے کو دے دی اور کفار کی کثرت کی پرواہ نہیں کی، کفار نے پہلے پہل لشکر اسلام کے ایک چھوٹے سے دستے پر حملہ کیا اور اس کو گھیر لیا اور مارنا شروع کر دیا، یہ مقام دھروط تھا، یہ حالت دیکھ کر حضرت سلیمان بن خالدؓ اور نوجوان عبداللہ بن مقدادؓ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ساتھیوں کی مدد کے لئے آگے بڑھے، اب گھمسان کی جنگ شروع ہوگئی آنکھیں خیرہ ہو رہی تھیں، گھوڑوں کے ٹاپوں سے "وَالْمُوْرِيَاتِ قَدْحًا" کے مصداق آگ کے شعلے اٹھ رہے تھے، تلواروں کی جھنکار اور چمک دمک شروع ہوگئی، نیزے ستاروں کی طرح غبار جنگ میں چمک اٹھے، عقلیں حیران رہ گئیں اور خیالات بدل رہے تھے، مسلمانوں کو کفار نے اپنے نرغے میں لے رکھا تھا یہ ایسے معلوم ہو رہے تھے جیسے سیاہ اونٹ کے جسم میں سفید داغ ہوتا ہے، حضرت سلیمان بن خالدؓ دائیں بائیں اندھا دھند تلوار چلا رہے تھے، عبداللہ بن مقدادؓ نے بہادری کے وہ جوہر دکھائے کہ باید و شاید۔

اس شدید لڑائی میں مسلمانوں نے انتہائی صبر سے کام لیا اور یقین کر لیا کہ بس اب موت حاضر ہے، سلیمان بن خالدؓ نے مسلمانوں کو اس طرح کہا: اَللّٰہَ اللّٰہَ اَلْجَنَّةُ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ وَالْمَوْعَدُ حَوْضُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو (بھاگو نہیں) جنت تلواروں کے سائے میں ہے اور پھر حوض کوثر پر حضور ﷺ سے ملاقات ہوگی۔

حضرت سلیمانؓ نے جب ساتھیوں پر یہ ناگہانی مصیبت دیکھ لی تو آپؓ کبھی کفار کے میسرہ پر حملہ کرتے تھے، کبھی میمنہ پر اور کبھی قلب لشکر میں جا گھستے اور کبھی ساقہ پر جا گرتے، آپ نے آگے بڑھ کر ان کے مشہور جرنیل "بولیاص" کو جچا تلا نیزہ مار کر قتل کر دیا اور قلب لشکر میں گھستے چلے گئے، حضرت عبداللہ بن مقدادؓ بھی بے جگری سے لڑ رہے تھے۔

زید بن رافع فرماتے ہیں کہ میں سلیمانؓ بن خالد کے ساتھ تھا جبکہ دھروط میں ہم لڑ رہے

تھے فرمایا کہ کفار کو ہم نے روک رکھا تھا اور مار مار کر کچھ دفع کر دیا لیکن ان کے لوگ کمین گاہ میں چھپے بیٹھے تھے وہ نکل آئے اب تو ہم نے موت کی لڑائی لڑی، حضرت سلیمانؓ بن خالدؓ نے ان کے بڑے مشہور تیس جرنیل مار ڈالے اور ان کے لشکر میں سے دو ہزار مارے جا چکے تھے مسلمانوں کے دو سو بیس نفوس قدسیہ شہادت عظمٰی کے رتبۂ عالیہ پر فائز ہو چکے تھے زمین پر کشتوں کے پشتے لگ چکے تھے کہ اتنے میں کفار کے دو ہزار لشکر نے صرف حضرت سلیمانؓ بن خالدؓ پر حملہ کر دیا، آپ کے گھوڑے کو پہلے مار ڈالا پھر آپ کو گھیرے میں لے کر آپ کے دائیں ہاتھ کو شہید کر دیا، آپ نے تلوار بائیں ہاتھ میں لے لی اور برابر لڑتے رہے یہاں تک کہ کفار نے اس ہاتھ کو بھی شہید کر دیا اور پھر کفار نے آپ کو قابو کر لیا جب حضرت سلیمانؓ بن خالدؓ کو یقین ہو گیا کہ اب موت آ گئی ہے تو آپ نے حضرت خالدؓ کو سامنے تصور کر کے اس طرح کہا:

"یَعِزُّ عَلَیکَ یَا خَالِدُ مَا حَلَّ بِوَلَدِکَ وَلٰکِنَّ هٰذَا فِی رِضَاءِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ۔"

اے خالد اے ابا جان! آپ پر سخت دشوار گذرے گا وہ واقعہ اور حادثہ جو آپ کے فرزند پر گذر رہا ہے لیکن پرواہ نہ کریں یہ اللہ تعالیٰ کی رضاء کے لئے ہوا ہے۔"

حضرت سلیمانؓ بن خالدؓ کے سینہ میں تقریباً نیزہ کے بیس زخم آئے تھے، جب آپ زمین پر گر پڑے تو آپ نے ٹھنڈا سانس لے کر فرمایا:

"اَلسَّاعَةَ نَلْقَی الْاَحِبَّةَ" "یعنی ابھی دوستوں سے ملاقات ہوگی" "جنت میں"

اسی طرح یہ نوجوان شیر عنفوانِ شباب میں اس دنیا فانی سے ابدی حیات کی طرف چلا گیا۔ ان کی قبر دھروط کے اس دشت و بیابان میں بنی اور ہر دیکھنے والے کو یہ پیغام جرأت دے رہی ہے؟

① لٰكِنَّنِی اَسْاَلُ الرَّحْمٰنَ مَغْفِرَةً — وَضَرْبَةً ذَاتَ فَرْغٍ تَقْذِفُ الزَّبَدَا

① حَتّٰی یُقَالَ اِذَا مَرُّوْا عَلٰی جَدَثِیْ — یَا اَرْشَدَ اللهُ مِنْ غَازٍ وَقَدْ رَشَدَا

① یعنی میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت کا سوال کرتا ہوں اور پھر ایسے زخم کا جو خون کے فوارے سے ابل پڑے۔

② یہاں تک کہ جب میری قبر پر کوئی گذرے تو وہ یہ کہے واہ کتنا بڑا غازی اور شہید ہے۔

صحرا میں اس شہزادے کی قبر یہ منظر پیش کر رہی تھی؟

شہید ناز کی تربت کہاں ہے لئے پھرتی ہے بلبل چونچ میں گل

اس شہزادے کی شہادت سے ہر مسلمان کو سوچنا چاہیے کہ صحابہ کا کام کیا تھا اور آج ہم نے کیا سمجھ رکھا ہے، یہ دور دراز صحراؤں میں شہیدوں کی جو قبریں بنی ہیں کیا یہ شکار کھیلنے گئے تھے؟ یا کسی عالمی کانفرنس کے لئے گئے تھے؟ یا کچھ محدود مدت کے لئے کسی خاص وعظ ونصیحت کے مہم پر گئے تھے؟ نہیں بھائی یہ جہاد فی سبیل اللہ کے لئے قرآن وحدیث کے پیش نظر اسلحہ اٹھا کر گئے تھے ان کا یہ نقشہ اگر آپ کو معلوم نہیں تھا تو اب معلوم ہو گیا اور اگر پہلے سے معلوم تھا تو خدا کے لئے اس نقشہ کو مت چھپایئے اپنی کمزوری کی وجہ سے دوسروں کے کارناموں کو کیوں مسخ کرتے ہو؟ امت مسلمہ کو کیوں اپاہج بناتے ہو؟ جہاد کو کیوں کمزور کرتے ہو؟ اس کا مذاق کیوں اڑاتے ہو؟ جہاد ہمارا دین ہے ہم اگر کمزور ہیں تو اس سے جہاد تو ختم نہیں ہو سکتا، جہاد سے دین کے راستے کھلتے ہیں اور بے دینی کے راستے بند ہو جاتے ہیں۔ (مؤلف)

نوجوان عبداللہ بن مقدادؓ کی شہادت
جنگ کا چوتھا مرحلہ

یہ دونوں ساتھی تھے دونوں ہری بھری ٹہنیاں ایک میدان میں شہید ہو گئے۔ عبداللہ بن مقدادؓ نے بھی اس میدان میں وہی شجاعت دکھائی جس کا تذکرہ آپ نے سلیمانؓ کے احوال میں پڑھا۔ جب آپؓ نے دیکھا کہ سلیمانؓ شہید ہو گئے تو آپ نے فرمایا:

"لَا حَيَاةَ بَعْدَكَ يَا اَبَا مُحَمَّدٍ وَ الْمُلْتَقٰى فِيْ جَنَّاتِ عَدْنٍ"

اے سلیمان! آپ کی شہادت کے بعد زندگی میں مزہ نہیں ہے اب ملاقات جنت میں ہوگی:

اس کے بعد آپ کفار کے وسط میں کود پڑے کفار کے نیزے چاروں طرف سے آپ کو چھید رہے تھے اور چہرے میں تلوار کے کئی زخم آئے، آپ چہرے سے خون صاف کرتے جا

تے تھے اور لڑتے جاتے تھے یہاں تک کہ آپ کا گھوڑا مارا گیا، پھر آپ زمین پر گر پڑے اور آپ نے یہ آواز بلند کی:

وَاشَوْقَاہُ اِلَیْکَ یَامِقْدَادُ!

اے اباجان اے مقداد! میں اس وقت تیرا کتنا مشتاق ہوں''

پھر آپ نے تبسم فرمایا اور کہا ''مرحبا'' اس کے بعد آپ نے جام شہادت نوش فرمایا سچ ہے؟

مصائب سے الجھ کر مسکرانا میری فطرت ہے — مجھے دشواریوں پہ اشک برسانا نہیں آتا
جب کچھ نہ بن پڑا تو ڈبودیں گے سفینہ — ساحل کی قسم منت طوفان نہ کریں گے
ہم کو خود شوق شہادت ہے لڑائی کیسی — فیصلہ کر بھی چکو مسلم اقراری کا

صحابہ کرام اسی مصیبت میں گرفتار تھے کہ اچانک قعقاع بن عمروؓ کی کمان میں محمدی کچھار کے غضب ناک شیر آپہنچے۔ انہوں نے کسی وقفہ کے بغیر کفار پر حملہ کر دیا اور ان کو مار بھگا دیا، ان کے بڑے جرنیل مارے گئے اور باقی لشکر بحر یوسفی تک بھاگ نکلا اور مسلمانوں نے ان کو کاٹنا شروع کر دیا، اس معرکہ میں کفار کے کل چار ہزار آدمی مردار ہو گئے تھے، بارہ سو گرفتار کر لئے گئے اور باقی نے جا کر بطلیموس کو تفصیل سے آگاہ کیا جس سے وہ جل بھن گیا۔ سچ ہے:

خَلَقَ اللّٰہُ لِلْحُرُوْبِ رِجَالاً — وَرِجَالاً لِقَصْعَۃٍ وَّثَرِیْدٍ

اس معرکہ میں دو سو بیس مسلمان شہید ہو گئے رضی اللہ عنہم۔

حضرت خالدؓ کی تعزیت
جنگ کا پانچواں مرحلہ

کفار کے اس شکست کے بعد مسلمانوں نے آس پاس کے علاقوں میں چھاپے مارے لیکن عام لوگوں نے جزیہ مان کر صلح کی درخواست کی مسلمانوں نے اس شرط پر صلح کی کہ جو لوگ بھگوڑے ہیں اور ان کو معلوم ہیں وہ مسلمانوں کے حوالے کر دیں چنانچہ علاقے کے باشندوں نے ان بھگوڑوں کو پکڑ پکڑ کر صحابہ کے ہاتھ میں دے دیا یہ لوگ تقریباً ڈیڑھ ہزار تھے حضرت عیاضؓ نے ان لوگو

ل کی گردن زنی کا حکم دیا چنانچہ یہ مارے گئے۔

حضرت عمار بن یاسرؓ اور دیگر مسلمانوں نے جنگ کی جگہ دیکھی تو حضرت سلیمان بن خالد رضی اللہ عنہما اور عبداللہ بن مقدادؓ میدان میں پڑے تھے مسلمان بہت روئے اور پھر حضرت عمارؓ نے کئی اشعار بطور تعزیت حضرت خالدؓ کو لکھے چند شعر یہ ہیں۔

① يَا عَيْنُ جُوْدِىْ بِالدِّمَاءِ الصَّبِيْبِ ثُمَّ انْدُبِيْ يَا عَيْنُ فَقْدَ الْحَبِيْبِ
② وَانْعِي الْمَقْتُوْلَ غَدًا فِي الْفَلَا مُجَنْدَلًا وَسْطَ الْفَيَافِي غَرِيْبِ
③ وَابْكِيْ سُلَيْمَانَ وَلَا تَغْفُلِيْ فَامْرُهُ وَاللّٰهِ اُمْرٌ عَجِيْبِ
④ وَاَعْلِمِيْ بِمَا جَرٰى خَالِدًا لَعَلَّهُ يَبْكِيْ بِدَمْعٍ صَبِيْبِ
⑤ وَاَعْلِمِي الْمِقْدَادَ مِنْ بَعْدِهٖ بِاَنَّ عَبْدَاللّٰهِ اَضْحٰى سَلِيْبِ

① اے میری آنکھ بارش کی طرح خون برساؤ اور پھر محبوب کی موت پر خوب رولو۔
② اور کل کے شہید کی موت کی خبر دو جو وسط صحرا کے چٹیل میدان میں مسافر پڑا ہے۔
③ سلیمانؓ پر رونے میں غفلت نہ کر، خدا کی قسم! اس کا واقعہ عجیب واقعہ ہے۔
④ اے صحرائی کبوتر جو کچھ ہوا ہے اس کی خبر خالدؓ کو دو شاید کہ وہ خون کے آنسو رو لے۔
⑤ اس کے بعد مقدادؓ کو یہ خبر دو کہ اس کا بیٹا عبداللہ اس سے چھین لیا گیا۔

معرکہ کی جگہ سے ایک کمانڈر نے حضرت خالدؓ کو بطور تعزیت شعر لکھے چند شعر یہ ہیں:

① يَا خَالِدًا اِنَّ هٰذَا الدَّهْرَ فَجَّعْنَا فِيْ سَيِّدٍ كَانَ يَوْمَ الْحَرْبِ مِقْدَامَا
② كَاَنَّهُ اللَّيْثُ وَسْطَ الْغَابِ اِذْوَرَدَتْ لَهُ الْعِدٰى وَعَلَى الْاَشْبَالِ قَدْحَامَا
③ يَا عَيْنُ جُوْدِىْ بِفَيْضِ الدَّمْعِ مِنْكِ دَمًا بَلْ وَانْدُبِيْ فَارِسًا قَدْ كَانَ ضَرْغَامَا
④ وَالسَّيِّدَ الْفَرْدَ عَبْدَاللّٰهِ قَدْ حَكَمَتْ بِهِ الْمَنَايَا وَحُكْمُ اللّٰهِ قَدْدَامَا

① اے خالد! اس زمانے نے ہمیں جنگ میں آگے بڑھنے والے سردار سلیمان کی وجہ درد پہنچا دیا۔

② جب دشمن میدان میں آتا تو سلیمان جنگل کا غضب ناک شیر ہوتا تھا جو اپنے کمزور بچوں کی خوب حفاظت کرتا تھا۔

③ اے آنکھ آنسو کے بجائے خون بہالے بلکہ خوب گریہ وزاری کر اس شہسوار پر جو غضبناک شیر تھا۔

④ اور یگانہ روزگار سردار عبداللہ پر بھی گریہ کر جن پر موت نے حکم نافذ کردیا اور اللہ کا حکم دائمی ہوتا ہے۔

اس کے بعد حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مصر سے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ، عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ سے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے نام تعزیتی پیغام ارسال کئے۔

جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو اپنے بیٹے سلیمان کا پتہ چلا تو آپ رضی اللہ عنہ پر غشی طاری ہوگئی پھر آپ نے إنا لله اور پھر لاحول والاقوة الا بالله پڑھا، اور پھر قسم اٹھالی کہ کفار کے ایک ہزار سرداروں اور بطلیموس کو سلیمان کے بدلے میں قتل کردوں گا، پھر آپ رضی اللہ عنہ نے مرثیہ میں کئی اشعار پڑھے، چند شعر یہ ہیں:

① جَرٰی مَدْمَعِیْ فَوْقَ الْمَحَاجِرِ مُنْهَمِلْ ‏ ‏ وَحَرُّ فُؤَادِیْ مِنْ جَوَی الْبَیْنِ یَشْتَعِلْ

② وَهَامَ فُؤَادِیْ حِیْنَ اُخْبِرْتُ نَعْیَهٗ ‏ ‏ فَلَیْتَ بَشِیْرَ الْبَیْنِ مَا کَانَ قَدْ وَصَلْ

③ فَوَا أَسَفَا لَوْ اَنَّنِیْ کُنْتُ حَاضِرًا ‏ ‏ بِاَبْیَضَ مَاضِ الْحَدِّ فِی الْحَرْبِ مُکْتَمِلْ

④ وَحَقِّ الَّذِیْ حَجَّتْ قُرَیْشُ لِبَیْتِهٖ ‏ ‏ وَاَرْسَلَ طٰهٰ الْمُصْطَفٰی غَایَةَ الْاَمَلْ

⑤ لَاَقْتُلَ مِنْهُمْ فِی الْوَغٰی اَلْفَ سَیِّدٍ ‏ ‏ اِذَا سَلَّمَ الرَّحْمٰنُ وَالتَّسَعَ الْاَجَلْ

① میرے آنسو رخساروں پر جاری ہیں اور فراق سے میرے دل کی سوزش بھڑک اٹھی ہے۔

② جب مجھے لخت جگر کی موت کی خبر دی گئی تو میرا دل سرگردان ہوگیا کاش جدائی کی خبر لانے والا نہ پہنچتا۔

③ ہائے افسوس! اگر میں وہاں حاضر ہوتا تو میں سفید تیز دھار تلوار سے مکمل ہاتھ مارتا۔

④ اس رب کی قسم جس کے گھر کے حج کے لئے قریش حاضر ہوتے ہیں اور جس نے طٰہٰ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کو مقصودِ خلائق بنا کر بھیجا ہے۔

⑤ میں لڑائی میں اپنے لختِ جگر کے بدلے ایک ہزار سردار قتل کروں گا اگر رحمان نے مجھے سلامت رکھا اور زندگی باقی رہی۔

(یہ سب تعزیزی خطوط اور مرثیہ کا معاملہ تھا آگے حضرت خالدؓ کے کارناموں کا انتظار کیجئے۔ مؤلف)

شہر جاہل اور اہریت میں شدید معرکے
جنگ کا چھٹا مرحلہ

حضرت غانم بن عیاضؓ اور آپ کے ساتھیوں نے شہداء کو اس لق دق بیابان میں دفنا دیا اور پھر آس پاس کے علاقوں میں کارروائی شروع کر دی۔ چنانچہ بعض اسلامی کمانڈروں نے اپنے ایک ہزار لشکر کے ساتھ شرونہ مقام کے لوگوں پر ہلہ بول دیا اس علاقے کا مشہور جرنیل الجاہل مقابلہ کے لئے نکل آیا اسی طرح اہریت کا والی پانچ ہزار کا لشکر لے کر میدان میں نکل آیا اور دونوں فریقوں میں شدید معرکہ شروع ہوا۔ حضرت غانمؓ نے فضل بن عباسؓ کے ساتھ مزید ایک ہزار لشکر بھیج دیا، اس لشکر نے کفار پر ایک دم حملہ کیا اس تازہ دم فوج کو دیکھ کر کفار کا لشکر مرعوب ہوگیا، فضل بن عباسؓ نے جرنیل ''جاہل'' پر سخت حملہ کیا اور ہاشمی مطلبی تلوار کا ایسا وار کیا کہ کھوپڑی میں تلوار کی جھنکار سنائی دی، حضرت فضلؓ نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور سب مسلمانوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا جرنیل جاہل اپنی جہالت کے انجام کو پہنچ گیا پھر حضرت فضلؓ نے شرونہ کے جرنیل پر حملہ کیا اور اس کو قتل کر دیا پھر حضرت منذرؓ نے اہریت کے جرنیل پر حملہ کیا اور اس کو قتل کیا۔

رومیوں نے جب پے در پے قتل دیکھے تو بھاگ اٹھے وہ بھاگ رہے تھے اور لشکر اسلام کے سپاہی انہیں کاٹ رہے تھے یہاں تک کہ ڈیڑھ ہزار قتل ہو گئے اور ڈیڑھ ہزار سپاہی گرفتار ہو گئے، نصاریٰ سارے کے سارے بھاگ کر شہر جاہل میں قلعہ بند ہو گئے۔

اس شہر کا نام بھی جاہل تھا اور اس کے گورنر کا نام بھی جاہل تھا، سات دن تک مسلمانوں نے اس کا محاصرہ کیا پھر فصیل کا پھاٹک جلا دیا اور دیواروں کو گرا دیا اور شہر جاہل کو منہدم کر دیا جو آج

تک آباد نہ ہو سکا۔

اسی طرح صحابہ کرامؓ آگے بڑھتے گئے اور علاقوں کو فتح کرتے گئے یا جزیہ پر لوگوں کو برقرار رکھتے یا جلاوطن کرتے یا لوگ مسلمان ہو جاتے اور یا قتل ہو جاتے یہاں تک کہ بہنسہ کے قریب شہر جرنوس میں اللہ کی یہ فوج اتری اور وہاں اپنا معسکر بنا دیا، یہ شہر بادشاہ بطلیموس کے موسم گرما کی تفریح گاہ تھا اور بہترین چراگاہ تھا یہاں ذمہ دار لوگوں نے بطلیموس کو اطلاع دے دی کہ عرب یہاں تک آ گئے ہیں مدد کرو، بطلیموس نے اپنا مشہور جرنیل شلقم دس ہزار لشکر کی معیت میں روانہ کر دیا تاکہ وہ جرنوس والوں کی مدد کرے۔

فضل بن عباسؓ اور شلقم کا مقابلہ
جنگ کا ساتواں مرحلہ

ابن ہلالؒ فرماتے ہیں کہ میں عباس بن مرداسؓ سلمی کے ساتھ لشکر میں تھا، چاشت کا وقت تھا کہ اچانک دس ہزار رومیوں نے ہم پر حملہ کر دیا ہم نے بھی جوابی کارروائی کی اور شدید معرکہ برپا ہو گیا، رومی اپنی زبان میں کفریہ نعرے لگا رہے تھے، مسلمانوں نے شریف زادوں کی طرح صبر کیا اور موت کی جنگ لڑی، حضرت ابن عقبہ، حضرت مسیبؓ اور حضرت فضلؓ کو اللہ جزائے خیر دے انہوں نے سخت جنگ کی، فضل بن عباسؓ نے تو سر پر سرخ پٹی باندھ لی اور اسی طرح ابن الحارث نے پٹی باندھ لی جس طرح کہ حضرت حمزہؓ بوقت جنگ باندھ لیتے تھے۔

لڑائی نے مزید شدت اختیار کر لی اور گھمسان کا رن پڑا، اسی دوران حضرت نمر بن عمیرؓ باقی لشکر کو اپنے ساتھ لے آئے، مسلمانوں نے زوردار نعرہ تکبیر بلند کیا، لشکر کفار سے جرنیل شلقم اپنی آب و تاب کے ساتھ نکل آیا تو محمدی کھچار سے فضل بن عباسؓ آگے بڑھے اور یہ رجز پڑھا:

① يَا اَيُّهَا الْكَلْبُ اللَّعِيْنُ الطَّاغِيَا — وَمَنْ اَتَى لِجَيْشِنَا مُعَادِيَا
② اَبْشِرْ لَقَدْ وَافَاكَ لَيْثٌ ضَارِبًا — بِحَدِّ سَيْفٍ فِي عِدَاهُ مَاضِيَا
③ كَانَ لَهُ الرَّبُّ الْعَظِيْمُ وَاقِيَا — مِنْ كُلِّ كَلْبٍ اِذْ يَكُوْنُ طَاغِيَا

① اے سرکش ملعون کتے! جو دشمن بن کر ہماری فوج کی طرف آرہا ہے۔

② دشمن سے آر پار نکلنے والی تیز دھار تلوار لئے ہوئے بھوکے شیر کی ملاقات تجھے مبارک ہو۔

③ عظیم رب ہر قسم کے سرکش کتے سے اس کا محافظ ہے۔

جنرل شلقم کبھی تلوار سے اور کبھی سونے کے گرز سے مارتا تھا، فضل بن عباسؓ اور ان کی تلواریں ٹکرائیں میدان میں دونوں آگے پیچھے ہوئے حضرت فضلؓ نے ان پر تلوار کا وار کیا لیکن وہ بچ گیا، پھر آپؓ نے پلٹ کر اس کے ہاتھ سے گرز چھین لیا اور تلوار کا ایسا وار کیا کہ اس کا سر فٹ بال کی طرح اڑ گیا لیکن کافر زمین پر نہیں گرا کیونکہ وہ لوہے کے میخوں سے گھوڑے پر زین سے باندھا گیا تھا، حضرت زہیرؓ نے جا کر کیلوں کو کھینچ لیا تو کافر زمین پر گر پڑا۔ (گویا شلقم سلجم اور شلغم کی طرح کٹ گیا۔ مؤلف)

پھر فضل بن عباسؓ نے دوسرے جرنیل لوص پر حملہ کیا اور اسے بھی قتل کیا، پھر عام مسلمانوں نے اپنے مقابل سردار کو قتل کر دیا اب کفار بھاگ نکلے اور مسلمانوں نے ان کا پیچھا کیا، چنانچہ بحر یوسفیؑ تک ان کو بھگایا اور قتل کیا، اس معرکہ میں تین ہزار کفار مارے گئے اور تقریباً ایک ہزار کفار گرفتار ہوئے، بڑے بڑے جرنیل تڑپ رہے تھے یا جکڑے پڑے تھے، اس مناسب سے میں نے پھر کہا:

مِنْ عَهْدِ عَادٍ كَانَ مَعْرُوفاً لَنَا　　أَسْرُ الْمُلُوكِ وَقَتْلُهَا وَقِتَالُهَا

یعنی بادشاہوں سے لڑنا انہیں قید وقتل کرنا زمانہ قدیم سے ہمارے جانے پہچانے کارنامے ہیں۔

اس معرکہ میں سنتالیس مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے شہادت سے سرفراز فرمایا، سچ ہے۔

خَلَقَ اللهُ لِلْحُرُوبِ رِجَالاً　　وَرِجَالاً لِقَصْعَةٍ وَثَرِيدِ

بطلیموس کی تیاری
جنگ کا آٹھواں مرحلہ

(نوٹ) میرے سامنے جو تاریخ ہے اس میں اس شخص کا نام ہر جگہ بطلیوس لکھا ہے لیکن عمر فاروق کے خط میں اس شخص کا نام بطلیموس ہے تو میں نے بطلیموس ہی کو استعمال کیا ہے یہ آسان بھی ہے، یہ شخص

خبیث انسان تھا سرکش جرنیل بھی تھا اور اس پورے علاقے کا خود مختار بادشاہ تھا۔ (مؤلف)

امام المغازیؒ فرماتے ہیں کہ بطلیموس کو اندازہ ہوا کہ صحابہؓ آپہنچے ہیں اور اب ان علاقوں کا وسیع دائرہ تنگ ہو گیا ہے تو اس نے اپنے اہل شوریٰ اور بڑے جرنیلوں کو جمع کیا اور خزانوں کے دہانے کھول دیئے ہر قسم اسلحہ سے ہر شخص کو مکمل مسلح کیا اور پھر امور جنگ پر عام بحث ہوئی، کچھ لاٹ پادریوں نے بادشاہ کے سابقہ احکامات اور مظالم پر کڑی نکتہ چینی کی، کچھ جرنیلوں نے بادشاہ کو جذباتی انداز سے لڑنے کا مشورہ دیا لیکن ایک اور شہسوار پادری نے اپنی کتابوں کے تاریخی حوالے پیش کر کے قوم کو صلح پر آمادہ کیا اور کہا کہ مجھے سب کچھ معلوم ہے کہ بہنساء خالد نامی مشہور سپہ سالار کے ہاتھوں فتح ہوگا اس لئے میرا مشورہ ہے کہ تم عربوں کے ساتھ صلح کرلو، اس کے کلام پر بطلیموس غصہ ہوا اور پھر کہا کہ اگر یہ بات دوبارہ کہہ دی تو میں تجھے قتل کردوں گا۔

پھر بطلیموس نے شان و شوکت سے قصر شاہی میں بیٹھ کو جرنیلوں کو بلایا اور ایک کو جنگی جھنڈا اور صلیب دے کر روانہ کیا، پھر بادشاہ نے اپنے خاص جرنیل قابیل کو بلا کر اس کو ہر قسم کے انعامات سے نوازا اور پھر اس کو اسی ہزار لشکر کمانڈر انچیف مقرر کر کے عربوں کے مقابلے پر روانہ کیا، بہنساء قلعہ سے باہر مورچے بنائے گئے اور خیمہ بستی کو وہاں آباد کیا، ستر بائی ستر گز خیمہ کو اپنے لئے وہاں لگوادیا اور جتنا ممکن تھا زیب و زینت اور رعب دھاک کا سامان بنادیا، اب بہنساء کی فصلیں اور اوپر نیچے اندر باہر سب اسلحہ ہی اسلحہ تھا، شہر سے باہر ہر قسم اسلحے کا ایک موجیں مارتا ہوا سمندر نظر آرہا تھا جس کا تذکرہ کرنا ممکن نہیں۔

حق و باطل کا شدید معرکہ
جنگ کا نواں مرحلہ

یہ تو ان لوگوں کا حال تھا، ادھر اصحاب رسول اللہ ﷺ نے آپس کے مشورہ میں یہ طے کیا کہ ابوذر غفاریؓ، ابوہریرہؓ، سلمہ بن ہاشمؓ، معاذ بن جبلؓ اور مالک نخعیؒ جیسے نامور صحابہؓ دو ہزار کا لشکر لے کر بہنساء کے مشرقی جانب پڑاؤ ڈال دیں، یہ لوگ اس طرف روانہ ہوئے پھر حضرت

عیاض رضی اللہ عنہ اسلام کے نامور سپاہیوں کو لے کر جن میں فضل بن عباس رضی اللہ عنہ اور کئی اہل بیت تھے مغربی جانب سے قلعہ بہنساء کی طرف آگے بڑھے یہ لوگ جا رہے تھے کہ اچانک غبار اٹھا معلوم ہوا کہ اللہ کا دشمن قابیل آب و تاب کے ساتھ اپنے تمام جرنیلوں کو لئے ہوئے آپہنچا ہے، مسلمانوں کے قریب ہو کر اس نے اپنی فوج رکوائی اور ایک شخص کو کہا کہ جا کر مسلمانوں کو آواز دو کہ کسی ہوشیار آدمی کو بھیج دو تا کہ مذاکرات کریں، چنانچہ لشکر اسلام سے حضرت جریر حمیری رضی اللہ عنہ نے حضرت عیاض رضی اللہ عنہ سے جانے کی اجازت مانگی آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جاؤ اور ان سے صلح کی بات کرو لیکن امیر خالد رضی اللہ عنہ کے آنے تک صلح ہوگی بعد میں فیصلہ وہ خود کرے گا اگر یہ لوگ جنگ کی بات کریں تو جنگ کے لئے ہم ابھی سے تیار ہیں، اب دونوں کی اس طرح گفتگو ہوئی۔

قابیل: آپ لوگوں نے سرزمین شام و مصر اور پھر فارس کو تہہ و بالا کر کے رکھ دیا، جرنیلوں کو مارا بادشاہوں کو قتل کیا، علاقوں میں گھس آئے حالانکہ یہاں سے قیصر و کسریٰ اور فرعونِ مصر اور دوسرے بہادر لوگ شکست کھا کر واپس بھاگے ہیں، اب تم ننگے بھوکے یہاں آئے ہو تو بتاؤ کہ تم کیوں آئے ہو؟ اگر مال کی ضرورت ہو تو بتا دو میں بادشاہ سے تمہیں مال دلوا دوں گا۔

حضرت جریر رضی اللہ عنہ: آپ کا کلام مکمل ہو گیا ہے اب میرا جواب سنو، آپکا یہ کہنا کہ ہم دنیاوی لحاظ سے تنگی میں تھے تو یہ بالکل صحیح ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم پر اسلام کا احسان کیا یہ پہلی نعمت ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں جہاد کا حکم کیا یہ بھی احسان ہے اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مشرکین کے اموال کو حلال قرار دیا جب تک وہ حالت جنگ میں ہوں۔ ہمارے رب نے ہمیں تمہارے ساتھ لڑنے کا حکم دیا ہے یہاں تک کہ تم ذلیل ہو کر جزیہ ادا کرو یا اسلام قبول کرو یا لڑائی کے لئے میدان میں آجاؤ، باقی تم نے مال دینے کی بات کی ہے تو یاد رکھو مال تو بطور غنیمت ہمارا ہے وہ ہم خود چھین لیں گے۔

جب جرنیل قابیل نے یہ گفتگو سنی تو آگ بگولہ ہو گیا اور کہا کہ بادشاہ کی ضرورت نہیں میں خود تمہارے لئے کافی ہوں، پھر اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جریر پر حملہ کر دو۔ ایک مسلمان

سپاہی کہتا ہے کہ میں نے اپنا گھوڑا ابھی موڑا نہیں تھا کہ کفار کے لشکر نے ہم پر حملہ کر دیا۔ ادھر سے محمدی کچھار کے شیروں نے حملہ کر دیا، معرکہ شدیدہ قائم ہوا، تلواریں ٹکرائیں، نیزے چمکے اور تیروں کی بارش شروع ہو گئی، لشکر اسلام کے بہادر انتہائی بے جگری سے لڑے، صبح سے غروب آفتاب کے وقت تک بغیر کسی وقفے کے لڑائی جاری تھی، اتنے میں عبداللہ بن جعفرؓ نے آگے بڑھ کر قابیل پر سخت حملہ کر دیا لیکن وہ بچ گیا اور بھاگ گیا، اب رات نے آ کر طرفین کو الگ کر دیا۔

بطلیموس نے فوجیوں کو ڈانٹا کہ تم بھاگے کیوں ہو؟ قابیل نے کہا بادشاہ سلامت! یہ لوگ انسان نہیں بلکہ جن ہیں بادشاہ نے کہا چپ ہو خبیث تم نے لوگوں کو بزدل بنا دیا ہے، پھر بطلیموس آئندہ کے لئے لوگوں کو تیار کرنے میں مشغول ہو گیا، اس معرکہ میں مسلمانوں کے پچاس نفوس قدسیہ شہادت عظمیٰ سے سرفراز ہوئے اور کفار کے دو ہزار آدمی مارے گئے سچ ہے:

خَلَقَ اللّٰہُ لِلْحُرُوْبِ رِجَالاً وَرِجَالاً لِقَصْعَۃٍ وَّثَرِیْدٍ

یعنی بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ جہاد کے لئے پیدا فرماتے ہیں اور بعض کو قورمے اور ثرید کھانے کے لئے۔

بہنساء کا محاصرہ

جنگ کا پہلا مرحلہ

لشکر اسلام نے جب صبح کی نماز پڑھی تو جلدی جلدی اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے لیکن آج دشمن بالکل غائب تھا، صحابہ کرامؓ نے خیال کیا کہ دشمن کہیں دور بھاگ گیا ہے، جب صحابہؓ بہنساء قلعہ کے قریب پہنچے تو شہر کے اردگرد بہت زیادہ خیمے اور مورچے نظر آئے۔ زید الخیلؓ فرماتے ہیں کہ جب ہم نے شہر کے اطراف میں ہر قسم زیب وزینت اور شہر کی حفاظت دیکھی تو حضرت عیاضؓ نے اسطرح دعا مانگی:

اَللّٰھُمَّ اُخْذُلْھُمْ وَانْصُرْنَا عَلَیْھِمْ اَللّٰھُمَّ اَحْصِھِمْ عَدَدًا وَّاقْتُلْھُمْ بَدَدًا وَّلَا تُبْقِ مِنْھُمْ اَحَدًا اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ۔

ترجمہ: اے اللہ! ان کافروں کو تو ذلیل وخوار کر اور ہم کو ان پر نصرت عطا فرما، اے اللہ! ان کی

جماعت کو گھیر لے اوران کو پراگندہ کر کے ہلاک کردے اوران میں سے کسی کو نہ چھوڑ تو ہر چیز پر قادر ہے''۔

عام مسلمان اس دعا پر آمین کہتے، زید الخیل فرماتے ہیں کہ جب ہم قلعہ کے قریب پہنچے تو ہم نے تکبیر و تہلیل کی صدائیں بلند کیں تب خیموں سے دشمن تیر وتلوار نیزے اور کمان لے کر باہر نکل آئے۔ان کی ایک بڑی جماعت فصیلوں پر مستحکم مورچوں میں تیار بیٹھی تھی، مسلمانوں کی ایک جماعت نے حملہ کرنا چاہا لیکن امیر الحرب حضرت عیاض نے حملہ کرنے سے روکا اور فرمایا کہ پہلے ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں گے، چنانچہ نہ ان لوگوں نے کوئی تعارض کیا نہ مسلمانوں نے تعارض کیا، کفار سمجھ رہے تھے کہ مسلمان بہت تھوڑے ہیں اور مسلمان اتمام حجت کے انتظار میں تھے، مسلمانوں نے پہاڑ کے دامن میں شہر کے قریب ایک نشیبی علاقے میں پڑاؤ ڈال دیا، ادھر سے ابوذر غفاری، معاذ بن جبل، ابو ہریرہ اور مالک نخعی اپنے لشکر کے ساتھ دوسری طرف سے مورچہ زن ہوئے۔

جب صبح ہوئی تو دشمن نے اسی طرف سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا، حضرت مالک نے فرمایا۔

''اے مسلمانو! کفار نے ہم پر حملہ کر دیا ہے اب ان کو جنگ میں مصروف رکھو اور ایک جماعت کو روانہ کرو تا کہ پل پر قبضہ کر لے''۔

چنانچہ مرزبان فارسی نے تین سو ساتھیوں کو لے کر پل پر قبضہ جمالیا اور جہاں جہاں اہم مقامات تھے وہاں پر موچے بنالئے اور فصیلوں سے ان پر پتھروں کی بارش ہو رہی تھی لیکن یہ جیالے یہاں جم کر بیٹھ گئے جب کوئی بھاگنے کے لئے اس طرف آتا تو سارے راستے بند پا کر واپس چلا جاتا تھا، رات کے وقت عسکر سے ہر روز لوگ بھاگ آتے تھے۔سات روز تک اسی طرح کشمکش میں گزر گئے، ایک رات کفار کے عساکر سے کافی تعداد عسکری بھاگ گئے اور صعید جانے کی کوشش کی مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا، ان کے دوسو آدمی مارے گئے، دوسو قید ہو گئے اور ایک سو دریا میں ڈوب گئے۔ یہ کنارے بحر یوسفؑ کے تھے یہ دریا آج بھی

موجود ہے قیدیوں سے جب معلوم کیا گیا تو وہ کہنے لگے ہم تو سامان رسد لانے کے لئے جا رہے تھے، مسلمانوں نے ان کو عیاض رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا، آپ رضی اللہ عنہ نے ان پر اسلام پیش کیا انہوں نے انکار کیا تب فصیل کے سامنے جبکہ لشکر کفار دیکھ رہا تھا ان کی گردنیں ماری گئیں۔

اس پر کفار نے جوش میں آ کر شدید معرکہ قائم کیا ہر قسم اسلحہ اور زوردار جنگ کا آغاز ہوا، طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک شدید جنگ ہوئی پھر کفار پسپا ہو گئے اور شہر کے پھاٹک کو بند کر کے قلعہ بند ہو گئے، ادھر عام مسلمانوں نے رات کو خوب آگ جلائی اور مکمل رات عبادت میں گزاری اور اُدھر کفار نے کفر کے نعرے بلند کئے اور مستی و شراب میں رات گزار دی۔

عزت و عظمت اور شوکت کی اسلامی دعوت

جنگ کا دوسرا مرحلہ

امام الغازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب مسلمانوں نے فجر کی نماز پڑھی تو وہ اس انتظار میں تھے کہ کفار کوئی اقدام کریں گے۔ اتنے میں لشکر کفار سے ایک پادری اپنے خچر پر سوار کمر میں زنار باندھے آ گیا اور کہا: اے مسلمانوں! میں تمہارے امیر سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں، چنانچہ اس کو حضرت عیاض رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا، حضرت عیاض رضی اللہ عنہ زمین پر ایک چٹائی پر بیٹھے تھے اور آپ کے اردگرد پروقار شیر بیٹھے تھے کوئی امتیازی شان آپ رضی اللہ عنہ کی نہیں تھی سب کے ساتھ مل کر بیٹھے تھے تلواریں رانوں پر رکھی ہوئی تھیں، پادری یہ دیکھ کر دہشت زدہ ہو گیا اور پھر کہا:

پادری: اے قوم! تمہارا امیر کون ہے؟

مسلمانوں نے حضرت عیاض رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ ہمارا امیر ہے۔

پادری: اے نوجوان! آپ ان کے امیر ہیں؟

حضرت عیاض رضی اللہ عنہ: لوگ ایسا کہتے ہیں، جب تک میں اللہ تعالیٰ کا فرمان بردار ہوں امیر ہوں ورنہ نہیں۔

پادری: مجھے بطلیموس نے بھیجا ہے وہ چاہتے ہیں کہ آپ کے سمجھدار لوگوں سے مذاکرات کریں۔

حضرت عیاضؓ نے مسلمانوں سے پوچھا کہ کون اس بادشاہ کے ساتھ گفتگو کے لئے تیار ہے، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے فرمایا کہ میں جانے کے لئے تیار ہوں لیکن میری مرضی کے دس آدمی مجھے دیجئے، حضرت عیاضؓ نے فرمایا آپ خود انتخاب کرلیں، چنانچہ آپؓ نے ساتھیوں کو منتخب کرنے کے لئے فرمایا کہاں ہے ابوایوب انصاریؓ؟ کہاں ہے ابن جریرؓ؟ کہاں ہے مسعود بدریؓ؟ کہاں ہے عمار بن حصینؓ؟ اس طرح آپ نے دس ساتھیوں کو اٹھایا سب لبیک کہہ کر اٹھے، آپؓ نے فرمایا کہ خوب اسلحہ سے مسلح ہو کر جاؤ۔ چنانچہ سب زرہ ڈھال تیر و تلوار اور نیزے اٹھا کر تیار ہو گئے، پھر حضرت مغیرہؓ اپنے خیمے گئے، پہلے زرہ پہنی پھر کمر پر چمڑے کا پٹہ لگایا اور اس میں دائیں طرف ایک خنجر اور بائیں جانب دوسرا خنجر لگا کر تلوار لے لی جس میں جواہر جڑے ہوئے تھے، پھر گندم گون نیزہ کندھے پر رکھا اور اپنے عمدہ گھوڑے پر سوار ہو کر غلاموں کو تیار کر کے روانہ ہوئے، حضرت عیاضؓ نے فرمایا اے ابوشعبہ! آپ اس ملعون سے صاف صاف بات کریں پہلے اس کو اسلام کی دعوت دیں اگر نہیں مانا تو پھر جزیہ کی بات کریں، نہیں تو پھر تیز دھار تلواروں کی جنگ ہوگی۔ اب پادری آگے آگے اور یہ داعیان اسلام اسلحہ میں غرق میں گھوڑوں اور خچروں پر سوار شاہینوں کی طرح پیچھے پیچھے تکبیر و تہلیل اور درود شریف پڑھتے ہوئے بڑھنے لگے۔

ان کے جانے کے بعد حضرت عیاضؓ نے ان پر آخری نگاہ ڈالی اور اتنا روئے کہ داڑھی تر ہوگئی، زیاد بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ اے امیر! آپ کیوں رو رہے ہیں تو آپؓ نے فرمایا اے ابن ثابت! یہ لوگ اللہ کے دین کی مددگار ہیں اگر ان کو کوئی نقصان پہنچا تو کل میں اللہ کے سامنے کیا عذر پیش کروں گا۔ گلشن اسلام کے یہ جیالے جب لشکر کفار کے بیچ میں پہنچے تو زور زور سے **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کا نعرہ لگایا جب مسلمان پہنچ گئے تو اندر سے دربان اور ارکان دولت نے آ کر کہا کہ اب آپ لوگ بادشاہ کے خیمہ کے پاس آگئے، اب گھوڑوں سے اتر جاؤ اور ہتھیار اتار دو۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ نے فرمایا:

"فَقَالَ الْمُغِيرَةُ أَمَّا خُيُولُنَا فَنَنْزِلُ عَنْهَا وَ أَمَّا سُيُوفُنَا فَلَا نَنْزِعُهَا فَإِنَّهَا عِزُّنَا وَ مَا كُنَّا بِالَّذِي يَنْزِعُ عِزَّهُ الَّذِي يَعْتَزُّ بِهِ دَهْرَهُ۔"

ترجمہ: حضرت مغیرہؓ نے فرمایا جو ہمارے گھوڑے اور سواریاں ہیں اس سے ہم اتر جائیں گے لیکن جو ہماری تلواریں ہیں اس کو ہم کبھی نہیں رکھیں گے کیونکہ یہ ہماری عزت و عظمت ہے اور ہم ایسے نہیں ہیں کہ اپنی اس عزت کو اتار دے جس سے ہم اہل زمانہ پر غالب آئے ہیں۔

دربانوں نے ہتھیاروں سمیت اس کو اندر جانے کی اجازت دے دی۔

علامہ واقدیؒ فرماتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھوڑے، اپنے غلاموں کو تھما دیئے اور خود پیدل ہو کر اکڑ اکڑ کر تلواروں کو گھسیٹتے ہوئے اور کفار کی صفوں کو چیرتے ہوئے قالین دیباج اور بڑے بڑے تکیوں کو پھلانگتے ہوئے بے خوف و خطر بادشاہ کے پاس پہنچ گئے، دربار کی اس شان و شوکت کو دیکھ کر صحابہ نے اللہ اکبر کا ایسا مستانہ نعرہ لگایا کہ بادشاہ کا خیمہ ہل گیا اور لوگوں کے رنگ متغیر ہو گئے، دربانوں نے آواز دی کہ بادشاہ کے سامنے سجدہ کرو، حضرت مغیرہؓ نے فرمایا کہ سجدہ صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے اسلام میں غیر اللہ کے لئے سجدہ نہیں ہے، وہاں سونے چاندی کی کرسیاں تھیں، صحابہ اس پر نہیں بیٹھے اور ریشمی قالینوں کو الٹ دیا، دربانوں نے کہا تم نے بے ادبی کی، صحابہ نے فرمایا یہ عین ادب ہے، سجدہ صرف اللہ کے لئے ہے اور تمہارے فرش سے اللہ کا فرش زیادہ پاک ہے ہمیں اسی زمین کی طرف جانا ہے اور اسی سے ہم پیدا ہیں۔

بطلیموس سے گفتگو

بادشاہ بطلیموس خود عربی اچھی طرح جانتا تھا اس لئے کسی ترجمان کی ضرورت نہیں تھی آپس کی گفتگو اس طرح ہوئی۔

بطلیموس: آپ لوگ بیٹھ جایئے اور بات کریں۔

مغیرہ بن شعبہؓ: یا آپ اپنے تخت سے اتر کر ہمارے ساتھ زمین پر بیٹھ جائیں یا ہم لوگ تخت پر آپ کے ساتھ بیٹھ جائیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کے ذریعے سے عزت دی ہے۔

بطلیموس: آپ لوگ اوپر تخت پر آجائیں۔

مغیرہ بن شعبہؓ: اپنا یہ ریشمی چادریں ہٹا کر ہم آپ کے پہلو میں بیٹھ جاتے ہیں، چنانچہ تخت پر سب بیٹھ گئے۔

بطلیموس: متکبرانہ انداز سے دیکھ کر کہا آپ میں سے بات کون کرے گا؟

صحابہ کرامؓ: ہماری طرف سے بات کرنے والا مغیرہ بن شعبہؓ ہوگا۔

بطلیموس: حضرت مغیرہؓ سے، آپ کا نام کیا ہے؟

حضرت مغیرہؓ: جی جناب عبداللہ مغیرہ میرا نام ہے۔

بطلیموس: سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے مسیح کو سب سے افضل بنایا اور ہم کو بہتر بادشاہ اور سردار بنایا۔

حضرت مغیرہؓ: اس کے کلام کو کاٹتے ہوئے فرمایا سب تعریفیں اس رب کے لئے جس نے محمد ﷺ کے ذریعہ سے ہم کو اسلام کی دولت عطا کی اور آپؐ کو سب سے افضل نبی بنایا اور ہم کو سب امتوں سے افضل امت بنایا۔

بطلیموس: غصہ کو ضبط کر کے، آپ لوگ پہلے تجارت وغیرہ کے لئے آتے تھے ہم احسان کرتے تھے تم فقر و فاقہ میں تھے اب اس دفعہ تم لوگوں نے اسلحہ اٹھایا اور ملکوں کو فتح کیا بادشاہوں کو ذلیل کیا، عورتوں کو باندیاں بنایا اور شام و مصر اور فارس سے فارغ ہو کر اب ہمارے پاس آگئے ہو تم لوگ جوار اور جو کھایا کرتے تھے اب تم نے ہمارے اموال سے لطف اٹھایا جواہرات اور سونے سے کھیلنے لگے ہو جو کچھ لیا ہے وہ ہضم کر و اور ہمارے شہر سے واپس جاؤ ہم تم سے تعارض نہیں کریں گے ورنہ ہمارا شہر اور علاقہ بڑا محفوظ ہے اور ہمارے لوگ بڑے بہادر ہیں تم اس دھوکہ میں نہ پڑو کہ تم نے بادشاہوں کی بیٹیاں باندیاں بنادیں بڑے بڑے جرنیلوں کو مارا عمدہ لباس پہنا اور ایسے کھانے کھائے جس کو تم جانتے بھی نہ تھے، اب سب معاف ہے تم واپس جاؤ، اگر تم واپس گئے تو ہم تم میں سے ہر سپاہی کو سو دینار اور ایک زربفت عمامہ دیں گے اور

امیر الحرب کو ایک ہزار دینار، دس زر بفت عمامے اور دس جوڑے کپڑے دیں گے اور تمہارے خلیفہ کو دس ہزار دینار اور سو ریشمی جوڑے اور سو زر بفت عمامے دیں گے، بشرطیکہ تم واقعی واپس جاؤ اور پھر ہمارا رخ نہ کرو۔

حضرت مغیرہؓ: تم نے بات مکمل کی اب میری بات سنو:

اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں، اللہ نہ کسی سے پیدا ہوا ہے نہ اس سے کوئی پیدا ہے نہ اس کا کوئی ہمسر ہے، ہمارے نبی نے اور پھر اسلام نے ہم کو یہی توحید سکھائی ہے ہم بت پرست تھے لیکن اللہ نے ہم کو ہدایت دی ہے، اب ہم پر نماز روزہ زکوٰۃ حج اور جہاد فرض ہے، تم اسلام قبول کرلو ورنہ جزیہ ادا کرو ذلت کے ساتھ، نہیں تو پھر لڑنے کے تیار ہو جاؤ۔

بطلیموس: ذلت کے ساتھ کا کیا مطلب؟

مغیرہؓ: وہ اس طرح کہ تم کھڑے ہونگے اور تلوار تمہارے سر پر منڈلا رہی ہوگی اور تم ٹیکس ادا کرو گے۔

یہ کہنا تھا کہ اس ملعون نے صحابہؓ کی طرف چھلانگ لگادی، ادھر سے حضرت مغیرہؓ نے اس پر چھلانگ ماری نعرہ تکبیر بلند ہوا اور تلواریں برہنہ ہوگئیں صحابہ کرامؓ نے یقین کرلیا کہ بس اب موت ہے یہیں سے ہمارا حشر برپا ہوگا، راوی کہتا ہے بطلیموس نے جب ہماری تلواروں کی نوکوں پر موت کا نظارہ کیا تو کہنے لگا رک جاؤ میں امتحان کر رہا تھا تم قاصد ہو قاصد کو کوئی قتل نہیں کرتا۔

اب حضرت مغیرہؓ نے اس کے تخت پر اس کے ساتھ ایسی ٹیک لگائی کہ قریب تھا کہ اس کی ران ٹوٹ جاتی کیونکہ حضرت مغیرہؓ بھاری جسم والے تھے وہ اپنے تخت کے بالکل کنارے تک کھسک گیا تھا اور پھر کچھ گفتگو ہوئی، اس نے دوسری پیش کش کی حضرت مغیرہؓ نے ٹھکرادی کہ تم کافر ہو، اس نے پھر کہا کہ تم سے عقل والا کوئی ہو سکتا ہے، حضرت مغیرہؓ نے فرمایا کہ بے شمار ہیں مثلاً عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ اور ہمارے امیر خالد بن ولیدؓ جو عنقریب تیری طرف آنے والے ہیں۔

بطلیموس نے کہا اے کانے! مجھے تو علیؓ کے دیکھنے کا شوق ہے میں نے اس کے بارے میں بہت کچھ سنا ہے، حضرت مغیرہؓ نے فرمایا کہ وہ اس سے بلند تر ہے کہ تیرے جیسے کتے کی ملاقات کے لئے آجائے باقی میں بے شک کانا ہوں لیکن یہ جہاد فی سبیل اللہ میں تیرے جیسے کتے کے ساتھ مقابلہ میں ضائع ہوگئی، یہ عار نہیں ہے بلکہ فخر ہے۔ جنگ یرموک کے یوم التعویر میں حضرت مغیرہؓ کی آنکھ شہید ہوگئی تھی، آخر میں بطلیموس نے کہا کہ تم اپنے بڑوں کو میرے پاس لے آؤ تا کہ میں دیکھ سکوں۔ ان کا خیال تھا کہ جب وہ آجائیں گے تو میں ان کو قتل کر دوں گا۔

بہر حال حضرت مغیرہؓ نے واپس آکر حضرت عیاضؓ کو سب صورت حال سے آگاہ کیا، انہوں نے فرمایا خدا کی قسم! وہ شیطان تمہاری تلواروں سے ڈر گیا ورنہ وہ تمہیں قتل کر دیتا۔ یہ آدمی ہوشیار ہے لیکن شیطان اس پر سوار ہے۔

نوٹ: میرے محترم دوستو! یہ تھی صحابہؓ کی دعوت اس کو بار بار پڑھیں اور پھر اس داعی کو دیکھیں کہ جب اسے کہا جاتا ہے کہ بھائی قادیانی، رافضی، منکرین حدیث، یہودی، ہندو عیسائی کو بھی دعوت دے دو تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم ابھی تک اس پوزیشن میں نہیں کہ ان کو دعوت دیں ہم تو اپنے سوئے مسلمانوں کو جگا رہے ہیں اب تک ہمارا ایمان بنا نہیں ہے اور دوسری طرف دعوت کے تمام فضائل جہاد و رباط کے سارے فضائل علم کے تمام فضائل اپنے لئے خاص سمجھتے ہیں اللہ حفاظت فرمائے۔ (مؤلف)

حق کے میدان میں صحابہؓ کی بہادری

جنگ کا تیسرا مرحلہ

اس گفتگو اور مذکرات کے بعد صحابہ کرامؓ نے رات بھر جنگ کی تیاری کی، کفار نے بھی پوری رات جنگ کی تیاری میں لگا دی، جاسوسوں سے اندازہ ہو گیا تھا کہ صبح کو سخت لڑائی ہونے والی ہے، چنانچہ جب صبح کی نماز ہوئی تو حضرت عیاضؓ نے صفوں کے بیچ میں آکر فرمایا: ”اللہَ اللہَ الجنۃ تحت ظلال السیوف“ یعنی اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو جنت تلواروں کے سائے

میں ہے۔

یہ اسی گفتگو میں تھے کہ اچانک کفار کا لشکر پہنچ گیا آگے آگے صلیب تھی اور ساتھ ساتھ پادری تھے، ارکان دولت اور مذہبی پیشوا اور زمیندار جاگیردار سب شامل تھے اور الگ الگ ٹکڑوں میں یہ فوج بٹی ہوئی تھی جس کی کل تعداد اسی ہزار تھی۔

حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کی بہادری

کسی بڑی جنگ کی تیاری ہو رہی تھی کہ اچانک ایک جرنیل جو ہر قسم کے فاخرانہ لباس میں ملبوس اور اسلحہ میں غرق تھا میدان میں آیا اور کہا: مقابلہ کے لئے کوئی ہے؟ محمدی کھچار سے حضرت قعقاعؓ میدان میں کود پڑے، دو دو ہاتھ مقابلہ ہوا پھر حضرت قعقاعؓ نے اس کے سینہ میں ایسا نیزہ مارا جو پشت کی جانب سے جا چمکا اور اللہ کا دشمن واصل جہنم ہوا۔

اس کے بعد ایک اور عجمی کافر مقابلے کے لئے آ گیا یہ شخص بادشاہ کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والا خاص آدمی تھا اس کے مقابلے میں حضرت مسیبؓ بن نجبۃ میدان میں آئے اور اس ملحد پر حملہ کیا لیکن اس نے تلوار کو ڈھال پر لیا اور حضرت مسیبؓ کی تلوار ہاتھ سے چلی گئی، اب عجمی کافر نے نہتے مسیبؓ پر حملہ کیا لیکن آپؓ نے اس کا وار خالی کر دیا، پھر آپؓ ادھر ادھر دیکھ رہے تھے کہ کوئی تلوار دے دے اتنے میں حضرت قعقاعؓ نے جا کر آپ کو تلوار دی، مسیبؓ نے پلٹ کر ایسا حملہ کیا کہ اس کو وہیں ڈھیر کر دیا۔ رومیوں نے جب یہ حالت دیکھی تو ایک دم حملہ آور ہوئے۔

اب گھمسان کی لڑائی برپا ہوگئی، اللہ کا دشمن بادشاہ بطلیموس خود سواری پر آب و تاب اور تاج کے ساتھ میدان میں تھا کفار کی ایک جماعت نے مسلمانوں کے میمنہ پر حملہ کر دیا، یہ لوگ بے جگری سے لڑ رہے تھے اس حصہ میں اکثر اہل بیت تھے، حضرت فضل بن عباسؓ تو کبھی میمنہ اور کبھی میسرہ کبھی اِدھر کبھی اُدھر گھمسان کی لڑائی میں مصروف تھے، اللہ تعالیٰ فضل بن عباسؓ کو جزائے خیر دے آپ نے اہل بیت کو ساتھ ملا کر وہ مقابلہ کیا جس کا بیان کرنا مشکل

ہے، حضرت فضلؓ نے کفار کے سب سے آگے صلیب بردار کمانڈر پر حملہ کیا، اس کے سینہ میں ایسا نیزہ مارا جو پشت سے جا نکلا وہ شخص ہلاک ہوا اور صلیب زمین پر گر گئی، بطلیموس نے جب دیکھا کہ صلیب گر گئی تو اس نے یقین کر لیا کہ اب حکومت ختم ہو گئی، اب صلیب کی پجاری صلیب حاصل کرنے کے لئے بار بار شدید حملے کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سپاہی ان کو صلیب کے قریب آنے نہیں دے رہے ہیں، پھر حضرت فضلؓ نے گھس کر اندر سے صلیب کو اپنے قبضہ میں لے لیا اور واپس آ کر مسلمانوں کے حوالہ کر کے دوبارہ پلٹ کر سخت حملہ کیا عام مسلمان بھی حملہ میں شریک ہو گئے، شدید معرکہ برپا ہوا آنکھیں چکرانے لگیں اور شور و غوغا سے زمین گونج اٹھی۔

بطلیموس نے جب یہ حالت دیکھ لی تو اس نے اپنی پانچ ہزار خاص فوج کے ساتھ مسلمانوں کے میسرہ پر حملہ کیا اور مسلمانوں کی ایک جماعت کو شہید کر دیا بہت سارے زخمی ہوئے لیکن وہ استقلال سے لڑ رہے تھے حضرت فضل بن عباسؓ کبھی میمنہ کبھی میسرہ اور کبھی قلب لشکر سے دفاع کر رہے تھے، حضرت قعقاعؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت مسیبؓ اور حضرت براء بن عازبؓ تو ایسے لڑے کہ جسم پر خون کے اس طرح ٹکڑے جم گئے گویا کلیجے کے پارچے ہیں۔

اب لشکر کفار سے ایک جرنیل باہر آیا گویا کہ پہاڑ تھا، حضور ﷺ کے غلام حضرت سفینہؓ اس کے مقابلہ پر آئے، آپؓ اس کو مارنا ہی چاہ رہے تھے کہ پیچھے سے کسی نے وار کیا اور نیزہ کی چرچراہٹ کمر کی ہڈی میں ظاہر ہوئی اور کافر مارا گیا دیکھا تو حضرت زیادؓ نے اس کو مارا تھا۔

اب تو کفار نے حملہ اور تیز کر دیا اور گھمسان کا ایسا رن پڑا کہ زمین ہل گئی، نیزے سانپوں کی طرح گوشت نوچ رہے تھے اور گلشن محمدیؐ کے جیالے کلمۃ اللہ کی صدائیں بلند کر رہے تھے، صبح سے شام تک سخت لڑائی جاری تھی کہ رات نے آ کر دونوں فریقوں کو جدا کر دیا، دونوں فریقوں نے اپنے مقتولین کی تلاش شروع کر دی، کفار کے ساڑھے پانچ ہزار آدمی مارے جا چکے تھے جن میں بیس ارکان دولت و حکومت اور بادشاہ کی مجلس کے خاص لوگ تھے، بڑے بڑے جرنیل زمین پر تڑپ رہے تھے تو راقم نے پھر کہا:

مِنْ عَھْدِ عَادٍ کَانَ مَعْرُوفاً لَنَا أَسْرُ الْمُلُوْکِ وَ قَتْلُھَا وَ قِتَالُھَا

یعنی بادشاہوں سے لڑنا انہیں قید و قتل کرنا زمانہ قدیم سے ہمارے جانے پہچانے کارنامے ہیں۔

صحابہ کرامؓ نے جب دیکھا تو میدان میں ان کے ڈھائی سو شہزادے شہید ہو چکے ہیں، ان کو دیکھ کر امیر الحرب اور دوسرے مسلمان بہت روئے اور پھر ان کو دفن دیا، سچ ہے۔

خَلَقَ اللہُ لِلْحُرُوْبِ رِجَالاً وَ رِجَالاً لِقَصْعَۃٍ وَ ثَرِیْدٍ

یعنی اللہ تعالیٰ نے بعض لوگوں کو لڑنے کے لئے پیدا کیا ہے اور بعض لوگوں کو قورمے اور ثرید کھانے کے لئے۔

اہل بیت میدان کارزار میں
جنگ کا چوتھا مرحلہ

اس شکست اور نقصان کے بعد بطلیموس نے اپنے لوگوں کو بہت ڈانٹا اور کہا کہ تم بزدل ہو تم نے بادشاہوں کو رسوا کیا، تم بادشاہوں کی خدمت کے اہل نہیں ہوا، انہوں نے کہا کہ جناب ہم کل پورے تیار ہو کر نہیں گئے تھے اور ہم عربوں کے لئے کمین بٹھائیں گے اور ایک ایک ہو کر کٹ مریں گے لیکن پیچھے نہیں ہٹیں گے، پھر بطلیموس خبیث نے آس پاس کی ریاستوں سے مدد طلب کی چنانچہ اس نے جرنیل طحا اور دوسرے جرنیلوں کے نام خطوط روانہ کئے جن کے پاس دس دس ہزار کا لشکر جرار تیار تھا۔

ادھر گلشن اسلام کے جیالے فجر کی نماز پڑھ کر جلدی جلدی گھوڑوں پر سوار ہوئے اور صفوں کو ترتیب دے کر آمادہ جنگ ہوئے اتنے میں کفار نے حملہ کر دیا پانچ ہزار کا لشکر آگے آگے تھا قریب آ کر وہ گھوڑوں سے اتر گئے اور خندقوں میں بیٹھ گئے، سامنے تیروں کی بوریاں رکھ دیں اور مسیحؑ کی قسم اٹھا کر کہا کہ موت تک لڑیں گے کفار نے تیر اندازی کے لئے زنجیروں میں جکڑے ہوئے لوگوں کا ایک دستہ بھی سامنے بٹھا دیا، چنانچہ ان کی طرف سے بیک وقت دس ہزار تیر مسلمانوں پر پھینکے جاتے تھے، مسلمانوں کا قلب لشکر اور میمنہ بری طرح منتشر ہو گیا اور

کفار ٹڈی دل لشکر کے ساتھ سیلاب کی طرح امنڈ آئے، مسلمانوں کے گھوڑے جم نہ سکے اور بہت سارے لوگ پسپا ہو گئے، حضرت فضل بن عباسؓ اور اہل بیت میں سے آپ کا بھائی اور اولاد عقیلؓ اور عبداللہ بن جعفرؓ اور بنی ہاشم کے بہت سارے جیالے میدان میں ڈٹے رہے، زیاد بن حارثؓ، مغیرہ بن شعبہؓ، حضرت مسیبؓ اور دوسرے کمانڈر استقلال کے ساتھ موت کی جنگ لڑ رہے تھے مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا تھا اور اللہ کا دشمن بطلیموس اِدھر سے اُدھر اپنے لشکر مہمیز کر رہا تھا اور وسط لشکر میں گھوم رہا تھا۔

مسلمان میدان میں لڑ رہے تھے کہ اچانک پیچھے سے کفار کا لشکر کمین گاہ سے نکل آیا اور حملہ کر دیا، اب تو مسلمان کفار کے بیچ میں ایسے تھے جس طرح سیاہ اونٹ کے جسم میں سفید داغ ہوتا ہے سب نے یقین کر لیا کہ بس یہیں سے محشر ہوگا، اہل بیت بے جگری سے لڑ رہے تھے اور حضرت عثمانؓ کے لخت جگر ابان بن عثمانؓ اپنی شجاعت کے وہ جوہر دکھا رہے تھے کہ لوگ حیران تھے، مسلمان بیچ میں گھرے ہوئے تھے، بہت سارے شہید ہو گئے تھے اور بہت زخمی ہو گئے تھے اتنے میں حضرت قعقاعؓ نے آواز دی کہ اے مسلمانو! ایک ساتھ جڑ جاؤ اور سب کفار کی طرف منہ کر و اور تیر چلاؤ۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ ایک جگہ اکٹھے ہو گئے، اس کے بعد سب نے مل کر زنجیروں والے دستے پر گھوڑوں سے حملہ کر کے ان پر گھوڑے چڑھا دیئے، چنانچہ گھوڑوں نے ان کو روند ڈالا، اونٹوں نے اس کو پیس لیا، ملعون بطلیموس نے جب یہ حالت دیکھی تو غصہ ہوا اور حملہ مزید تیز کر دیا اب سورج غروب ہو گیا اور بہادر طلوع ہو گئے اور اللہ کی نصرت اتر آئی، حضرت جعفر بن عقیلؓ نے لشکر کفار میں گھس کر جھنڈا بردار بڑے جرنیل کو قتل کر دیا لیکن رومیوں نے اکٹھا ہو کر آپ کو شہید کر دیا پھر آپ کے بھائی علی بن عقیلؓ نے بڑھ کر حملہ کیا اور ایک کمانڈر کو قتل کیا۔ رومیوں نے آپ کو بھی شہید کر دیا، پھر زہد بن زیاد آگے بڑھے اور کفار کو مارا انہوں نے اکٹھا ہو کر آپ کو بھی شہید کر دیا۔

اب تو اہل بیت اور بنی ہاشم نے غضب ناک شیروں کی طرح کفار پر ایسا حملہ کر دیا کہ

کو ربھاگنے پر مجبور ہو گئے اور باب جبل اور باب بحری تک بھاگ گئے لیکن لڑائی جاری تھی مسلمانوں کا شعار ''یانصر اللہِ انزل'' تھا۔شدید معرکہ میں تلواروں اور نیزوں کی آوازیں اٹھ رہی تھیں اور چمک دکھائی دے رہی تھی اب مسلمانوں نے کفار کو گھیرے میں لیا تھا،صبح تک گھمسان کی لڑائی ہوئی ،بطلیموس نے ہر طرف سے اپنے ساتھیوں کا دفاع کیا اور پھر سب کے سب قلعہ بند ہو گئے اور فصیلوں پر چڑھ گئے ،مسلمانوں نے معرکہ میں اپنے شہیدوں کو ڈھونڈا تو پانچ سوبیس نو جوان شہید ہو چکے تھے جن میں کافی اہل بیت کے تھے۔

حضرت فضل بن عباسؓ اور عبداللہ بن جعفرؓ اور مسلم بن عقیل اپنے رشتہ داروں اور بھائیوں کی لاشوں پر آ کر رو دیئے ،شہداء سے لپٹ گئے اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کی۔اس وقت ایک سپاہی نے مرثیہ میں ایک قصیدہ پڑھا جس کے چند اشعار یہ ہیں۔

① یَا عَیْنُ اَبْکِیْ عَلیٰ السَّادَاتِ مِنْ هَاشِمٍ — وَعُصْبَةِ الْمُخْتَارِ خَیْرِ الْاَنَامِ

② نُوْحِیْ عَلیٰ اللَّیْثِ ابْنِ عَمِّ النَّبِیِّ — هُوَ جَعْفَرُ الْمَشْهُوْرُ لَیْثُ هُمَامٍ

③ وَابْکِیْ عَلَی الشُّهَدَاءِ لَاتَغْفُلِیْ — مَالَاحَ بَرْقٌ اَوْ تُغَنِّیْ حَمَامٍ

④ فَلَاتَلْقٰی الْبَطْلَیُوْسُ خَیْرًا وَلَا — اَجْنَادُهٗ اَهْلُ الصَّلِیْبِ اللِّئَامِ

⑤ لَنَأْخُذَنَّ الثَّارَ یَاقَوْمَنَا — بِطَعْنِ خَطِّیْ وَحَدِّ الْحُسَامِ

① اے آنکھ! سادات بنی ہاشم اور احمد مختارؐ کی اولاد پر خوب رولو۔

② نبی اکرمؐ کے چچازاد بھائی عظیم الشان شیر جعفر نامدار پر خوب گریہ کر۔

③ جب تک روشنی ہے اور کبوتر شاخ نشیمن پر ترنم کناں ہے تو بغیر غفلت کے سب شہداء کو رولو۔

④ صلیب پرست کمینہ بطلیموس اور اس کی فوج کبھی خیر و بھلائی نہیں پائیں گے۔

⑤ اے مجاہد ساتھیو! ہم خطی نیزوں اور تیز تلواروں سے اپنے شہداء کا بدلہ ضرور لیں گے۔

تبصرہ

اس معرکہ کے بعد اہل بیت سے محبت کے دعویدار حضرات سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس میدان کا یہ نقشہ آپ کے سامنے ہے، ہوش اور سنجیدگی سے غور کرلو ان سادات نے کن لوگوں کے ساتھ مل کر جان کی بازی لگائی ہے اگر میر المومنین کو آپ دیکھیں تو وہ عمر بن الخطابؓ ہیں اگر میدان میں دیکھیں تو سب صحابہ کرامؓ ہیں، اگر پہلو میں دیکھو تو ابان بن عثمانؓ یا ابن صدیقؓ یا ابن عمر ہیں، ایک میدان میں ایک دل وجان ہوکر یہ حضرات کفر کا مقابلہ کررہے ہیں، ایک دوسرے کے شہیدوں پر رورہے ہیں، عمر فاروقؓ ان کے لئے اور وہ عمر فاروقؓ کے لئے دعائیں کرتے ہیں، حضرت علیؓ مدینہ منورہ میں عمر فاروقؓ کے قاضی اور مشیر ہیں، عثمانؓ اہل شوریٰ میں بیٹھے ہیں، میدان کارزار کے سپاہی پر فخر کرتے ہیں اور مدینہ کے اہل قیادت ان سپاہیوں پر فخر کرتے ہیں، پھر آپ کو کہاں سے معلوم ہوا کہ یہ آپس میں دشمن اور ایک دوسرے کے لئے ظالم مظلوم تھے؟ اگر آپ کا خیال یہ ہے کہ اہل بیت نے تقیہ کیا تھا تو پھر عرض ہے کہ آپ بھی اسی طرح تقیہ کریں صحابہ کرامؓ کے ساتھ اور خلفاء راشدین کے ساتھ اس طرح تقیہ کرنا گویا آپ کے بزرگوں کی سنت ہے تو آپ پر لازم ہے کہ زبان سے کچھ نہ کہیں اور قلم سے کچھ نہ لکھیں میں دردمندانہ عرض کرتا ہوں کہ اے اہل بیت سے محبت کے دعوے کرنے والو! آپ کو دھوکہ لگا ہے یا کسی نے دھوکہ میں رکھا ہے خدا کے لئے واپس آجاؤ معاملہ صرف دنیا کا نہیں ہے بلکہ قیامت اور آخرت کی ابدی زندگی کا ہے، صحابہ کرامؓ ہمارا سرمایہ افتخار ہیں اگر اہل بیت کو برا کہیں گے تو اپنے کو ننگا کر کے ذلیل ہوجاؤ گے اور اگر آپ صحابہ کرام کو برا کہو گے تو آپ برہنہ ہوکر ذلیل ہوجاؤ گے، سب صحابہؓ واہل بیت ہماری عزت اور ہماری عظمت ہے خدارا یہ عزت کا لباس ہے اسے تار تار نہ کریں، اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔ آمین (مؤلف)

بحر یوسفیؑ میں لشکر اسلام کے گھوڑے تیرتے ہیں
جنگ کا پانچواں مرحلہ

حضرت عیاضؓ نے بڑے بڑے کمانڈروں کی ماتحتی میں صحابہ کرامؓ کو بہنسا قلعہ کے مختلف ابواب پر متعین فرمایا اب صحابہؓ میں ابوایوب انصاریؓ، ابودجانہ، جابر بن عبداللہؓ اور دیگر مشہور صحابہ موجود تھے، حضرت قعقاع بن عمروؓ اور مسیبؓ دوہزار کا لشکر لے کر باب الجبل پر مورچہ زن ہوئے اور حضرت مغیرہ بن شعبہؓ اور ابولبابہؓ نے دوہزار کے لشکر کے ساتھ باب توما پر جا کر پوزیشن سنبھال لی، ان حضرات نے محاصرہ تنگ کیا لیکن بطلیموس کو کچھ پرواہ نہ تھی، انہوں نے حفاظتی انتظامات بہت کر دیئے تھے اور خود روزانہ اسلحہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے خاص جرنیلوں کے ساتھ چکر لگایا کرتے تھے کیونکہ شہر کی فصیل اتنی چوڑی تھی کہ بوجھ کے ساتھ دو گھوڑے بیک وقت اس پر گزر سکتے تھے، ایک ماہ تک ایسی ہی حالت تھی کہ کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔

اُدھر حضرت خالدؓ نے عبدالرحمن بن ابی بکرؓ اور عبداللہ بن عمرؓ کو ''فیوم'' کے علاقہ جات پر چڑھائی کے لئے لشکر کے ساتھ بھیجا تھا اس لشکر نے وہاں مختلف جگہوں پر کارروائی کر کے ایک ماہ کے اندر اندر پورا علاقہ ''فیوم'' فتح کیا اور واپس آ گئے وہاں کا مال غنیمت پیش کر دیا، حضرت خالدؓ مقام ''نویرۃ'' میں قیام پذیر تھے۔

ابومنہالؒ فرماتے ہیں کہ ہم مالک نخعیؒ کے ساتھ تھے، فجر کی نماز مسلمانوں نے ادا کی، بہنساء قلعہ کا محاصرہ تنگ ہو رہا تھا کہ اچانک صبح کے وقت لشکر کفار نے مسلمانوں پر حملہ بول دیا، روشنی پھیلنے کے بعد معلوم ہوا کہ جرنل طحا اور ذات ابراج کے جرنیل نے بطلیموس کے خط کے جواب میں ان کی مدد کے لئے بیس ہزار کا لشکر جرار تیار کر کے پہنچا دیا ہے، مسلمانوں نے اگرچہ بحر یوسفیؑ کے پلوں اور اہل مقامات پر مورچے بٹھا دیئے تھے لیکن یہ لشکر دریا عبور کرتے ہوئے قلعہ کے قریب آ گیا، مسلمان تو قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے بیٹھے تھے ان کو کچھ خبر نہ تھی کہ پیچھے سے کفار نے ان پر حملہ کر دیا ہے یہ حملہ باب شرقی کے جانب سے تھا کفار کے تین ہزار آدمی مسلمانوں کے

امیر کے دو ساتھیوں پر حملہ آور ہونے لشکر اسلام کے سپاہیوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور پھر ساتھیوں سے کہا کہ جریونی کی طرف پشت کرکے مقابل دشمن ہو جاؤ۔ ادھر قلعہ والوں نے بھی ترشگے اور ڈھول بجا بجا کر اس طرف کے مسلمانوں پر حملہ بول دیا مسلمان شریف زادوں کی طرح استقلال کے ساتھ لڑے۔ لشکر کفار نے ہر قسم کے نعرے لگائے اور مسلمانوں کو گھیر لیا مسلمانوں کا امیر اسی جگہ شہید ہو گئے اور ان کی قبر قلعہ اور بحر یونی کی دیواروں کے ساتھ ہی مسلمانوں کی اس حالت کا پتہ دوسری طرف کے مسلمانوں کو چلا تو وہ حضرت قعقاعؓ کی معیت میں بحر یونی کے کنارے پہنچے انہوں نے آواز دی کہ کیا ہوا اس طرف سے گھرے ہوئے مسلمانوں نے جواب دیا کہ کچھ معلوم نہیں کہ یہ کفار کہاں سے آئے ہیں لیکن انہوں نے ہمیں گھیرے میں لے لیا ہے، چالیس آدمی شہید ہو گئے ہیں اور کمانڈر مارا گیا ہے، یہ سن کر حضرت قعقاع بن عمروؓ نے اس طرح دعا مانگی اور پھر اپنے گھوڑے کو دریا میں ڈال دیا:

"بِسْمِ اللّٰهِ وَ عَلٰى بَرَكَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ اِنَّنَا اَفْضَلُ مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ عِنْدَكَ وَ قَدْ فَرَقْتَ لَهُمُ الْبَحْرَ۔"

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نام اور رسول اللہ ﷺ کی برکت کے واسطے سے میں تیرتا ہوں، اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ ہم لوگ بنی اسرائیل سے تیرے ہاں افضل ہیں حالانکہ تو نے بنی اسرائیل کے لئے دریا میں پھاڑ کر راستے بنا دیئے۔ (تو ہمارے لئے بھی بنا)

یہ دعا مانگ کر آپ دریا میں گھوڑے کے ساتھ اتر کر پار ہو گئے، گھوڑے کے سم بھی پانی میں تر نہ ہوئے اور آپؓ باب شرقی کے اس جانب اتر گئے، قلعہ دریا کے بالکل کنارے پر تھا، آپؓ کے بعد دو ہزار صحابہ کرامؓ اپنے گھوڑے دریا میں ڈال کر اس طرف جا نکلے اور کفار کے ساتھ شدید معرکہ شروع ہوا۔ راقم الحروف نے اس مناسبت سے پھر کہا:

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو
طلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

شدید لڑائی جاری تھی کہ اچانک حضرت رفاعہؓ کا دستہ ایک ہزار لشکر پر مشتمل آ پہنچا، دونوں طرف سے لشکر اسلام کے نعروں نے قلعہ بہنساء کو ہلا کر رکھ دیا، سب نے مل کر کفار پر حملہ کر دیا، حضرت فضل بن عباسؓ اور مسلم بن عقیل مصروف جنگ تھے کہ حضرت قعقاعؓ نے کفر کے سرغنے ذات ابراج کے جرنیل پر شدید حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ فضل بن عباسؓ نے شیر کی طرح جرنیل طحا پر حملہ کر کے اسے واصل جہنم کیا اور محمدی کچھار کے ان غضب ناک شیروں نے اپنے اپنے مدمقابل کا فر غادر کو قتل کر دیا، ایک طرف بحری یوسفیؑ موجوں سے ٹھاٹھیں مار رہا تھا اور دوسری طرف فوجِ محمدی کے شیر کفر کی لومڑیوں کو دبوچ رہے تھے، اس مناسبت سے راقم نے پھر کہا:

مِنْ عَهْدِ عَادٍ كَانَ مَعْرُوْفًا لَنَا أَسْرُ الْمُلُوْكِ وَقَتْلُهَا وَقِتَالُهَا

یعنی بادشاہوں سے لڑنا انہیں قید وقتل کرنا زمانہ قدیم سے ہمارے جانے پہچانے کارنامے ہیں۔

جب کفار نے دیکھا کہ ان کے جرنیل مارے گئے تو بھاگ نکلے، ایک بڑی جماعت بحر یوسفیؑ میں جا ڈوبی اور بہت سارے مارے گئے اور تین ہزار گرفتار کر لئے گئے قیدیوں کو قلعہ بہنساء کے سامنے قتل کر دیا گیا، بطلیموس نے جب یہ دیکھا تو جل بھن گیا اور مسلمانوں نے نو ماہ تک اس قلعہ کا محاصرہ کیا، سچ ہے:

خَلَقَ اللهُ لِلْحُرُوْبِ رِجَالاً وَرِجَالاً لِقَصْعَةٍ وَثَرِيْد

عبداللہ بن جعفرؓ اور میخائل کا مقابلہ
جنگ کا چھٹا مرحلہ

مسلمانوں نے بحر یوسفیؑ پر پل بنا دیا جبکہ قلعہ سے ان پر پتھروں کی بارش ہو رہی تھی پھر قلعہ کا محاصرہ اور تنگ بنایا نو ماہ تک صحابہ کرامؓ نے اس قلعہ کی چار دیواری کا محاصرہ جاری رکھا۔

امام التاریخ علامہ واقدیؒ فرماتے ہیں کہ اس قلعہ سے ایک سرنگ باہر کو جاتا تھا اسی راستے سے کفار تک باہر سے مواد غذائیہ پہنچتا تھا اور اندر سے جو شخص باہر جاتا تھا اس کا بھی یہی راستہ تھا، اس زمین دوز راستے کا صحابہ کرامؓ کو علم نہ تھا، ادھر ''فیوم'' کا علاقہ جب فتح ہوا تو صحابہؓ کے لئے سامان رسد اور گھاس اور لکڑی کا انتظام وہاں سے ہو گیا، حضرت عیاضؓ نے اسی مقصد کے لئے حضرت میاسؓ کی ماتحتی میں دوسو صحابہ کرامؓ کو ''فیوم'' کی طرف روانہ کیا کہ وہاں سے ہر قسم ضروریات لے آئیں یہ حضرات وہاں گئے، سب سامان تیار کر کے خچروں پر لادا اور بہنساء کی طرف واپس لوٹ آئے۔

ادھر بطلیموس ملعون کے جاسوسوں کو اس مہم کا پورا علم ہو گیا، انہوں نے آ کر بطلیموس کو آگاہ کیا، بطلیموس نے اپنے مشہور جرنیل میخائل کو ایک ہزار کا لشکر دے کر مسلمانوں کا راستہ روکنے کے لئے بھیجا، یہ لوگ زمین دوز اسی سرنگ سے نکل آئے اور تیزی سے جا کر ''دیر'' مقام میں کمین بنا کر بیٹھ گئے، صحابہ کرامؓ واپسی پر اس مقام پر پہنچے تو یہ لوگ کمین گاہ سے نکل کر ان پر حملہ آور ہوئے، حضرت شداد بن اوسؓ فرماتے ہیں کہ جب اللہ کے دشمنوں نے ہمارا گھیراؤ کیا تو ہم نے یقین کر لیا کہ اب یہیں سے ہمارا حشر برپا ہوگا، چنانچہ ہم نے سخت ٹکر لی اور شدید مقابلے میں ڈٹ گئے، کمانڈر میاسؓ نے جنگی جھنڈا اپنے بیٹے کے ہاتھ میں دے دیا اور خود کمر باندھ کر بے جگری سے لڑتے لڑتے شہید ہو گئے، اس طرح ایک سو مسلمان پل بھر میں شہید ہو گئے اور باقی ماندہ سپاہیوں کو کفار نے گرفتار کر لیا، اس جماعت میں عبداللہ بن انیس جہنی بھی تھے جس کے تیز دوڑنے کے لئے حضور اکرم ﷺ نے خصوصی دعا بھی کی تھی یہ صحابی ہوا کی طرح اڑتے چلے گئے اور مسلمانوں کو چیخ کر پکارا ''النَّفِیر، النَّفِیر، اِرْکَبُوا یامسلمون''۔ چلو چلو، مسلمانو! سوار ہو جاؤ، مسلمان کود پڑے، حضرت عیاضؓ نے عبداللہ بن جعفرؓ کو ایک ہزار لشکر پر امیر بنا کر بدلہ لینے اور قیدیوں کے چھڑانے کے لئے روانہ کیا، ایک رہبر ساتھ ہو کر محمدی کھچار کے یہ غضب ناک شیر اڑتے چلے گئے، جب اس مقام کے قریب پہنچے تو سب نے کمین گاہ میں

بیٹھ کر کفار کا انتظار کیا۔ اتنے میں ایک بڑا لشکر کفار نمودار ہوا، مسلمان قیدی زنجیروں میں جکڑے ہوئے گھوڑوں پر لادے ہوئے تھے۔ چاندنی رات تھی، ان کو دیکھ کر گلشن محمدی کے شاہین ان پر جھپٹ پڑے، نعرہ تکبیر بلند ہوا اور گھمسان کی لڑائی برپا ہو گئی۔

عبداللہ بن جعفرؓ نے مسلمانوں کو بلند آواز سے کہا "یہ انتظار کیوں؟" بس پھر کیا تھا ہر شیر نے اپنے سامنے کے شکار کو دبوچ لیا اور قید کر لیا، حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے آگے بڑھ کر ہاشمی مطلبی حملہ کر کے میخائل کے سینہ میں ایسا نیزہ مارا جو آر پار نکل گیا اور اللہ کا دشمن ڈھیر ہو گیا، جرنیل میخائل کے مارے جانے سے کفار بھاگ اٹھے اور مسلمانوں نے کاٹنا شروع کر دیا، صبح ہونے تک پانچ سو آدمی تو معرکہ میں مارے گئے اور پانچ سو گرفتار ہوئے اور قید شدہ مسلمانوں کو رہا کرا دیا، پھر حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے اپنے شہداء کو وہیں پر دفنا کر کفار کے گرفتار شدگان کو لے کر میخائل کا سر نیزہ پر اٹھا کر لشکر اسلام کی طرف واپس آ گئے، جب یہاں کے مسلمانوں نے دیکھا تو دونوں طرف سے تکبیر کی صدائیں بلند ہوئیں، فصیل سے دشمن نے دیکھا کہ کیا نیا واقعہ پیش آیا، معلوم ہوا کہ میخائل کا سر نیزے پر اٹھایا گیا ہے اور مسلمانوں کے ہاتھ میں کفار کے قیدی پکڑے جکڑے ہیں، رومیوں نے رو رو کر چہروں پر طمانچے مارے اور پھر بطلیموس کو اطلاع کر دی وہ بے حد پریشان ہوا، حضرت عیاضؓ نے ان پانچ سو قیدیوں کو باب قندوس کے بلند ٹیلہ پر لا کر اسلام کی دعوت دے دی، انہوں نے انکار کیا تو بطلیموس کے سامنے سب کو قتل کر دیا گیا، بطلیموس جل بھن گیا کیونکہ بڑا جرنیل قتل ہو چکا تھا اور پوری فوج تباہ ہو چکی تھی۔ سچ ہے:

کانّما الدین نصف حل ساحتهم بکل قرم الی لحم العدا قرم

یعنی دین اسلام صحابہ میں ہر سردار کے گھر میں مہمان بن کر اتر آیا اور ضیافت میں دشمن کا گوشت طلب کیا۔

حضرت فضل بن عباسؓ اور جرنیل کراکر کا مقابلہ
جنگ کا ساتواں مرحلہ

اس ہزیمت کے بعد بادشاہ بطلیموس نے اپنے جرنیلوں سے مشورہ کیا اور کہا کہ اب میں خود مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہتا ہوں، مجلس میں جرنیل کراکر اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ آپ کی طرف سے میں ان عربوں کے لئے کافی ہوں میں ان پر اچانک شدید حملہ کردوں گا بادشاہ نے کہا کہ پھر اپنی پسند کی فوج چن کر لے لو اور چلے جاؤ۔ جرنیل کراکر نے مشہور بہادر کمانڈروں اور منتخب دس ہزار لشکر کو ساتھ لیا، پادریوں نے انجیل کھول کر دعائیں دیں اور بادشاہ نے ان کو خوب جوش دلایا یہ دس ہزار کا لشکر جرار باب قندوس سے تیزی کے ساتھ نکل کر مسلمانوں پر حملہ آور ہوا۔

حضرت مالک نخعی فرماتے ہیں کہ ہم تھکے ہوئے تھے شدید سردی بھی تھی کئی دن سے نیند بھی نہیں کی تھی کچھ لوگ سوئے ہوئے تھے اور کچھ صحابہ کرامؓ اپنے اوراد وعبادت میں مشغول تھے اور کچھ صحابہ پہرہ دے رہے تھے کہ اچانک قلعہ کا دروازہ کھل گیا اور ٹڈل دل لشکر نیزے اور تلواریں اور مشعلیں اٹھائے ہوئے کفریہ نعرے لگاتا ہوا پہنچ گیا۔

صحابہ کرامؓ نے آوازیں بلند کیں کہ دشمن نے ہم کو اچانک گھیر لیا ہے اٹھو اٹھو اور مقابلہ کرو۔ اب کسی کے ہاتھ میں تلوار آئی کسی کے ہاتھ میں نیزہ کوئی بغیر ٹوپی اور کوئی بغیر قمیص صرف ازار بند میں اٹھ کھڑا ہوا، کسی کے جسم پر صرف قمیص تھی کسی کے ہاتھ میں بغیر زین کا گھوڑا آیا کوئی پیدل چل پڑا، دشمن نے مسلمانوں کو مارنا شروع کردیا، کسی کی گردن کٹ گئی، کسی کا ہاتھ اڑ گیا کسی کے پیٹ اور کسی کی پیٹھ میں زخم آئے اور کافر غادر جرنیل کراکر اونٹ کی طرح ہڑ بڑا رہا تھا اور فخر کر رہا تھا، اس نے سرخ لباس پہنا تھا اور ہر قسم کی زینت سے آراستہ تھا۔

اب مسلمانوں میں قتل وغارت گری کا بلائے عظیم نازل ہوا اور ہر طرف چیخ وپکار کا شور تھا، ادھر قلعہ کی فصیلوں سے کفار اس لشکر کو جوش دلا رہا تھا، کفریہ نعرے لگ رہے تھے، طبلے بج رہے تھے اور مشعلیں اتنی روشن کی ہوئی تھیں کہ رات میں دن کا سماں بنا ہوا تھا۔

لشکر اسلام کے جیالے کچھ سنبھل گئے اور مقابلہ کے لئے آگے بڑھے اللہ تعالیٰ رحمتیں نازل فرمائے فضل بن عباس پر اور ان کے ساتھیوں فضل بن ابی لہب، ابوذر غفاری، ابودجانہ، قعقاع بن عمرو، عبداللہ بن جعفر، زیاد بن ابی سفیان بن حارث، مسیب، مغیرہ بن شعبہ، مسلم بن عقیل اور ابوامامہ رضی اللہ عنہم پر کہ یہ لوگ گھمسان کی لڑائی میں گھس گئے اور اللہ کے لئے جانوں کی بازی لگادی۔

جرنیل کراکر دائیں بائیں حملے کرتا تھا کہ اتنے میں محمدی کچھار کے شیر فضل بن عباس رضی اللہ عنہ نے ان پر شدید حملہ کردیا۔

وَضَرَبَهُ بِالسَّيْفِ عَلٰى عَاتِقِهِ الْاَيْمَنِ فَاَطْلَعَ السِّنَانُ يَلْمَعُ مِنْ عَاتِقِهِ الْاَيْسَرِ فَوَقَعَ يَخُوْرُ فِي دَمِهٖ وَعَجَّلَ اللهُ بِرُوْحِهٖ اِلَى النَّارِ فَبِئْسَ الْقَرَارِ۔

یعنی فضل بن عباس رضی اللہ عنہ نے جرنیل کراکر کو دائیں شانے ایسی تلوار ماری جو بائیں شانے پر جا چمکی پس وہ گر کر اپنے خون میں خرخر کرتا ہوا لت پت ہوگیا اور اللہ تعالیٰ نے بہت جلد اس کی روح کو جہنم پہنچا دیا جو برا ٹھکانہ ہے"۔

اس کے بعد مسلمان کمانڈروں نے اپنے سامنے دوسرے اہم افسروں کو مارا اس کو دیکھ کر کفار بھاگ اٹھے اور مسلمانوں نے ان کا پیچھا کیا، قلعہ کے دروازے تک ان کو مارا اور وہ قلعہ بند ہوگئے، مسلمانوں نے ایک ہزار دو سو پچاس آدمیوں کو گرفتار کرلیا اور تین ہزار کو قتل کردیا، بڑے بڑے جرنیل زمین پر تڑپ رہے تھے اور بہت سارے قید میں تھے اور میں نے ایک پھر کہا:

مِنْ عَهْدِ عَادٍ كَانَ مَعْرُوْفًا لَنَا   أَسْرُ الْمُلُوْكِ وَقَتْلُهَا وَقِتَالُهَا

یعنی بادشاہوں سے لڑنا اور انہیں قید وقتل کرنا زمانہ قدیم سے ہمارے جانے پہچانے کارنامے ہیں۔

اس کے بعد مسلمان معرکہ کی جگہ پر آئے اور اپنے شہداء کو تلاش کیا، معلوم ہوا کہ چار سو پینتیس (۴۳۵) صحابہ کرام جام شہادت نوش فرما چکے تھے، بحر یوسفؑ اور قلعہ کے پاس ایک ایک قبر میں چار چار یا چھ چھ یا آٹھ آٹھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دفنا دیئے گئے، اس طرح دشت و بیابان

میں ہمیں یہ قبریں سبق دے رہی ہیں۔

حَتّٰی یُقَالَ اِذَا مَرُّوْا عَلٰی جَدَثِیْ　　یَا اَرْشَدَ اللّٰہُ مِنْ غَازٍ وَّ قَدْ رَشَدَا

یعنی جب میری قبر پر گزرنے والا گزرنے گا تو یہ کہے گا واہ واہ! کتنا بڑا غازی اور شہید ہے۔

امام التاریخ علامہ واقدیؒ اپنی تاریخ پر فخر کرتے ہیں

علامہ واقدی نے اس مقام پر اپنی جمع کردہ مستند تاریخ کے بارے میں کچھ کلمات ارشاد فرمائے ہیں، بغیر ترجمہ کے علماء و طلباء کے لئے عربی عبارت نقل کرنا چاہتا ہوں۔ (مؤلف)

قَالَ الْوَاقِدِیُّ رَحمہ اللہ مَاحَدَّثْتُ فِی ھٰذَا الْکِتَابِ الْاَعْلٰی قَاعِدَۃِ الصِّدْقِ، وَاَذْکُرُ مَاوَقَعَ مِنَ الْاُمُوْرِ وَاُحَدِّثُ عَنْ اَصْحَابِ التَّوَارِیْخِ وَثِقَاتِ الْمُحَدِّثِیْنَ مِنْ اَصْحَابِ السِّیَرِ وَمِنْ سِمَاعِ کَلَامِھِمْ کَاالدُّرَرِ۔ فَھٰذَا کَالْعِقْدِ النَّفِیْسِ فِی السُّلُوْکِ لَایَلِیْقُ سِمَاعُہٗ اِلَّا لِذَوِی الْبَصَائِرِ وَالْعُلَمَاءِ وَالْمُلُوْکِ، فَاِنَّہٗ نُزْھَۃُ النَّاظِرِ وَیَشْرَحُ الْخَاطِرَ۔ لَمْ یَجْمَعْ اَحَدٌ مِثْلَہٗ مِنْ اَھْلِ السِّیَرِ لِمَافِیْہِ مِنَ الْاَمْثَالِ وَالْعَجَائِبِ وَ الْاَخْبَارِ الصَّحِیْحَۃِ الْمَنْقُوْلَۃِ عَنْ ثِقَاتِ الْمُحَدِّثِیْنَ، یَتَلَذَّذُ بِذٰلِکَ الْمُسْتَمِعُوْنَ"۔ (ج:۲، ص:۱۹۵)

حضرت خالدؓ کا قلعہ بہنساء کی طرف روانگی
جنگ کا آٹھواں مرحلہ

بطلیموس کے ساتھ جنگ نے جب طُول کھینچا اور مسلمانوں کو کافی نقصان اٹھانا پڑا تو مشورہ کے بعد حضرت عیاضؓ نے حضرت خالدؓ کو اس طرح خط لکھا:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

مِنْ عَبْدِ اللّٰہِ عِیَاضٍ اِلَی الْاَمِیْرِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِیْد۔

اِعْلَمْ اَیُّھَا الْاَمِیْرُ اَنَّنَا فَتَحْنَا الشَّامَ وَالْعِرَاقَ وَالْیَمَنَ وَالْحِجَازَ وَلَمْ نَجِدْ فِی التُّرْکِ وَالرُّوْمِ وَالْفُرْسِ وَالدَّیْلَمِ اَلْعَنَ مِنْ ھٰذَا الْمَلْعُوْنِ بِطْرِیْقِ الْبَھْنَسَاءِ الْبَطْلِیُوْسِ وَلَا

اَکْثَرَ مِنهُ خِدَاعًا وَ لَا مَکْرًا وَ لَا حِیلَۃً وَ اِنَّھَا مَدِیْنَۃٌ اَھِلَّۃٌ بِالْخَیْلِ حَصِیْنَۃٌ وَ قَدْ خَدَعُوْنَا مِرَارًا وَ قَتَلُوْا مِنَّا رِجَالًا فَاَنْجِدْنَا بِنَفْسِکَ وَ بِمَنْ مَّعَکَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ۔

ترجمہ: اللہ کے بندے عیاض کی طرف سے یہ خط امیر عام حضرت خالدؓ کے نام۔

''اے امیر آپ یہ بات جان لیں کہ ہم نے شام عراق یمن اور حجاز کو فتح کیا ہے، ہم نے ترک، روم، فارس اور دیلم کے سب لوگوں میں بہنساء کے جرنیل بطلیموس نے زیادہ مکار، دھوکہ باز، حیلہ ساز اور ملعون کسی کو نہیں پایا یہ شہر گھوڑوں سے بھرپور ہے اور لوگوں کی کثرت کی وجہ سے محفوظ ہے، کئی باران لوگوں نے ہم سے دھوکہ کر کے ہمارے کئی آدمیوں کو شہید کیا آپ سے التماس ہے کہ آپ بذات خود اور دوسرے مسلمانوں کے ساتھ ہماری مدد کو آجائیں۔

والسلام

حضرت خالدؓ نے جب یہ خط پڑھا تو **لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ** پڑھ کر اہل شوریٰ سے مشورہ کر کے اس طرح خط کا جواب دیا۔

اِنَّ الْاَمِیْرَ خَالِدٌ قَادِمٌ عَلَیْکَ بِرِجَالِہٖ وَ اَیَّ رِجَالٍ۔ والسلام

ترجمہ: امیر خالد آپ کے پاس اپنے جوانوں کے ساتھ جوانوں کے ساتھ پہنچنے والے ہیں۔ واہ واہ ان جوانوں کا کیا کہنا۔

اس کے بعد حضرت خالدؓ نے حضرت زبیر بن عوام کو بلا کر تین سو سپاہی اس کی کمان میں دے کر روانہ کیا اور فرمایا کہ جب تم قلعہ بہنساء تک پہنچ جاؤ تو نعرہ تکبیر و تہلیل بلند کرو۔ اس کے بعد آپؓ نے حضرت مقداد بن اسودؓ اور حضرت ضرار بن ازورؓ کو دو سو سپاہی دے کر روانہ کر دیا۔ اس کے بعد آپؓ نے عبداللہ بن عمرؓ اور عبدالرحمن بن ابی بکرؓ کو دو سو شہسوار دے کر رخصت کیا، اس کے بعد آپ نے حضور ﷺ کے ماموں حضرت سعید بن زیدؓ اور عقبہ بن عمارؓ کو دو سو کا لشکر دے کر بھیج دیا، ان سب کو حضرت خالدؓ نے فرمایا کہ ایک دوسرے کے نقش قدم

پر برابر بڑھتے چلو۔اس کے بعد صبح کے وقت حضرت خالدؓ انصار اور مہاجرین کے باقی ماندہ صحابہ کو لے خود بہنساء کی طرف چل پڑے۔

حضرت زبیرؓ نے جب بہنساء قلعہ کو دیکھا تو یہ اشعار پڑھے۔

① اَتَیْنَاکُمْ عَلٰی خَیْلٍ عِتَاقٍ — شَبِیْهِ الرِّیْحِ یَوْمَ الْاِسْتِبَاقِ

② نُذِلُّ حُمَاتَکُمْ بِالسُّمْرِ لَمَّا — نَجُوْلُ بِهَا مَعَ الْبِیْضِ الرِّقَاقِ

③ وَنَقْتُلُ کُلَّ مَلْعُوْنٍ وَبَاغٍ — عَلَی الْاِسْلَامِ مِنْ اَهْلِ النِّفَاقِ

④ وَنَحْنُ حُمَاةُ دِیْنِ اللهِ حَقًّا — نُقِرُّ بِاَنَّ رَبَّ الْعَرْشِ بَاقِیْ

⑤ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا خَیْرُ الْبَرَایَا — رَسُوْلُ اللهِ لِلْعُلْیَاءِ رَاقِیْ

① ہم تمہارے پاس ایسے عمدہ گھوڑوں پر سوار ہو کر آئے ہیں جو میدان جنگ میں ہوا کی مانند ہیں۔

② ہم گندم گون نیزوں اور تیز دھار تلواروں کے ساتھ تمہارے حامیوں کو گھوم گھوم کر ذلیل کر دیں گے۔

③ ہم اسلام کے خلاف ہر منافق، باغی اور ہر ملعون کو قتل کر دیں گے۔

④ ہم اللہ تعالیٰ کے برحق دین کے حامی ہیں اور ہم اقرار کرتے ہیں کہ عرش کا مالک ہمیشہ باقی ہے۔

⑤ اور ہم یہ بھی اقرار کرتے ہیں کہ محمد ﷺ سب مخلوق سے افضل اور اللہ کے برگزیدہ رسول ہیں۔

اس کے حضرت عبدالرحمنؓ اور ابن عمرؓ اپنے لشکر کے ساتھ نمودار ہوئے، دونوں نے اچھے اچھے اشعار پڑھے لیکن میں نقل نہ کر سکا۔

لشکر اسلام کے یہ جیالے یکے بعد دیگرے عظمت و وقار کے ساتھ آتے رہے، حضرت ضرار بن ازورؓ نے عیاضؓ سے کہا کہ دشمن کھا پی رہا ہے اور تم با ہر مشقت میں پڑے ہو یہ کیا بیٹھنا ہے یہ کہہ کر آپؓ نے قلعہ پر حملہ بول دیا اور یہ رجز پڑھا:

① سَأَضْرِبُ فِی الْعُلُوْجِ بِکُلِّ عَضْبٍ — شَدِیْدِ الْبَأْسِ ذِیْ حَدٍّ صَقِیْلٍ

② وَاَضْرِمُ فِیْ عُلُوِّ الْبَابِ نَارًا — وَاَرْمِیْ الْقَوْمَ بِالْخَطْبِ الْجَلِیْلِ

③ وَاَتْرُکُ دَارَهُمْ مِنْهُمْ خَرَابًا ولم امهل بها من شیخ خضبا

④ فَوَیْلٌ ثُمَّ وَیْلٌ ثُمَّ وَیْلٌ لهم منی بمشتبد العذابا

⑤ سَأَقْتُلُ کُلَّ بَاغٍ کَانَ مِنْهُمْ بحد المثقف و البانی العلم نیابا

① میں ہر تیز دھار چمکدار تلوار سے تمہی کافروں کو ماروں گا۔

② اور بڑے دروازے کو آگ لگا کر عظیم مصیبت کفار پر ڈال دوں گا۔

③ ان کے قلعے کو میں ویران کردوں گا اور ان کا کوئی مددگار نہیں ہوگی باقی نہیں چھوڑوں گا۔

④ پس رونے چیخنے چلانے کے وقت میری طرف سے ان کے لئے ہلاکت ہو۔

⑤ تیز دھار تلوار اور لمبے نیزہ سے میں عنقریب ان کے ہر سرکش کو قتل کروں گا۔

حضرت ضرارؓ ترنم کے ساتھ یہ اشعار پڑھ رہے تھے اور تیروں کی بارش ہو رہی تھی شدید معرکہ جاری تھا کہ ملعون بطلیموس اپنے خاص فوج کر لے کر باب الشمع کی طرف آگے بڑھ رہا تھا اور قلعہ کے برجوں سے مسلمانوں پر فلاخن وغیرہ سے پتھر برسائے جا رہے تھے، عظیم معرکہ برپا ہو گیا اور مسلمانوں کو پتہ چلا تو وہ چیخ کر اس طرف آ گئے لشکر کفار سے ایک بڑا جرنیل میدان میں آ کر مقابل کا خواہاں ہوا، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ میدان میں آئے تو جرنیل نے ان پر حملہ کر دیا، سخت جنگ شروع ہوگئی، جرنیل کو حضرت مغیرہؓ نے تلوار ماری تو آپ کے ہاتھ سے تلوار گر گئی، کفر کے سرغنہ نے حضرت مغیرہؓ پر وار کرنا چاہا کہ اتنے میں صفوں کو چیرتے ہوئے عبدالرحمن بن ابی بکرؓ آگے آئے اور حضرت مغیرہؓ کو تلوار دی، آپؓ نے جرنیل پر تلوار کا وار کیا لیکن اس نے وار خالی دیا، اب دونوں کی کشتی شروع ہوگئی، حضرت مغیرہؓ نے ان کو گرانے کی بڑی کوشش کی لیکن وہ دفاع کرتا رہا، اتنے میں حضرت ضرارؓ پیدل ہو کر آئے اور جرنیل پر تلوار کا وار کیا، اس کی ناک کٹ گئی لیکن اس نے حضرت مغیرہؓ کو پکڑتے ہوئے زمین پر گرا دیا، اس وقت رومیوں نے حضرت مغیرہؓ اور حضرت ضرارؓ دونوں پر حملہ بول دیا اور دونوں کو نرغے میں لے لیا، قریب تھا کہ دونوں شہید ہو جاتے کہ اتنے میں صفوں کو چیرتے ہوئے تین آدمی آئے۔

ایک عبداللہ بن عمرؓ تھے دوسرے مقداد بن اسودؓ تھے اور تیسرے عبدالرحمن بن ابوبکر صدیقؓ تھے، انہوں نے آ کر رومیوں کو منتشر کر دیا کچھ کو قتل کیا اور دونوں مسلمانوں کو بچالیا، حضرت ضرارؓ نے اپنے مقابل جرنیل کو قتل کیا اور واپس آ گئے۔

ادھر بادشاہ بطلیموس دائیں بائیں خوب لڑ رہا تھا اور پھر میدان میں مقابل کا خواہاں ہوا، حضرت مقدادؓ مقابلے کے لئے نکل آئے، دونوں کی تلواریں ٹکرائیں نیزہ بازی ہوئی، حضرت مقدادؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جاہلیت اور اسلام میں بہت جنگیں لڑی ہیں لیکن میں نے بطلیموس کی طرح کوئی مکار بہادر نہیں دیکھا، لڑتے لڑتے گھوڑے تھک گئے تو اس نے مجھ سے کہا کہ تیرا گھوڑا تین پاؤں پر کھڑا ہے میں نے نیچے دیکھا تو اس خبیث نے میری خَود پر تلوا ماری خَود کٹ گئی مجھے معمولی زخم آیا اور وہ واپس ہو گیا۔

حضرت خالدؓ کا بہنساء پہنچنا اور شدید معرکہ

میدان کارزار گرم تھا شدید جنگ ہو رہی تھی کہ اتنے میں سرمایہ اسلام سَیْفٌ مِنْ سُیُوْفِ اللہ حضرت خالدؓ بہنساء پہنچ گئے، زوردار تکبیروں کی صدائیں بلند ہوئیں اور درود و تہلیل کے نغموں سے فضا گونج اٹھی، حضرت خالد بن ولیدؓ شیر ببر کی طرح آگے بڑھ رہے تھے اور رجز کے یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

① فَوَیْلَکَ یَا بَطْلُوْسُ مِنْ سَیفِ خَالِدٍ   اِذَا اشْتَدَّتِ الْهَیْجَاءُ وَالْحَرْبُ یَرْفَعُ

② فَلَا رَحِمَا لرَّحْمَنُ بَطْلُوْسَ کَافِراً   وَیَلْعَنُهٗ کُلُّ الْمَلَائِکِ اَجْمَعُ

③ فَاِنْ قَدَّرَ الْمَوْلٰی سَأَخْرِبُ دَارَهٗ   وَاَتْرُکُهَا مِنْ بَعْدِهٖ وَهِیَ بَلْقَعُ

④ بِحَدِّ یَمَانٍ اِذَا مَا جَذَبْتَهٗ   تَذِلُّ لَهٗ کُلُّ الْعُدَاةِ وَتَخْضَعُ

① اے بطلیموس! جب میدان گرم اور لڑائی زوروں پر ہو تو تجھے خالد کی تلوار سے ہلاکت نصیب ہو گی۔

② اللہ تعالیٰ بطلیموس کافر پر رحم نہ کرے اور اس پر سب فرشتوں کی لعنت ہو۔

③ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہو تو میں بطلیموس کے گھر کو برباد کر کے چٹیل میدان بنا کر چھوڑوں گا۔

④ یہ کارروائی ایسی یمنی تلوار سے ہوگی کہ جب میں اسے کھینچ لیتا ہوں تو سارے دشمن ذلیل ہوکر عاجزی کرنے لگتے ہیں۔

حضرت خالدؓ کی وجہ سے ایک شدید معرکہ برپا ہوا، ہر طرف گردنیں کٹ کر گر رہی تھیں، بطلیموس ملعون ہر طرف سے حملہ کررہا تھا، حضرت خالدؓ نے اس پر شدید حملہ کیا جب میسرہ پر حملہ کیا تو وہ میمنہ کی طرف دوڑ پڑا جب وہاں سے اس پر خالدؓ جا گرے تو وہ قلب میں جا گھسا، جب وہاں خالدؓ نے صفوں کر چیر کر اس پر حملہ کیا تو سب رومی بطلیموس کو اپنی حفاظت میں لے کر قلعہ کے دروازہ کی طرف بھاگ اٹھے اب حضرت خالدؓ اور محمدی کچھار کے دوسرے شیروں نے ان کا پیچھا کیا، کفار بھاگ رہے تھے اور مسلمان انہیں کاٹ رہے تھے، قلعہ کے دروازہ تک ان لوگوں کو مسلمانوں نے بھگا دیا اور خوب مارا وہ لوگ قلعہ بند ہوکر فصیلوں پر چڑھ بیٹھے۔

اس معرکہ میں کفار کے چار ہزار آدمی مارے گئے تھے اور ایک ہزار پانچ سو گرفتار ہوئے تھے قیدیوں میں بعض بڑے بڑے جرنیل تھے، ان سب کو حضرت خالدؓ پر پیش کیا گیا، آپؓ نے ان پر اسلام پیش کیا سب نے انکار کیا، چنانچہ قلعہ کے سامنے ان کی گردنیں اڑائی گئیں۔ اللہ تعالیٰ کے یہ باغی اور دین حق کے یہ دشمن زمین پر تڑپ رہے تھے اور میں نے کہا:

أَسْرُ الْمُلُوْكِ وَقَتْلُهَا وَقِتَالُهَا　　مِنْ عَهْدِ عَادٍ كَانَ مَعْرُوْفًا لَنَا

ترجمہ: بادشاہوں سے لڑنا انہیں قید وقتل کرنا زمانہ قدیم سے ہمارے جانے پہچانے کارنامے ہیں۔

لشکر اسلام نے اپنے سپاہیوں کو تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ دوسو اسی پروانے دین حق کی بازی لگا چکے تھے اور شہادت کے رتبہ عالیہ پر فائز ہو چکے تھے، سچ ہے۔

خَلَقَ اللّٰهُ لِلْحُرُوْبِ رِجَالاً　　وَرِجَالاً لِقَصْعَةٍ وَّثَرِيْدٍ

بطلیموس کا مسلمانوں پر شب خون مارنا
جنگ کا نواں مرحلہ

شکست فاش کے بعد بطلیموس نے اپنے خاص ارکان دولت سے مشورہ کیا کہ تم جانتے ہو کہ عرب نے ہمارے ساتھ کیا کچھ نہ کیا اب بتاؤ کیا کرنا چاہئے سب نے کہا کہ ہم تو غلام حاضر ہیں مرضی آپ کی ہے، بطلیموس نے کہا کہ اب میں ایک خاص داؤ استعمال کرنا چاہتا ہوں پھر اس نے چوکیدار کے علاوہ باقی ہر ایک فوجی اور غیر فوجی تمام افراد کو جمع کیا اور اس طرح کہا:

میں نے ارادہ کیا ہے کہ عربوں پر شبخون ماردوں، اندھیری رات ہے اور ہم لوگ راستے سے واقف ہو تو ہم ایک ساتھ ہو کر عربوں کے عوام کو قتل کر کے پھر ان کے خواص کو ختم کر دیں گے اس طرح اپنے دلوں کو ٹھنڈا کر دیں گے اور یہ بھی ممکن ہے کہ مسلمانوں کے امیر کو میں قید کر لوں پھر تو سب مقاصد حل ہو جائیں گے، اس لئے تم میں سے ہر آدمی آج رات کے لئے تیار ہو جائے لوگوں نے کہا بہت اچھا بہت خوب۔''

لوگ اسلحہ پہن کر آ گئے، اب سب تیار تھے کہ کس وقت اشارہ ملتا ہے اور ہم نکلیں، چنانچہ برجوں پر سے ناقوس اور نرسنگے بجائے گئے اور سب لشکر لمبے قطاروں کی شکل میں باہر آ گئے، بطلیموس کے ساتھ بیس ہزار خصوصی لشکر تھا، انہوں نے سب کو وصیت کی کہ جب سوئے ہوئے لوگوں تک پہنچ جاؤ تو سب پر تلوار اور خنجر چلاؤ، اگر کوئی امان بھی مانگے تو کسی کو امان مت دو، ہاں ان کے امیر کو زندہ گرفتار کر لو۔

اس لشکر جرار کا شور جب مسلمانوں نے سنا تو ایک دوسرے کو پکارا اور غضب ناک شیروں کی طرح اپنے شکار پر جھپٹ پڑے، کفار کے آنے سے پہلے مسلمان تیار ہو گئے تاہم ترتیب قائم نہ کر سکے، حضرت خالدؓ کو جب پتہ چلا تو آپؓ نے یہ نعرہ لگایا: ''ہائے مدد، ہائے ناموس محمد ﷺ ہائے اسلام، رب کعبہ کی قسم! ہمارے ساتھ دھوکہ کیا گیا ہے، مولائے کریم مدد فرما۔''

آپؓ ننگے سر بغیر خود اسلحہ لے کر میدان میں کود پڑے، آپؓ پانچ سو ساتھیوں کے ساتھ

باب توما کی طرف آگے بڑھے، بڑے بڑے بہادر مثل فضل بن عباسؓ ،مقداد بن اسودؓ ، ابوذر غفاریؓ ،مسیب وغیرہ آپؓ کے ساتھ تھے،آپؓ نے کفار پر حملہ کرتے ہوئے فرمایا: ''اَنَا الْفَارِسُ الصِّنْدِیْدُوَ الْبَطَلُ الْمَجِیْدُ اَنَاخَالِدُبْنِ وَلِیْدُ'' یہ کہہ کر آپؓ لشکر کفار میں جاگھس گئے،اوپر فصیل سے پتھروں اور تیروں کی بارش ہورہی تھی اور نیچے بطلیموس شدید حملہ کر رہاتھالیکن مسلمان استقلال کے ساتھ لڑ رہے تھے۔

بطلیموس نے آواز دی کہ ہماری صلیب کس کے پاس ہے،حضرت فضل بن عباسؓ نے فرمایاہاں میرے پاس ہے، میں تیرا مقروض ہوں ہاں میں تجھے قتل کردوں گاہاں میں رسول اللہ ﷺ کا چچازاد بھائی ہوں۔

بطلیموس نے شیر کی طرح حضرت فضلؓ پر حملہ کیااور کہاکہ میں تجھے ہی ڈھونڈ رہاتھااب دونوں پہلوانوں کا معرکہ شروع ہواتلواریں ٹکرائیں،ان دونوں کی آدھی رات تک اس طرح لڑائی ہوئی کہ کسی نے ایسا مقابلہ کبھی نہ دیکھا ہوگا،حضرت فضلؓ کی تلوار ٹوٹ گئی، اب تو دشمن نے آپ کوآسان شکار سمجھ لیا کہ ابھی اسکو قید کردیں گے کہ اچانک لشکر کفار کی صفوں کو چیرتے ہوئے دو شہسوار آپہنچے ان کے پیچھے لشکر کاایک دستہ بھی تھااوران سے آگے ایک سوار برابر لڑ رہا تھا، دیکھاتو وہ حضرت خولہ بنت ازورؓ تھی اوروہ دو شہسوارایک توعبدالرحمن بن ابی بکرؓ تھااور دوسراابان بن عثمانؓ تھا انہوں نے اور پھر پیچھے دستے نے رومیوں پر حملہ کردیااور فضل بن عباسؓ اور حضرت خولہؓ کوان کے نرغے سے باہر نکالا، پھر بطلیموس پر شدید حملہ کیالیکن وہ قلعہ کے دروازہ تک بھاگا اور قلعہ بند ہوگیا۔

ادھر حضرت خالدؓ کبھی باب توما پر حملہ کر کے لڑتے تھے کبھی باب الجبل پر آگرتے تھے اور کبھی باب قندوس میں جاگھستے تھے،دوسری طرف حضرت عیاضؓ ابطال المسلمین کے ساتھ باب الجبل پر تکبیروں کی گونج میں مقابلے پر آئے،اس طرف سے ایک جرنیل ''یوحنا'' دس ہزار کفر کالشکر لے کر آگیااور عظیم الشان معرکہ برپاہوگیا،اس شدید معرکہ میں شان والے صحابہ

حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ پر کسی کافر نے قلعہ کی فصیل سے بڑا پتھر پھینکا جس سے وہ شہید ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

اس کے بعد حضرت عیاض رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایسا حملہ کیا کہ رومی پسپا ہو گئے، مسلمانوں پر اوپر دیواروں سے تیروں اور پتھروں کی بارش ہو رہی تھی لیکن شاباش کہ انہوں نے کوئی پرواہ نہ کی اور دروازے تک کفار کو بھگا دیا اور بھاگنے میں ان لوگوں کی بڑی مخلوق ماری گئی۔ پھر حضرت عیاض رضی اللہ عنہ اس دروازہ سے اندر داخل ہو گئے، اس دروازہ سے آگے ایک اور دروازہ تھا، اب شہر کے وسط اور قلعہ کے دو دروازوں کے درمیان شدید لڑائی شروع ہو گئی، وہاں کے رومیوں کو قتل کر کے حضرت عیاض رضی اللہ عنہ اوپر برج پر چڑھ گئے وہاں پانچ سو رومی تھے ان کو بھی قتل کیا۔

ادھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ مصروف جنگ تھے کہ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ آئے دیکھا تو جسم پر خون کے ٹکڑے جمے تھے جس طرح کلیجے کے ٹکڑے ہوتے ہیں، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا خبر ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میری خبر تو یہ ہے کہ لڑتے لڑتے ایک سو ساٹھ کافروں کو قتل کر چکا ہوں اور دوسرے ساتھیوں نے بھی بہت مارا ہے اب وہ کفار باب الجبل سے باہر نہیں آسکتے ہیں ادھر باب قندوس پر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے شدید معرکہ قائم کیا تھا آخر کار کفار بھاگ گئے اور دروازے بند کر کے فصیل پر چڑھ گئے اور میدان مسلمانوں کے ہاتھ میں آ گیا، دو سو اسی مسلمان شہید ہو گئے اور ایک ہزار کفار جہنم رسید ہوئے بہنساء کی یہ پہلی فتح تھی، اس معرکہ کی جگہ کا نام مراغہ تھا۔ سچ ہے:

هُمُ الجِبَالُ فَسَلْ عَنْهُمْ مصادِمَهُم   مَاذَرَایٔ مِنْهُمْ فِی کُلِّ مُصْطَدَمٖ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمت و عظمت کے پہاڑ تھے، ذرا ان کفار سے پوچھ لو کہ انہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہر معرکہ میں کیا کچھ دیکھا۔

مِنْ عَهْدِ عَادٍ كَانَ مَعْرُوفًا لَنَا   أَسْرُ الْمُلُوكِ وَقَتْلُهَا وَقِتَالُهَا

بطلیموس کی گرفتاری

جنگ کا دسواں مرحلہ

صاحب فتوح العجم فرماتے ہیں اس معرکہ کے بعد حضرت خالدؓ بہنساء قلعہ کے پاس چار ماہ تک محاصرہ کئے ہوئے تھے لیکن کوئی جنگ نہیں ہوئی، عام مجاہدین اس سے اکتا گئے اور درخواست کی کہ اے امیر! بہت عرصہ سے ہم یہاں پڑے ہوئے ہیں، اب جنگ کی اجازت دے دیں حضرت خالدؓ نے جنگ کا حکم دے دیا، صحابہ کرامؓ نے کفار پر شدید حملہ کردیا۔ ادھر قلعہ والے بطلیموس کے پاس آگئے اور کہا کہ ہم تنگ آچکے ہیں اب ان لوگوں سے صلح کردو۔ اس نے کہا کچھ صبر کرو، میں مسلمانوں سے ایک دھوکہ کرنا چاہتا ہوں، عام لوگوں نے انتظار نہیں کیا اور ایک شہسوار شخص تومانامی سے کہا کہ ہمارے لئے صلح حاصل کرلو ہم تمہیں مال دے دیں گے، چنانچہ یہ لوگ حضرت خالدؓ کے پاس صلح کرنے آگئے اور کچھ معاہدہ ہوگیا۔ ادھر بطلیموس کو اس بغاوت کا پتہ چلا تو چن چن کران سب لوگوں کو قتل کیا، اب حضرت خالدؓ اور مسلمان اس پر مزید بھڑک اٹھے کہ ہمارے معاہدین کو قتل کردیا۔

ادھر مدینہ منورہ سے حضرت عمرؓ کا خط حضرت عمرو بن العاصؓ کے نام آیا کہ اتنے عرصے سے مجھے پریشانی ہے آپ لوگ خط کیوں نہیں لکھتے ہو میں خالد اور دوسرے مسلمانوں کے بارے میں تشویش میں ہوں، آپ صرف فتح کے خط لکھنے پر اکتفا نہ کریں بلکہ ہر موقع پر مجھے اطلاع دیا کریں اگر مزید کمک کی ضرورت ہو تو مجھے اطلاع کریں۔

حضرت خالدؓ اور دیگر مسلمان بلا ناغہ ہر روز قلعہ پر حملہ کرتے تھے بہت سارے شہید ہو گئے اور بہت زخمی ہوئے لیکن فتح ممکن نہیں ہو رہی تھی۔

اتنے میں حضرت خالدؓ کو اس نالے کا علم ہو گیا جو باہر سے اندر کو جا رہا تھا اور آگے شہر تک پہنچتا تھا، آپؓ نے خاص خاص بہادروں کو ساتھ لیا اور اسی نالے سے پہلے خود اور پھر باقی سپاہی اندر داخل ہو گئے، یہ اتنا تنگ راستہ تھا کہ قمیص کو اتارنا پڑتا تھا اور تلوار بھی باہر چھوڑ کر جب اندر

داخل ہونا پڑتا تھا تو پھر اپنے ساتھی سے تلوار مانگ کر اندر لے جانا پڑتی تھی۔

اب حضرت عبدالرحمنؓ، حضرت ضرارؓ، ابن عمرؓ، فضل بن عباسؓ، مقداد بن اسودؓ اور دوسرے مشہور کمانڈر اندر اکٹھے ہو گئے، وہاں کے چوکیداروں کو قتل کر کے قلعہ کا دروازہ کھول دیا باہر سے مسلمان بھی اندر کود پڑے اوپر برج پر متعین لوگوں کو بھی مسلمانوں نے قتل کر دیا اور پھر وسط شہر میں نعرہ تکبیر کی صدائیں بلند ہوئیں، **لاالہ الااللہ** اور درودِ مصطفیٰ کے زوردار نعرے اٹھنے لگے اور قلعہ کے اہم مقامات پر گلشن اسلام کے شاہینوں نے قبضہ جمالیا، جب بطلیموس کو معلوم ہوا کہ مسلمان اندر داخل ہو گئے تو وہ اپنے گلے میں ایک لمبا کپڑا ڈال کر امن دو، امن دو، کے نعرے لگاتا ہوا حضرت خالدؓ کے سامنے سرنگوں ہو کر آ گیا اور قلعے کے دوسرے لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ حضرت خالدؓ نے فرمایا کہ غدار! تجھے امان نہیں دیا جائے گا آپؓ نے بطلیموس کو قید کر لیا اور پھر کفار کو مارنا شروع کر دیا لیکن عام مسلمانوں نے اور خاص کر حضرت عیاضؓ نے فرمایا کہ اب یہ عام لوگ ہیں ان کو معاف کرنا چاہئے، حضرت خالدؓ کی رائے یہ نہ تھی لیکن عام مسلمانوں کی وجہ سے آپؓ نے تلوار روک لی اور حضرت عیاضؓ نے بطلیموس کے ساتھ ایک لاکھ دینار خالص سونے کی اور ایک لاکھ اوقیہ چاندی اور دس ہزار وسق گندم اور جو اور آئندہ سال سے جزیہ ادا کرنے پر صلح کر لی۔

حضرت خالدؓ پھر بھی مطمئن نہیں تھے اس سلسلہ میں حضرت عمرو بن العاصؓ کی رائے بھی معلوم کی گئی، آپ نے بھی کچھ شرائط لکھ کر صلح کی توثیق کر لی، خالدؓ پھر بھی مطمئن نہیں تھے، اس معرکہ میں چار ہزار کفار مارے گئے اور بادشاہ بطلیموس زنجیروں میں جکڑا پکڑا تھا" تو میں نے پھر کہا:

مِنْ عَہْدِ عَادٍ کَانَ مَعْرُوْفًا لَّنَا ۔۔۔ أَسْرُ الْمُلُوْکِ وَقَتْلُھَا وَقِتَالُھَا

یعنی بادشاہوں سے لڑنا نہیں قید و قتل کرنا زمانہ قدیم سے ہمارے جانے پہچانے کارنامے ہیں۔

بہنساء قلعہ کے سب دروازوں کے پاس تقریباً چھ سو مسلمان شہید ہو چکے تھے۔ سچ ہے:

خَلَقَ اللّٰہُ لِلْحُرُوْبِ رِجَالًا ۔۔۔ وَرِجَالًا لِقَصْعَةٍ وَّثَرِيْدٍ

کافر غادر بطلیموس کا دھوکہ کرنا

جنگ کا گیارہواں مرحلہ

حضرت عمرو بن العاصؓ کے جواب آنے تک بطلیموس اور اس کے بڑے سردار گرفتار تھے، جب خط آیا اور صلح کی توثیق کی بات مکمل ہوگئی تو حضرت خالدؓ نے بطلیموس سے انجیل و عیسیٰ پر پکی قسمیں لے لیں اور ان کو رہا کر دیا۔ اب بھی حضرت خالدؓ کو اطمینان حاصل نہیں تھا لیکن آپؓ نے رائے عامہ کے تحت دو سو صحابہ کرامؓ کو قلعہ کے اندر بطور محافظ مقرر کیا اور باقی افواج اسلامیہ کو بہنساء کے باہر لے جا کر ٹھہرا لیا۔ بطلیموس ہر روز مسلمان کمانڈروں کے پاس آ کر احسان و اکرام کرتا تھا، گھاس، لکڑی اور دوسری ضروری اشیاء کا انتظام کیا کرتا تھا، فضل بن عباسؓ خالد بن ولیدؓ، مقداد بن اسودؓ عبدالرحمن بن ابی بکرؓ اور زبیر بن عوامؓ کے علاوہ باقی صحابہ مطمئن ہو چکے تھے، دو ماہ تک یہی کیفیت رہی اور بطلیموس نے قلعہ میں پھر سامان رسد مکمل کر لیا، اس کے بعد اس نے اپنے معتمد جرنیلوں سے مشورہ کر کے غداری کا فیصلہ کر لیا۔

چنانچہ اندر کے جتنے صحابہؓ تھے ان پر ایک ہزار سپاہیوں نے سوتے میں حملہ کر کے سب کو زنجیروں میں جکڑ لیا اور ان کے منہ میں کپڑا ٹھونس دیا تاکہ بول کر کسی کو متوجہ نہ کر سکیں، پھر بطلیموس ملعون نے عام حملہ کا حکم دے دیا۔ ایک شدید شور اٹھا اور عظیم معرکہ برپا ہوگیا حضرت زبیرؓ خواب سے اٹھے تو فرمایا کہ دشمن نے ہم سے غداری کی، حضرت اسماءؓ بھی میدان میں کود پڑی جو مکمل پردے میں لڑ رہی تھی، بادشاہ بطلیموس دائیں بائیں مسلمانوں کو کاٹ رہا تھا، حضرت خالدؓ نے آ کر کہا کہ اے مسلمانو! میں نے تو کہا تھا لیکن تم نے میری بات نہ سنی۔ حضرت زیاد اور آپ کا بھائی ہبار اور دیگر صحابہؓ ایک ٹیلے کی طرف ہو کر مقابلہ کرنے لگے کہ اتنے میں رومیوں کے ایک دستے نے ان سب کا احاطہ کیا اور گھیرے میں لے لیا یہ سب حضرات سخت لڑائی لڑنے کے بعد شہید ہو گئے، حضرت زیادؓ اور حضرت ہبارؓ اہل بیت سے تھے، شدید لڑائی جاری تھی کہ اسلام کی بہادر مائیں میدان میں نکل آئیں۔ حضرت نسیبہؓ، حضرت اسماءؓ، حضرت

ام ابانؓ، حضرت نعمانہؓ اور دیگر صحابیات نے بڑھ چڑھ کر جہاد کے میدان میں حصہ لیا۔

اب حضرت خالدؓ نے تازہ حملہ کیا ان کے میمنہ کو میسرہ اور قلب لشکر کو بھسم کر کے رکھ دیا تب وہ بھاگنے پر مجبور ہوئے اور قلعہ بند ہو کر ان دوسو قیدی صحابہؓ کو لے کر فصیل پر چڑھا دیا اور مسلمانوں کے سامنے سب کی گردنیں اڑا دیں، ملعون بطلیموس کے اس فعل پر صحابہ کرامؓ انتہائی مشتعل ہوئے اور سخت غمگین ہوئے۔

حضرت خالدؓ اپنے کمانڈروں کے ساتھ معرکہ کے مقام پر آئے تو دیکھا کہ حضرت زیادؓ میدان میں پڑے ہیں اور ان کے جسم پر نیزہ کے بیس اور تلوار کے چالیس زخم آئے ہیں اور اس کے ساتھ ہی ان کا بھائی ھبارؓ وقار کے ساتھ پڑے ہیں جس کے جسم میں تلوار کے بیس زخم لگے ہیں اور ایک زخم ران پر لگا تھا جس سے ران کٹ کر ایک جگہ پڑی تھی، عام سپاہی تین سو ستر شہید ہو چکے تھے اور اسی (۸۰) خاص خاص کمانڈر جام شہادت نوش فرما چکے تھے، مسلمان بھی بہت روئے اور حضرت خالدؓ تو روتے رہے اور ایک لمبا قصیدہ شہداء کی لاشوں کے پاس آپؓ نے پڑھا جس کے چند اشعار یہ ہیں:

① وَاَظْلَمَتِ الدُّنْیَا عَلٰی نُوْرِ عَبْرَتِیْ وَکَادَ فُؤَادِیْ بِالْجَوٰی یَتَقَطَّعُ
② لِفَقْدِ زِیَادٍ اَحْرَقَ الْبَیْنُ مُهْجَتِیْ وَغَابَ صَوَابِیْ وَهُوَ فِی الْاَرْضِ یُصْرَعُ
③ اَیَا سَیِّدًا مِنْ اٰلِ هَاشِمٍ لَمْ یَزَلْ لَهٗ رُتْبَةٌ بِالْمَجْدِ وَالْجُوْدِ تَرْفَعُ
④ یَعِزُّ عَلَیْنَا اَنْ نَرَاکَ مُعَفَّرًا وَرَاسُکَ مِنْ فَوْقِ الْجَنَادِلِ تَسْفَعُ
⑤ بِجَانِبِکَ الْهَبَّارُ اَضْحٰی مُهَبَّرًا طَرِیْحًا عَلٰی فَوْقِ الثَّرٰی وَهُوَ مُطْبَعُ
⑥ اَلَا لَعَنَ الرَّحْمٰنُ بَطْلُوْسَ قَوْمَهٗ وَالْعَنَهٗ مَعْ کُلِّ قَوْمٍ تَجَمَّعُوْا

① دنیا میری آنکھوں کے سامنے تاریک ہوگئی اور غم کی وجہ سے قریب ہے کہ میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔

② زیاد کے گم ہونے سے جدائی نے میری روح کو جلا دیا اور میری رائے ختم ہوگئی جبکہ وہ زمین

پر گرا ہوا پڑا ہے۔

③ اے بنی ہاشم کے سردار! جس کا رتبہ ہمیشہ بزرگی اور سخاوت سے بلند ہوتا رہا۔

④ ہمارے لئے یہ منظر دیکھنا بہت سخت ہے کہ تجھے خاک وخون میں لت پت دیکھیں اور تیرا سر سنگریزوں پر کچلا پڑا ہے۔

⑤ تیرے قریب تیرا بھائی ھبار ٹکڑے ٹکڑے پڑا ہے جو عظمت کے ساتھ خون سے تر زمین کو مزین کر رہا ہے۔

⑥ اللہ تعالیٰ اس قوم کے بطلیموس پر لعنت کرے اور میں بھی اس پر اور اس کی جمع شدہ قوم پر لعنت بھیجتا ہوں۔

فائدہ:

میرے محترم قارئین! یہ سب واقعات آپ کے سامنے ہیں کیا ہم نے کبھی اس فریضہ کے احیاء کے لئے سوچا ہے؟ یا کیا ہم نے اپنے آپ کو اس کے لئے تیار کرنے کی کوشش کی ہے یا کیا ہم نے جہاد کے لئے اسلحہ کی ٹریننگ کی ہے یا کبھی ترغیب دی ہے؟ یا کبھی شوق سے شہداء کے واقعات کو سنا ہے یا جہاد کے سمجھنے کے لئے کبھی صیغہ جہاد کے مفہوم پر غور کیا ہے؟ یا کبھی جہاد کے فضائل کھل کر میدان جہاد کے لئے بیان کئے ہیں؟ یا کیا ہم نے جہاد کو حضور ﷺ کا طریقہ تسلیم کیا ہے؟ یا کیا ہم نے جہاد کو نیک اعمال کے زمرے میں داخل مانا ہے؟ یا ہم نے یہ تسلیم کیا ہے کہ جہاد سے بھی سارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں سوائے قرض کے؟ یا کیا ہم نے جہاد والوں سے محبت کی ہے؟ یا ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھا ہے؟ یا حضور ﷺ نے جس طرح ترغیب دی ہے ہم نے اس ترغیب کو اسی طرح پیش کیا ہے؟ یا کیا ہم نے کبھی مجاہدین سے مالی تعاون کیا ہے؟ کیا کبھی زبانی ہمدردی کا اظہار کیا ہے؟ یا کبھی اپنی خصوصی دعاؤں میں ان کو یاد کیا ہے؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو اللہ مبارک کرے قبول فرمائے اور اگر دوسری صورت ہے تو خدا کے لئے بیدار ہوجائیں، صحابہ رسول ﷺ کی جماعت میں شامل ہونے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی

کوشش کریں جہاد ہمارا دین ہے ہم مسلمان ہیں دین کی حفاظت کے لئے جہاد ہم پر فرض ہے، اس دور دراز صحراؤں کے مسافر غازی صحابہ ؓ کو دیکھو اور چٹیل میدان میں ان کے معرکوں کو دیکھو اور پھر اس لق دق بیابانوں میں ان کی قبروں کو دیکھو اور پھر ان حضرات کو دیکھو جو کہتے ہیں کہ صحابہ لڑنے کے لئے نہیں گئے تھے وہ تو لوٹے اور مصلے والے تھے لڑنے والے نہیں تھے اب اگلا مرحلہ بھی دیکھو اور خود فیصلہ کرو۔ (مؤلف)

صحابہ ؓ صحابہ تھے، عجیب معرکہ
جنگ کا بارہواں مرحلہ

عزت وعظمت کے شہداء کو دفنانے کے بعد صحابہ کرام ؓ حضرت خالد ؓ کے پاس مشورہ کے لئے اکٹھے ہو گئے کہ اس قلعہ کا کیا علاج ہو سکتا ہے تین سال گزر گئے اور عام مسلمانوں کو بہت تکلیفیں اٹھانی پڑیں، مجمع سے حضرت عبدالرزاق ؓ اور آپ کے چار ساتھی کھڑے ہو گئے اور عرض کرنے لگے کہ ہم نے اپنی جانوں کو اللہ کے لئے وقف کیا ہے، آپ حضرات ایک ترتیب بنالیں اور وہ اس طرح کہ بوریوں میں روئی بھر دیں اور پھر ہم چند ساتھیوں کو اسلحہ کے ساتھ بوریوں میں روئی کے اندر رکھ دیں اور پھر منجنیقوں کے ذریعہ سے ہم کو بوریوں سمیت قلعہ کی فصیل پر پھینک دیں ہم وہاں بوریوں سے نکل کر کارروائی کریں گے۔

چنانچہ مضبوط منجنیقوں کا انتظام ہو گیا اور گلشن اسلام کے یہ جانثار روئی کی بوریوں سمیت فصیل پر پھینکے گئے، قلعہ کی فصیلوں پر پہنچتے ہی انہوں نے بوریوں کو کاٹ کر وہاں کے چوکیداروں کو پہلے ذبح کیا اور پھر بڑے گیٹ کی طرف گئے وہ سب بند تھے چابیاں نہیں تھیں دہلیز میں بہت سارے لوگ تھے صحابہ نے ان سب کو قتل کر دیا اور چابیاں لے کر دروازے کھول دیئے رات کا سناٹا تھا تاریک رات تھی یہ شیر سب سے بڑے برج پر پہنچ گئے اور اس پر قابض ہو گئے۔ وہاں بھی چوکیداروں کو مارا، اتنے میں رومی بھاگ اٹھے، سب قلعہ والے اور پورے شہر والے دوڑ پڑے، ادھر دروازہ کے پاس حضرت خالد ؓ نے تمام افواج اسلامیہ

کو تیار کر رکھا تھا، چنانچہ دروازہ کھلتے ہی وہ سب اندر آئے لیکن اس شان سے کہ رجزیہ اشعار پڑھتے جاتے تھے اور آگے بڑھتے جاتے تھے، سب سے پہلے حضرت ضرار بن ازور یہ اشعار پڑھتے ہوئے گرجتے ہوئے داخل ہوئے۔

① اَلْجِنُّ تَفْزَعُ يَوْمَ الْحَرْبِ مِنْ فَزَعٍ ۔۔۔ اِذَا اَتَيْتُ اِلَى الْهَيْجَا بِلَا جَزَعٍ

② يَا وَيْلَ مَنْ صَنَعَ الْاِرْصَادَ يَخْدَعُنَا ۔۔۔ وَنَحْنُ جَرْثُوْمَةُ الْاَمْكَارِ وَالْخَدَعِ

③ يَا وَيْلَ كَلْبِ الْعِدَا الْبَطْلُوْسِ اِنْ وَقَعَتْ ۔۔۔ عَيْنِىْ عَلَيْهِ لَاَرْدِيْهِ اِلَى النَّزَعِ

④ لَاَرْضِيَنَّ اِلٰهِىْ فِىْ جِهَادِهِمْ ۔۔۔ وَقَتْلِ اَبْطَالِهِمْ بِالسَّيْفِ وَالدَّرَعِ

① جب میں بلا خوف و خطر میدان میں آتا ہوں تو جنگ کے دن جنات گھبرا کر شور مچاتے ہیں۔

② جس شخص نے دھوکہ کر کے ہمارے لئے کمین گاہ تیار کیا وہ ہلاک ہو جائے ہم تو تدبیر و تجربہ کاری کی جڑ ہیں۔

③ دشمن بطلوس کتا ہلاک ہو جائے اگر میری نگاہ اس پر پڑ گئی تو میں اس کو ہلاکت کے گھڑے میں پھینک دوں گا۔

④ ان سے جہاد و قتال کر کے اور ان کے بہادروں کو تلوار سے مار کر اپنے رب کو راضی کروں گا۔

اس کے بعد حضرت خالدؓ قلعہ میں داخل ہوئے اور یہ شعر پڑھے۔

① اَلْيَوْمُ يَوْمُ الْوَغَا وَالطَّعْنِ بِالْاَسَلِ ۔۔۔ وَالضَّرْبِ بِالْقُضْبِ فِى الْهَامَاتِ وَالْقُلَلِ

② يَا وَيْلَ بَطْلُوْسِ كَلْبِ الْبَهْنَسَاءِ اِذَا ۔۔۔ لَاقَيْتُهُ بِطَلِيْقِ الْحَدِّ مُعْتَدِلِ

③ اِنْ لَّمْ اَذُقْهُ بِكَاسَاتِ الْمَنُوْنِ هُنَا ۔۔۔ فَلَا سَلِمْتُ وَلَا بَلَغْتُ مِنْ اَمَلِ

① آج سروں اور کھوپڑیوں میں نیزے و تلوار مارنے اور شدید جنگ کا دن ہے۔

② جب میں تیز دھار سیدھی تلوار لے کر بہنساء کے کتے بطلیموس سے مقابلہ کروں گا تو اس کی ہلاکت ہوگی۔

③ اگر میں اس کو موت کے پیالے نہ پلاؤں تو میں مر جاؤں اور اپنے کسی مقصد تک نہ پہنچوں۔

اس کے بعد حضرت زبیر بن عوامؓ داخل ہوئے اور یہ زوردار قصیدہ پڑھا جس کے ہر لفظ سے حمیت، غیرت اور عظمت ٹپکتی ہے۔

① اَیَا بَطْلُوْس یَا کَلْبًا لَعِیْنًا　　وَیَا نَسْلَ الطُّغَاۃِ الْاَرْذَلِیْنَا

② اَتَتْکَ حُمَاۃُ دِیْنِ اللّٰہِ حَقًّا　　وَاَوْلَادُ الْجِیَادِ الْخَیِّرِیْنَا

③ خِیَارُ النَّاسِ نَسْلُ بَنِیْ نِزَارٍ　　کِرَامًا فِی الْاَعَادِیْ قَاطِعِیْنَا

④ اِذَا احْتَبَکَ الْعَجَاجُ بِھِمْ تَرَاھُمْ　　بِحَوْلِکَ کَالسِّبَاعِ الضَّارِیِیْنَا

⑤ وَلَیْسَ تَرٰی سِوَا اِمِقْدَامِ قَوْمٍ　　اَثَارَ الْحَرْبِ صِنْدِیْدًا اَمِیْنَا

⑥ وَلَا مِنْھُمْ جَبَانٌ قَطُّ یَھْزِمُ　　وَلَا نَزَلَ فَتَلْقَاہُ حَزِیْنَا

① اے بطلوس اے ملعون کتے! اور اے ذلیلوں اور سرکشوں کی نسل!

② تیرے پاس دین حق کے حامی اور بہترین باپوں کے بیٹے آ پہنچے ہیں۔

③ جو بنی نزار کی بہترین شریف زادے اور دشمن کو کاٹنے والے ہیں۔

④ جب غبار جنگ ان کو گھیر لیتا ہے تو تم ان کو اپنے پاس بھوکے شیروں کی طرح دیکھیں گے۔

⑤ تم ان میں سے ہر ایک کو آگے پائیں گے جو دیانت دار سردار اور جنگ کو گرم کرنے والا ہوگا۔

⑥ ان میں سے کوئی بھاگنے والا بزدل نہیں اور نہ جنگ سے بیٹھ کر کوئی غمگین آپ کو ملے گا۔

پھر حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ قلعہ میں داخل ہوئے آپؓ یہ رجز پڑھ رہے تھے۔

① اَتَیْنَا الْبَھْنَسَاءَ بِکُلِّ قَرْمٍ　　شَدِیْدِ الْعَزْمِ فِیْ یَوْمِ النِّزَالِ

② وَجَیْشٍ فَاقَ فِی الْاٰفَاقِ طُرًّا　　عَلَی الْاَعْدَاءِ بِالسُّمْرِ الْعَوَالِیْ

① ہم ہر سردار اور جنگ کے دن ہر عظیم ہمت والے کو لے کر بہنساء آئے ہیں۔

② اور ایسے لشکر کو لے کر آئے ہیں جو گندم گون عمدہ نیزوں کے ساتھ ہر جگہ دشمن پر غالب آتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت عبداللہ بن جعفرؓ داخل ہوئے آپ ان اشعار سے اپنے جوش

کا اظہار فرما رہے تھے۔

① اَلْیَوْمَ طَالَ الطَّعْنُ فِی اللِّئَام وَالضَّرْبُ فِی الْاَعْنَاقِ بِالْحُسَام

② وَاَنْصُرُ الْاِسْلَامَ بِاہْتِمَام وَلَمْ اَزَلْ مِنْ سَادَتِیْ اُحَامِیْ

③ اَنَا الشُّجَاعُ الْفَارِسُ الْهُمَام وَمُرْدِی الْاَعْدَاءِ فِی الْحِمَام

① آج کمینوں میں ہمارے نیزے دراز ہوئے اور گردنوں میں تیز دھار تلواریں پڑیں۔

② آج میں اہتمام کے ساتھ دین اسلام کی مدد کروں گا اور اپنے بزرگوں سے دفاع کرتا رہوں گا۔

③ میں بہادر شہسوار باہمت ہوں اور دشمنوں کو موت میں دھکیلنے والا ہوں۔

اس کے بعد شیر اسلام حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور یہ شعر پڑھے۔

① اَلَا اِنَّنَا السَّادَاتُ مِنْ آلِ هَاشِمٍ لُیُوْثًا ذَوِیْ بَطْشٍ شَدِیْدِ الْعَزَائِم

② اِذَا اشْتَدَّتِ الْاَهْوَالُ وَاشْتَبَکَ الْقَنَا رَأَیْتَ لَنَا فِیْ ذَاکَ فِعْلَ الضَّرَاغِم

① یاد رکھو ہم ہاشم کی اولاد ہیں ہم مضبوط ہمت کے شدید حملہ کرنے والے شیر ہیں۔

② جب گھمسان کی لڑائی ہو اور نیزے نیزوں میں گھس جائیں تو آپ شیروں جیسے ہمارے کارنامے پاؤ گے۔

اس کے بعد ابولہب کے بیٹے فضل بن ابی لہب داخل ہوئے اور یہ شعر پڑھے۔

① لِنَحُوْکَ یَا بَطْلُوْسُ عَزْمِیْ قَدْ طَلَبْ بِحَدِّ حُسَامٍ کَالشِّهَابِ اِذَا انْتَدَبْ

② یَطِیْرُ شَرَارُ النَّارِ مِنْ لَمَعَانِهٖ بِکَفِّ شُجَاعِ الْخَیْلِ ابْنِ اَبِیْ لَهَبْ

③ فَوَیْلَکَ یَا مَلْعُوْنُ مِنْهُ اِذَا سَطَا بِصَارِمِهٖ یَوْمَ الْعِجَاجِ وَاَنْ وَثَبْ

① اے بطلوس! میرے عزم بالجزم نے شعلہ مارنے والی تیز دھار تلوار کو تیرے واسطے تلاش کر لیا ہے۔

② جس سے آگ کے شعلے بلند ہو رہے ہیں جو بہادر شہسوار ابولہب کے بیٹے کے ہاتھ میں ہے۔

③ اے ملعون! جب وہ اپنی تیز دھار تلوار سے جنگ کے دن تجھ پر حملہ کرے گا تو تیری ہلاکت ہوگی۔

اس کے بعد حضرت عیاضؓ نے داخل ہو کر بطور فخر دو شعر کہے:

① لَا اَنْثَنِیْ یَوْمَ الْهِیَاجِ عَنِ الْعِدَا بِمُهَنَّدِ الصَّمْصَامِ اِلَّا اِنْقَطَعْ

② فَالْوَیْلُ لِلْبَطْلُوْسِ مِنْ سَطْوَاتِنَا لَاُفَرِّقَنَّ بِحَدِّ سَیْفِیْ مَا جَمَعْ

① میں تیز دھار ہندی تلوار لے کر لڑائی کے دن دشمن سے پیچھے نہیں ہٹوں گا ہاں اگر تلوار ٹوٹ جائے۔

② ہمارے حملوں سے بطلیموس ہلاک ہو جائے میں تلوار کی دھار سے اس کے جمع شدہ لوگوں کو تہس نہس کر دوں گا۔

اس کے بعد محمدی کچھار کے نامور شیر حضرت مقداد بن اسود کندیؓ فخریہ ابیات کہتے ہوئے داخل ہو گئے۔

① اَنَا الْکِنْدِیُّ کَاللَّیْثِ الشُّجَاعِ وَاِنِّیْ فِی الْعِدَا قَدْ طَالَ بَاعِیْ

② فَیَا ثَارَاتُ عَبْدِ اللّٰهِ اِنِّیْ عَلَیْهِ ذَاهِلٌ حَیْرَانُ نَاعِیْ

① میں بہادر شیر کی طرح مقداد کندی ہوں دشمن میں میرے ہاتھ بڑے لمبے ہیں۔

② ہائے میرے بیٹے عبداللہ کا بدلہ میں اس پر بے ہوش حیران اور رونے والا ہوں۔

اس کے بعد ذی النورین امیر المومنین بن عفانؓ کے صاحبزادے ابان بن عثمانؓ داخل ہوئے اور فرمایا۔

① نَحْنُ اللُّیُوْثُ ذَوُو الْمَعْرُوْفِ وَالْکَرَمِ وَفِی الْمَعَامِعِ یَوْمَ الْحَرْبِ ذُوْ هِمَمِ

② مُجَنْدِلُوْنَ الْعِدَا فِیْ کُلِّ مُعْتَرَکٍ وَقَاهِرُوْنَ لَهُمْ فِیْ کُلِّ مُصْطَدَمِ

③ لَا یُعْجِبَنَّکَ یَا بَطْلُوْسُ جَیْشُکَ فِیْ هٰذَا الْمُقَامِ فَمَعْنَی الْکُلِّ کَالرَّخَمِ

① ہم احسانات و سخاوت والے شیر ہیں اور گھمسان کی لڑائی میں ہمت والے ہیں۔

② ہر معرکہ میں دشمن کو گراتے ہیں اور ہر ٹکراؤ میں غالب رہتے ہیں۔

③ اے بطلوس! یہاں تجھے تیرا لشکر دھوکہ میں نہ ڈالے کیونکہ ہمارے سامنے یہ سب مردار خوار کرگس کی طرح ہیں۔

اس کے بعد فخر و مباہات کے ابیات پڑھتے ہوئے مسلم بن عقیل داخل ہوئے آپ نے کہا:

① ضَنَانِی الْحَرْبُ وَالسَّهْرُ الطَّوِیْلُ وَ اَقْلَقَنِی التَّسَهُّدُ وَ الْغَوِیْلُ

② سَأَقْتُلُ بِالْمُهَنَّدِ كُلَّ كَلْبٍ عَسَى فِی الْحَرْبِ اَنْ یَشْفِی الْغَلِیْلُ

① مجھے لڑائی اور طویل بے خوابی نے لاغر کر دیا ہے اور بے خوابی ورونے نے مجھے بے چین کر دیا۔

② میں ہندی تلوار سے ہر کتے کو قتل کر دوں گا شاید لڑائی میں میری پیاس بجھ جائے۔

قلعہ بہنساء کے اندر دست بدست لڑائی
جنگ کا تیرہواں مرحلہ

عزت وعظمت اور شوکت کے یہ اشعار جس میں غیظ وغضب کا اظہار اور برأت عن الکفار اور اشد أعلی الکفار کا مکمل نقشہ موجود ہے پڑھتے ہوئے جب یہ حضرات اندر داخل ہوئے تو پیچھے سے حضرت شرحبیل بن حسنہؓ، قعقاعؓ بن عمروؓ، ابوذر غفاریؓ، ابو ہریرہؓ اور آپ کا بیٹا عبدالرحمن بن ابی ہریرہؓ، معاذ بن جبلؓ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اپنے مشہور سپاہیوں کے ساتھ بہنساء قلعہ میں داخل ہو گئے، اندر حضرت خالدؓ نے لشکر اسلام کو مرتب کیا اور کارروائی شروع کی۔

ادھر بطلیموس نے سب شہر والوں کو لڑائی کا حکم دے دیا اور خود سوار ہو کر مشہور سرداروں کو لے کر میدان میں نکل کر دروازوں کی طرف دوڑ پڑا۔ سب سے پہلے جو معرکہ ہوا تو اس میں سب سے پہلے جو صحابہ بوریوں کے ذریعے سے پھینکے گئے تھے مثلاً عبدالرزاقؓ اور اس کے ساتھی شہید ہو گئے، شدید لڑائی جاری تھی حضرت زبیرؓ اور حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ اپنے ساتھیوں کے ساتھ باب البحر پر جا کر قابض ہو گئے، دروازے کے اوپر برج سے مسلسل پتھروں کی بارش ہو رہی تھی لیکن یہ حضرات باب البحر پر قائم تھے، حضرت زبیرؓ نے گھوڑے سے اتر کر دو رکعت نماز شروع کی اوپر سے پتھروں کی بارش ہو رہی تھی لیکن یہ اطمینان سے نماز پڑھ رہے تھے جب رات ہوئی تو ان حضرات نے رسیاں ڈال کر برج کی طرف چڑھنے کا انتظام کیا اور

اوپر چڑھ گئے اور وہاں کے محافظوں کو قتل کر کے اس گیٹ کو صاف کیا۔

حضرت شرحبیل بن حسنہؓ فضل بن عباسؓ، ابوذر غفاریؓ اور ابوایوب انصاریؓ نے دوڑ کر باب قندوس پر قبضہ کر لیا۔ حضرت قعقاعؓ بن عمروؓ، حضرت مسیبؓ اور امیر عیاضؓ نے شیروں کی طرح جھپٹ کر باب الجبل پر حملہ بول دیا اور وہاں کے دروازے کھول دیئے اب شدید لڑائی شروع ہوگئی، رومی تو آج موت وحیات کی لڑائی لڑ رہے تھے یہاں تک کہ سورج طلوع ہوا اور خوب بلندی سے پہلوانوں کا نظارہ کرنے لگا، اللہ کے دشمن بادشاہ بطلیموس نے شدید جنگ کا آغاز کر دیا، اب شہر کے گلی کوچوں میں گھمسان کی لڑائی شروع ہوگئی کوئی دروازہ ایسا نہیں تھا جہاں جنگ نہ ہو، کوئی سڑک ایسی نہیں تھی جہاں پر معرکہ گرم نہ ہو، کوئی راستہ ایسا نہیں تھا جہاں سے دست بدست لڑائی نہ ہو رہی ہو، پھر سَیْفٌ مِنْ سُیُوْفِ اللہ حضرت خالد بن ولیدؓ آگے بڑھے اور چیخ کو پکارا:

''یَاثَارَاتُ سُلَیْمَانَ'' ہائے میرے بیٹے سلیمان کا بدلہ۔

یہ نعرہ لگا کر آپؓ شیر ببر کی طرح بطلیموس پر حملہ آور ہوئے اور ٹھیک ٹھیک نیزہ اس کے سینہ میں مارا تو نیزہ پشت کی طرف سے چمکا اور پھر اس کے سر پر تلوار ماردی، جس سے وہ دو ٹکڑے ہوا تب دشمن خدا جرنیل بطلیموس زمین پر گر پڑا اور اپنے خون میں لت پت خرخر کرتا ہوا جہنم میں پہنچ گیا، رومیوں نے جب دیکھا کہ بادشاہ مارا گیا تو دم دبا کر سب بھاگ اٹھے اور مسلمانوں نے قید وقتل کرنا شروع کر دیا اور راقم الحروف نے ایک بار پھر کہا:

مِنْ عَهْدِ عَادٍ كَانَ مَعْرُوفاً لَنَا　　أَسْرُ الْمُلُوكِ وَقَتْلُهَا وَقِتَالُهَا

یعنی بادشاہوں سے لڑنا انہیں قید وقتل کرنا زمانہ قدیم سے ہمارے جانے پہچانے کارنامے ہیں۔

صحابہ کرامؓ نے چن چن کر اہل بہنساء کے غدار کفار اشرار کو قتل کیا، چنانچہ کفار کے تیس ہزار آدمی مارے گئے اور بیس ہزار گرفتار کر لئے گئے تب اللہ کی زمین کفر کی نجاست سے پاک ہوگئی، اللہ کا کلمہ بلند ہوا اور کفر کا زور پورے عالم میں ٹوٹا، اب ہر جگہ کفر کی قوت نیست ونابوت

ہو گئی تھی، سچ ہے:

خَلَقَ اللهُ لِلْحُرُوْبِ رِجَالاً وَرِجَالاً لِقَصْعَۃٍ وَّثَرِیْد

یہ بھی سچ ہے۔

هُمُ الجِبَالُ فَسَلْ عَنْهُمْ مصادِمَهُم مَاذَرای منهم فی کُلّ مُصْطدمٍ

یعنی صحابہ کرام عظمت وہمت کے پہاڑ تھے ذرا ان کفار سے پوچھو کہ انہوں نے ہر معرکہ میں کیا کچھ دیکھا۔

اس کے بعد حضرت خالدؓ نے تئیس اشعار پر مشتمل ایک زبردست قصیدہ پڑھا جس میں اول سے لے کر آخر تک آپ نے بہنساء کا عجیب نقشہ کھینچا ہے چنانچہ وہ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

حضرت خالدؓ کا قصیدہ

وبالبهنساء الغر أبيدت جيوشنا ثلاث سنين بابها ليس يفتح

ثماني آلاف عداد جيوشنا وكل همام عن ثمانين يرجح

فما فتحت الا قدصار جيشنا ثلاثة آلاف عداد تسحسخ

ولم أرفي أرض الصليب كمثلها ولا جيشها لما علي السور يسرخ

ولا مرلي يوم كمثل حروبها لأن بها البطلوس ليث مبجخ

وكان له جيش وعدة جيشة ثمانون ألفا بالحديد توشحوا

وكنا غلبناهم ثمانين مرة يخادعنا البطلوس عنهم فنصفح

ثلاث مرار نحن نفتسح بابها وترتد للكفر النسيم وتجنح

قد لعب الهندي يوم فتوحها وكلت أيادينا وفي الروم نذبح

ثلاثون ألفا قد محاها سيوفنا وأكبادنا من حرها النار تقدح

الى أن ملأنا البر والبحر منهم وقد شبعت أسد الفلا وترنحوا

وولت ثلاثون الألوف شواردا وعشرون ألفا منهم قد تجرحوا
فمنهم قضى نحبا ومنهم بها طغى ومنهم أناس في المقابر روّحوا
وبطلوسهم ذاك النهار قتلته وكان مقدام الجيوش مرجع
فبادرته في الحال حتى تركته صراعا عليه الغانيات تنوح
وعاجلته في الرأس مني بضربة فأضحى بها شطرين ملقى ومطرح
وعاد بسيف وليد دجندلا تمر به كل الحوادث تفلح
ولما فني بطلوسهم صار جمعهم كما شبه أغنام وغاب المسرح
وقد كان في بحر الهياج مغلغلا تولى سرايا قومنا منه مبرح
فلله ما أعداه قد كان فارسا يفوق على كل جيش عظيم ويرجح
وقد فرحت أكبادنا وترنمت لعمرك والأكباد بالنصر تفرح
أقمنا بأرض البهنسا بعد فتحها ثلاثين يوما للمساجد نصلح
وسرت الى أرض الصعيد معاجلا بألفين من خيل الصحابة ترمح
من البهنسا أسوان جمعا فتحتها بعشر شهور بعدها ليس تلمح
وعندي ثلاثون الذي شاع ذكرهم وكل فتى يا صاح بالألف يرجح
ورحنا فتحنا الهند والسند كله وأسيافنا في الغمد لله تسبح
وفي كل أرض عسكر قد تركته يقيمون دين الحق والحق يوضح
وهذا كلام ابن الوليد الذي جرى فكن سامعا مني الذي لك أشرح
فما مثله في معمع الحرب سيد ولا مثله في جوهر النظم أفصح
ومن بعد ذا صلوا على أشرف الورى نبي له كل البرية تجنح
عليه سلام الله ما لاح بارق وما غرد القمري اذا الصبح يطفح
وأصحابه والآل والعترة التي أقاموا الدين الله والشرك زحزحوا

① مشہور بہنساء قلعہ میں تین سال تک ہمارے لشکر مرتے رہے اور اس کا دروازہ نہیں کھل رہا تھا۔

② آٹھ ہزار ہمارے لشکر کی تعداد تھی اور ہر بہادر اسی آدمیوں پر غالب تھا۔

③ جب قلعہ فتح ہوا تو زمین پر چلنے والے ہمارے لشکر کی تعداد صرف تین ہزار رہ گئی تھی۔

④ میں نے عیسائی علاقوں میں ایسی زمین اور فصیلوں پر چڑھ کر لڑنے والی فوج نہیں دیکھی۔

⑤ بہنساء کی طرح لڑائی ہم پر کبھی نہیں گزری کیونکہ یہاں وسط شہر میں شیر کی طرح بطلوس رہتا تھا۔

⑥ اور ان کے پاس اسی ہزار کا لشکر تھا جو اسلحہ سے لیس تھا۔

⑦ ہم اس پر اسی بار غالب آ گئے مگر وہ ہر دفعہ دھوکہ کر کے بچ نکلتا۔

⑧ تین بار ہم نے بہنساء کا دروازہ کھولا لیکن اس کے لوگ پھر کفر کی طرف جھک جاتے تھے۔

⑨ فتح کے دن ہندی تلواریں خوب رقص کرتیں اور رومیوں کو ذبح کرتے کرتے ہمارے ہاتھ تھک جاتے۔

⑩ ہماری تلواروں نے ان کے تیس ہزار فوجی فنا کر دیئے اور شدت جنگ سے ہمارے کلیجے آگ بھڑکا رہے تھے۔

⑪ یہاں تک کہ ان کے مقتولین سے ہم نے دشت و دریا بھر دیئے، صحرا کے شیر ان کے گوشت سے سیر ہو کر خوب گیت گاتے تھے۔

⑫ ان کے تیس ہزار آدمی تتر بتر ہو کر بھاگ نکلے اور بیس ہزار زخمی پڑے ہوئے تھے۔

⑬ ان میں سے بعض نے اپنا مقصد پورا کر لیا اور بعض سرکش ہو گئے اور بعض مر کر قبرستان میں چلے گئے۔

⑭ اور ان کے بطلوس کو میں نے اسی دن قتل کر دیا اور وہ مقدمۃ الجیش اور سب سے غالب تھا۔

⑮ میں نے جلدی کر کے اسے قتل کر دیا اور اس کو رونے والیوں کے لئے میدان میں پڑا چھوڑا۔

⑯ میں نے اس کے سر میں تلوار کی ایک ایسی ضرب لگائی جس سے وہ دو ٹکڑے ہو کر خون میں لت پت گر پڑا۔

(۱۷) وہ خالدؓ بن ولید کی تلوار کی مار سے زمین پر ایسا پڑا تھا جیسا کہ اس پر سارے حوادثات آ گئے ہوں۔

(۱۸) جب ان لوگوں کا بطلیموس مارا گیا تو وہ بکریوں کے اس ریوڑ کی طرح رہ گئے جس کا چرواہا غائب ہوا ہو۔

(۱۹) وہ جنگ کے بحر مواج کا پیاسا تھا، چنانچہ ہمارے دستے اس کے قتل کے بعد خوشی خوشی واپس ہو گئے۔

(۲۰) پس کیا ہی وہ دشمن خدا شہسوار تھا جو بڑے لشکر پر بھاری تھا۔

(۲۱) تیرے واہب عمر کی قسم! ہمارے جگر اس پر خوش نغمہ سرا ہیں اور جگر تو فتح پر خوش ہوتے ہی ہیں۔

(۲۲) ہم نے بہنساء کی زمین پر فتح کے بعد ایک ماہ قیام کیا اور مساجد کو آباد کیا۔

(۲۳) پھر میں دو ہزار نیزہ بردار صحابہ کے ساتھ ارض صعید کی طرف جلدی جلدی چلا گیا۔

(۲۴) بہنساء سے میں اسوان کی طرف چلا گیا، ان سب علاقوں کو دس ماہ میں ہم نے فتح کر لیا۔

(۲۵) اور میرے ساتھ تیس مشہور کمانڈر رہیں ان میں ہر جوان ایک ہزار پر غالب ہے۔

(۲۶) پھر ہم ہند اور سندھ کی طرف متوجہ ہوئے اور ہماری تلواریں نیام میں اللہ کے لئے تسبیح پڑھتی تھیں۔

(۲۷) میں نے ہر مفتوحہ علاقہ میں اپنا لشکر تعینات کیا ہے تا کہ دین حق کو وہاں قائم کرے اور حق ہی واضح رہتا ہے۔

(۲۸) یہ جاری بیان سب خالد بن ولید کا کلام ہے پس میں جو شرح کرتا ہوں اس کو خوب غور سے سنو۔

(۲۹) گھمسان کی لڑائی میں اس کی طرح کوئی سردار نہیں ہے اور نہ اشعار کے جواہر پرونے میں اس کی طرح کوئی فصیح ہے۔

(۳۰) اور اس کے بعد اشرف المخلوقات نبی ﷺ پر درود بھیجو جن کی طرف سب کائنات مائل ہیں۔

(۳۱) ان پر اللہ تعالیٰ کی درود و سلام ہو جب تک روشنی رہے اور جب تک صبح کے وقت قمری گیت گائے۔

(۳۲) اور آپؐ کے صحابہؓ اور اہل بیت پر درود و سلام ہو جنہوں نے اللہ کا دین قائم کیا اور شرک

و کفر کو دفع کر دیا۔

یہ تھا عہدِ فاروقیؓ

محترم قارئین! فتوحات مصر و فارس کے تمام واقعات آپ نے زیر نظر کتاب میں اور اس سے پہلے بندہ کی فتوحات شام نامی کتاب میں پڑھ لئے، اس مبارک دور خلافت میں فتوحات کے تمام اجزا اور مکمل تفصیل بیان کرنا تو بہت مشکل ہے تاہم میں نے چیدہ چیدہ واقعات کا اختصار پیش کیا ہے جس سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس دین کی سربلندی کے لئے صحابہ کرامؓ نے کتنی قربانیاں دی ہیں اور جہاد کے مبارک فریضہ سے اس کو کیسے کیسے پھیلایا ہے اور اس فریضہ کی برکت سے کس طرح سطح عالم پر یہ دین چمک اٹھا ہے، آج بھی اعلاء کلمۃ اللہ اور دین کی سربلندی کے لئے یہی نسخہ جہاد استعمال کرنا ہوگا۔

حضرت مولانا عبدالشکور فاروقیؒ نے اپنی کتاب ''خلفاء راشدین، ص: ۱۲۸'' میں عہدِ فاروقیؓ کی فتوحات کو اس طرح پیش کیا ہے۔

''ایک ہزار چھتیس شہر بمعہ ان کے مضافات کے فتح کئے اور جو مقام قبضہ میں آتا فوراً حکم دیتے کہ وہاں مسجد بنائی جائے اور مساجد میں ائمہ اور موذنین کا تقرر فرماتے، حساب لگایا گیا تو معلوم ہوا کہ چار ہزار مسجدیں پانچ وقتی نماز کے لئے اور نو سو جامع مسجدیں آپؓ کے زمانہ میں بنیں''۔

سچ ہے کہ اسلام جہاد سے پھیلا ہے اور مساجد و مدارس اور علماء کے واسطے سے ہم تک پہنچا ہے اور قائم ہے۔

قلعہ بہنساء کا مال غنیمت

جنگ کا چودھواں مرحلہ

قلعہ بہنساء میں جب کفر کے پیشوا مارے گئے اور عوام الناس رہ گئے تو انہوں نے آکر امن کی درخواست کی کہ ہمیں معاف کیا جائے ہم لڑنے والے نہیں نہ لڑ سکتے ہیں نہ لڑنا چاہتے ہیں،

حضرت خالدؓ نے یہ شرط رکھی کہ جو مفسد کفار تمہارے ہاں یا کسی اور جگہ چھپے ہوئے ہیں ان کی معلومات ہمیں فراہم کرو گے، چنانچہ دن بھر ایسے لوگوں کو پکڑا گیا اور مارا گیا، اکثر مجاہدین کے ہاتھ تلوار چلاتے چلاتے سن ہو گئے تھے اور بازو ست پڑ گئے تھے تاہم یہ مرحلہ بھی مکمل ہوا۔

دوسرے دن صحابہ کرامؓ اپنے شہداء کے دفنانے میں مصروف ہو گئے چنانچہ ترکھانوں کو بلا کر بیل گاڑیاں بنوائیں تاکہ اس پر اپنے شہداء کو مختلف مقامات سے اکٹھا کیا جا سکے چنانچہ سب اطراف سے کمانڈروں کے علاوہ عام سپاہی چار سو شہید ہو چکے تھے، ان مسافر مجاہدین کو خون آلود کپڑوں اور غبار آلود جسموں اور خوشبودار زخموں کے ساتھ بحرِ یوسفیؑ کے کنارے قلعہ بہنساء کے سامنے لق دق میدان میں سپرد جنت کیا۔ اس قبرستان میں پانچ ہزار صحابہ کرامؓ شہداء کی قبریں ہیں۔

شہداء کی تدفین سے فارغ ہو کر گلشن اسلام کے سپاہی قلعہ بہنساء کے برجوں اور قصر بطلیموس پر چڑھ گئے اور مال غنیمت اکٹھا کرنا شروع کیا، سونے چاندی کے برتنوں اور دیگر سامان کا حساب لگانا ممکن نہیں ہے، زیورات اور ریشمی کپڑوں اور شاہی قالینوں کے ڈھیر لگ گئے، بطلیموس ہاؤس میں ایک صندوق ملا جس میں قیمتی پتھر تھے، ایک تاجر نے صرف ایک پتھر چھ ہزار دینار دے کر بیت المال سے خرید لیا اور جا کر مارکیٹ میں ایک لاکھ دینار پر فروخت کر دیا، بطلیموس کے گھر کے قالین کسریٰ کے گھر کی قالین کی طرح قیمتی تھی، صحابہ کرامؓ نے اس کو خمس کے ساتھ مدینہ منورہ بھیج دیا، حضرت علیؓ کو اس قالین کے حصے میں بیس ہزار دینار ملے، بطلیموس ہاؤس کو گرایا گیا اس کے تمام خزانے نکالے گئے قریب کے مکانات گرا کر خزانے جمع کر لئے گئے اور پھر مسلمانوں، غازیوں اور مجاہدین پر تقسیم کر دیئے گئے ہر سپاہی کو دس دس ہزار دینار اور ایک ہزار اوقیہ چاندی بطور مال غنیمت دیا گیا اور ریشمی کپڑوں اور دوسری اشیاء کا حساب لگانا مشکل تھا۔ بڑے گرجے میں حضرت خالدؓ داخل ہوئے تو سونے چاندی کی قندیلیں آویزاں تھیں، طرح طرح کے نقش اور تصاویر سامان آرائش موجود تھا تو آپؓ نے یہ آیت پڑھی: "مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِن وَّلَدٍ" اللہ تعالیٰ نے کسی کو اپنا بیٹا نہیں بنایا ہے۔

پھر حضرت خالدؓ نے زور سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھا تو مسلمانوں نے نعرہ تکبیر و تہلیل اور درود کی ایسی صدائیں بلند کیں جس سے علاقہ لرز اٹھا۔ حضرت عیاضؓ نے یہ آیت پڑھی۔

"کَمْ تَرَکُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ﴿۲۵﴾ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ کَرِیْمٍ ﴿۲۶﴾ وَّنَعْمَةٍ کَانُوْا فِیْهَا فٰکِهِیْنَ ﴿۲۷﴾ کَذٰلِکَ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِیْنَ ﴿۲۸﴾" (سورۂ دخان آیت ۲۵ تا ۲۸)

ترجمہ: بہت سے باغ اور چشمے چھوڑ گئے اور کھیتیاں اور گھر عمدہ، اور آرام کا سامان جس میں باتیں بنایا کرتے تھے، یوں ہی ہوا، اور وہ سب ہاتھ لگا دیا ایک دوسری قوم کا۔ انتہی۔

اس گرجے کے پاس بڑی مسجد بنائی گئی اور پورے شہر میں بے شمار مساجد قائم ہوگئیں، چالیس مسافر خانے بنائے گئے اور ادھر ادھر راستے اور سڑکیں بنائی گئیں، بحر یوسفیؑ پر عظیم الشان پل بنایا گیا، حضرت خالدؓ ایک ماہ تک یہاں مقیم رہے تاکہ شہر کے احوال درست کریں اور خمس کا مال عمرو بن العاصؓ کی طرف بھیجیں، حضرت عمرو بن العاصؓ بہت خوش ہوئے اللہ کا شکر ادا کیا اور پھر تیس قاصدوں کے ساتھ خمس کا مال عمر فاروقؓ کی طرف بھیجا، جب یہ لوگ مدینہ پہنچے اور حضرت عمر فاروقؓ نے ان کو دیکھا تو خوش ہو کر معانقہ کیا اور پھر کھانے پر بٹھایا جو پہلے سے تیار تھا حضرت عمر فاروقؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عصاء پر ٹیک لگائے ہوئے کھڑے تھے اور مہمان کھانا کھا رہے تھے، کھانے سے فارغ ہو کر قاصدوں نے حضرت عمرو بن العاصؓ کا خط عمر فاروقؓ کو دیا اور پھر قاصد نے زبانی احوال سنائے، آپؓ کبھی رو رہے تھے اور کبھی ہنس رہے تھے اور بطلیموس کے احوال سے لطف اندوز ہو رہے تھے، پھر اہل بیت اور عام مسلمانوں کی شہادت پر عمر فاروقؓ بہت روئے اور پھر مسجد نبوی میں مسلمانوں کو جمع کر کے اطلاع کی عام مسلمان شہداء پر بہت روئے اور خاص کر اہل بیت پر اور پھر حضرت علیؓ اور عقیلؓ کی تعزیت کی، عام مجمع میں نماز کے بعد عمر فاروقؓ نے حضرت خالدؓ اور حضرت عمرو بن العاصؓ کے دونوں خطوط کو پڑھ کر سنایا تو سب مسلمانوں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت خالدؓ کے نام خط لکھا کہ اب آس پاس کے بچے کھچے علاقے

قبضہ میں لے لو۔ چنانچہ حضرت خالدؓ دو ہزار مجاہدین کو لے کر صعید پر کارروائی کرتے ہوئے علاقوں پر چڑھتے ہوئے اور آگے بڑھتے ہوئے صعدی، اسوان وغیرہ کو فتح کرتے ہوئے عدن تک جا پہنچے، پھر زیادہ تر صحابہ کرامؓ بحر یوسفی کے کنارے پر گھر بنا کر رہنے لگے، اس طرح عالم کا نقشہ بدل گیا، حق آ گیا باطل مٹ گیا، عزت آئی ذلت گئی، توحید آئی شرک بھاگا، انصاف آیا ظلم چلا گیا، شرافت آئی اور ذلت ختم ہو گئی، اللہ کا کلمہ بلند ہوا اور کفر کا نعرہ سرنگوں ہوا، اسلام کا نظام غالب آیا اور کفر کا نظام مغلوب ہو کر مٹ گیا۔

الحمد للہ علیٰ ذلک

"ختامہٗ مسک"

"اے اللہ! اپنے پیارے نبی ﷺ پر درود نازل فرما جو آپ ﷺ کی شان کے مطابق تجھے پسند ہو، اے مولا! ہم سب کے گنہگاروں کی مغفرت فرمایا، اے اللہ! حضور ﷺ کے ساتھیوں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرما، اے اللہ! ان پر وہ رحمتیں نازل فرما جس سے آپ کا محبوب محمد ﷺ خوش ہو جائے، اے مولائے کریم! صحابہ کرامؓ کی قبروں کو مزید منور اور روشن فرما، اے اللہ! ان کے کارناموں سے آج کے مسلمانوں کو نصیبہ عطا فرما، اے رب کریم! ہم کو صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر ڈال کر چلا، جہاد سے وابستگی عطا فرما، صحابہ کے اس کام کو ہمارے بڑوں، چھوٹوں، مردوں اور عورتوں کو سمجھا، اور پھر اس کو کرنے کی توفیق عطا فرما، اے اللہ! ہمیں اپنے دین کے سپاہی بنا، اس راستے پر چلا جو قرآن کا راستہ ہے نبی آخر الزمان کا راستہ ہے، صحابہ کرامؓ کا راستہ ہے، اے اللہ! جہاد کو عالم اسلام میں زندہ فرما، مجاہدین کی نصرت و مدد فرما، اے اللہ! علماء اسلام اور طلباء کرامؒ کو جہاد کا داعی بنا، ان کو اس عظیم عمل سے وافر حصہ عطا فرما، اے رب کریم! صیغہ جہاد کو متحرک فرما، علماء اور طلبا اور مسلمان عوام کے ذہنوں میں اس کو بٹھا، اے رب العالمین! امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الف الف تحیہ کو ایک مؤمن مجاہد خلیفہ عطا فرما، مولا! ان کی ٹوٹی ہوئی حالت کو جوڑنے کے لئے اور منتشر شیرازہ کو اکٹھا کرنے کے لئے ان کو مومن مجاہد اور غیور خلیفہ عطا

فرما، اے مسلمانوں کی مدد کرنے والے رب! کشمیر کے مظلوم مسلمانوں کی مدد فرما، بوسنیا کے عاجز مسلمانوں کی نصرت فرما، برما کے بے بس مسلمانوں کو قوت عطا فرما، فلسطین کے مسلمان تنظیموں کی مدد فرما، ان میں جہاد زندہ فرما، تاجکستان کے غیور مسلمانوں کی مدد فرما، مولائے کریم! ہم بے شک گناہ گار ہیں لیکن تیرے نام کی طرف منسوب ہیں مولا! اس نسبت کی لاج رکھ، مسلمانوں پر رحم فرما جو تنظیم جہاد سے وابستہ ہے اس کو اخلاص عطا فرما، ان کی قربانی کو قبول فرما، مولا! ہماری کمزوریوں کو نہ دیکھ اپنی رحمت کے حوالے سے ہمارے ساتھ معاملہ فرما، اپنے دشمنوں، اسلام کے دشمنوں اور مسلمانوں کے دشمنوں کو نیست و نابود فرما، ان کے پنجۂ ظلم سے مسلمانوں کو نجات دلا، گرفتار مجاہدین کو رہائی عطا فرما، ان کے شہداء کی قربانی سے اسلام کو غالب فرما، مولانا مسعود اظہر، کمانڈر سجاد شاہد اور نصر اللہ منصور کو رہائی عطا فرما، مولائے کریم! افغانستان کے شہداء، کشمیر کے شہداء، فلسطین و برما و بوسنیا و صومالیہ اور تاجکستان کے شہداء کو جنت الفردوس میں عظیم الشان اعزاز عطا فرما، کمانڈر عبدالرشید، عبداللہ عزامؒ، مولوی حبیب الرحمنؒ صاحب، مولانا شبیر احمدؒ اور ننھے منھے معصوم مجاہد اختر محمدؒ کو اپنی خاص رحمتوں سے مالا مال فرما، دیگر شہداء کو درجات عالیہ سے نواز دے، افواج پاکستان میں ایمان اور جہاد کا جذبہ موجزن فرما، ان کو اپنے اسلام کی بنیاد پر کفار سے لڑنے کی توفیق عطا فرما، احیاء اسلام کے لئے ان کے دلوں میں مسلمان جرنیلوں جیسا ولولہ پیدا فرما۔

مولا! پھر دعا ہے کہ جہاد کو زندہ فرما اور اس امت کو مومن مجاہد خلیفہ عطا فرمایا۔

آمین آمین یارب العالمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ خاتم النّبیّین سیّد الاولین والآخرین، جیش الانبیاء والمرسلین، صاحب الجمل الاحمر والسیف المُشَهَّرِ نبی الرحمۃ ورسول الملاحم امام المجاھدین ورأس المتقین۔

فمن کان او من قد یکون کاحمدؐ نظام لحق او نکال لملحد

وعلی آله واصحابه اجمعین الی یوم الدین آمین یارب العالمین۔

یارب صل وسلم دائما ابدًا　　علی حبیبک خیر الخلق کلهم

احل امته فی حرز ملته　　کاللیث حل مع الاشبال فی اجم

کانما الدین ضیف حل ساحتهم　　بکل قرم الی لحم العدا قرم

فسل حنینًا وسل بدرا وسل احدا　　فصول حتف لهم ادهی من الوخم

هُمُ الجِبَالُ فَسَلْ عَنْهُمْ مصادِمَهُم　　مَاذَرَای مِنْهُمْ فِی کُلِّ مُصْطَدَمِ

لما دعا الله داعینا لطاعته　　باکرم الرسل کنا اکرم الامم

آمِینَ لَا اَرْضی بِوَاحِدَۃٍ　　حَتّٰی اضم الیها اَلْفَیْنِ آمِینَا

ویرحم الله عبدا قال آمینا　　آمین یارب العالمین

فضل محمد بن نور محمد یوسف زئی

استاذ جامعہ علوم اسلامیہ

علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی ۵

مولانا فضل محمد یوسف زئی صاحب کی تصنیفات

- توضیحات شرح مشکوٰۃ ۸ جلدیں
- اسلامی خلافت اور ہماری ذمہ داریاں
- صفحۂ عالم پر تاریخی نقوش
- دعوتِ جہاد
- زلزلے کیوں آتے ہیں؟
- وعظ و بیان
- سبیل اللہ
- اعلاءِ کلمۃ اللہ اور جہاد فی سبیل اللہ
- قومِ ثمود کیسے تباہ ہوئی؟
- امام غزالیؒ کا خط اپنے شاگرد کے نام
- اسلامی تحریکات اور منافقین کا کردار
- قتال الکفار
- درسِ ختم بخاری شریف (جیبی سائز)
- حق و باطل کی پہچان
- جنگِ بدر
- جنگِ اُحد
- جنگِ خندق
- غزوۂ موتہ
- جنگِ خیبر
- فتح مکہ
- غزوۂ حنین
- غزوۂ تبوک
- محمد رسول اللہ ﷺ جنگ کے میدان میں
- تحفۃ المنعم شرح اردو صحیح مسلم (زیرِ طبع)
- فتوحاتِ شام
- فتوحاتِ مصر و فارس
- فتنۂ ارتداد اور جہاد فی سبیل اللہ
- تسہیل العروض









علمی خطبات

دارالناشر
یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور 0333-8335011